

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226430

UNIVERSAL
LIBRARY

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(۱)
تاریخ

اَرْضُ الْمُقَدَّسَاتِ

جلد اول

یعنی

قرآن مجید کی تاریخی تفسیر سرزمین قرآن (عرب) کا جغرافیہ قرآن میں
جن عرب اقوام و قبائل کا ذکر ہے ان کی تاریخی و ادراختی تحقیق

تالیف

سید سلیمان ندوی، ناظم دارالاصناف

سابق اسٹنٹ پروفیسر کالج پورہ، میرٹھ، ایشیاٹک سائنس بی بی، متحن علوم مشرقیہ کراچی
بہ تمام مابدخلخان الملک

مطبع شاہی لکھنؤ میں چھپکر

دفتر دارالاصنافین اعظم کٹھن شاہی موٹی

فہرست مضامین ارض القرآن

صفحہ نمبر	نام مضمون	صفحہ نمبر	نام مضمون
۵۱	تاریخ قدیم کے بعض اصول	۱	۱ ویساچہ
۵۵	انتباہات	۸	۲ سرایۃ ارض القرآن
۵۷	جغرافیہ عرب	۸	۳ مآخذ اسلام
۵۷	لفظ عرب کی تحقیق	۱۰	۴ عربوں کی خاندانی روایات
۶۱	جغرافیہ عرب تورات سے	۱۱	۵ اشعار جاہلیت
۶۷	جغرافیہ عرب یونانی اور رومی معلومات سے	۱۱	۶ کتب تفسیر
۸۳	جغرافیہ عہد قرآن	۱۲	۷ عرب کی تاریخین
۸۳	حدود عرب	۱۵	۸ جغرافیہ ہائے عرب
۸۴	مساحت عرب	۲۰	۹ علم الانساب
۸۵	طبعی حالات	۲۰	۱۰ ٹوٹزم
۸۶	عرب کی پیداوار	۲۳	۱۱ یہودی شریک
۸۷	عرب کے حصے	۲۵	۱۲ یونانی اور رومی تاریخین
۸۹	یامہ	۳۱	۱۳ انکشافات اثریہ
۹۰	حمان	۳۳	۱۴ عربوں کا علم الآثار
۹۱	نجد	۳۵	۱۵ یورپین علمائے آثار
۹۲	یین	۳۷	۱۶ عرب کے آثار قدیمہ

صفحہ نمبر	نام مضمون	صفحہ نمبر	نام مضمون
۱۲۲	ام سامیہ کے اشاب	۹۴	۳۳ حضرت موسیٰ
۱۲۴	شجرہ اقوام ارض القرآن	۹۵	۳۴ اخاف
۱۲۵	ام سامیہ اولیٰ	۹۵	۳۵ صفار
۱۲۹	عاد	۹۶	۳۶ نجران
۱۳۰	لفظ عاد	۹۷	۳۷ عیسٰی
۱۳۱	عاد کا زمانہ	۹۷	۳۸ حجاز
۱۳۱	عاد کا مقام	۹۷	۳۹ مکہ منظمہ
۱۳۲	عاد کی سلطنتیں	۹۸	۴۰ مدینہ منورہ
۱۳۳	عاد بابل میں	۹۹	۴۱ طائف
۱۳۴	عاد مصر میں	۱۰۰	۴۲ جون، بتوک، خیبر، مدین
۱۳۵	عاد اسیریا میں	۱۰۰	۴۳ عرب الشام
۱۳۶	عاد ایران میں	۱۰۱	۴۴ عرب العراق
۱۳۷	فینیسیا میں	۱۰۳	۴۵ اقوام ارض القرآن
۱۳۸	قرطاجہ میں	۱۰۳	۴۶ اقوام عالم
۱۳۹	یونان و کریٹ میں	۱۰۵	۴۷ بنو سام
۱۴۰	عاد اور قرآن	۱۰۷	۴۸ ام سامہ کا مسکن اول
۱۴۱	بعثت ہود	۱۱۷	۴۹ مسکن اول سے ہجرت
۱۴۲	عاد ثانیہ	۱۲۰	۵۰ عالمیت کی حقیقت

صفحہ	نام مضمون	صفحہ	نام مضمون
۲۲۸	یارح یا عرب	۱۸۰	۶۹ نعمان
۲۳۱	حضرت	۱۸۳	۷۰ عاونانہ کی اثری تاریخ
۲۳۶	سبا	۱۸۶	۷۱ لفظ عدن کی تحقیق
"	سبا کا نام	۱۸۷	۷۲ ثمود
۲۳۷	سبا کا زمانہ	۱۹۰	۷۳ حضرت صالح
۲۳۸	دائرہ حکومت	۱۹۱	۷۴ ثمود اور قرآن
۲۳۱	سبا کی شاخیں	۱۹۷	۷۵ ثمود ثانیہ
۲۴۰	فرمانروایان سبا	۲۰۰	۷۶ جرم
۲۴۳	مکارب سبا	۲۰۳	۷۷ طلسم و جیس
۲۴۶	لوک سبا	۲۰۷	۷۸ اہل معین
۲۴۸	سبا کی تقسیم و تنظیم	۲۱۰	۷۹ معین اور اکتشافات جدیدہ
۲۴۹	سبا کے تمدنی و تجارتی حالات	"	۸۰ معین کا زمانہ
۲۵۳	سبا کی عمارتیں	۲۱۴	۸۱ معین اور مورخین یونان
"	سدا رب	۲۱۶	۸۲ معین کا دائرہ حکومت
۲۵۵	جنت سبا	۲۱۹	۸۳ شاہان معین
۲۵۷	سبا کی آبادیان	۲۲۱	۸۴ بنی لیان
۲۵۹	ملکہ سبا	۲۲۳	۸۵ مہول قبائل سامیہ
۲۶۰	ملکہ سبا اور قرآن مجید	۲۲۴	۸۶ بنو قحطان

صفحہ	نام مضمون	صفحہ	نام مضمون	صفحہ
۲۹۲	قرآن اور تنبیہ	۲۹۷	بعض شکوک ازالہ	۱۰۵
۲۹۳	تباہی کی تعداد	۲۹۸	سبا کا مذہب	۱۰۶
"	تباہی کے نام اور زمانے	۲۹۹	سبا کا تفرق و انتشار	۱۰۷
۲۹۹	تباہی کے سیاسی اور مذہبی حالات	۳۰۰	بنو کلمان کیا قحطانی ہیں	۱۰۸
۳۰۱	صحاب الاخدود	۳۰۱	حمیر	۱۰۹
۳۰۲	صحاب افضل	۳۰۲	لفظ حمیر	۱۱۰
"	حبش کی صلیت	۳۰۳	ملکت حمیر	۱۱۱
۳۰۹	حبش و حمیر	۳۰۴	حمیر کا زمانہ	۱۱۲
۳۱۰	اکسوم کی نجاشی	۳۰۵	حمیر کے طبقات	۱۱۳
۳۱۱	ین کا آخری سقوط	۳۰۶	شاہان حمیر	۱۱۴
۳۱۵	عیسائیت و یہودیت کا تضاد	۳۰۷	حمیر کے حالات	۱۱۵
۳۱۶	ابرہہ	۳۰۸	تباہی	۱۱۶
۳۱۹	واقعہ فیل	۳۰۹	لفظ تنج	۱۱۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمد کثیاً من "دسی الارض" وبت فیہا رجال کثیرا و نساء "واسکن" من ذریعتہم "شعوبا و قبائل"
 "و ادغیر ذی زرع" "ذات العباد" و البطش الشدايد "و البسط فی الخلق" "من قوم نوح و اصحاب
 الرس و ثمود و عاد و فرعون و اخوان لوط و اصحاب الايكة و قوم نبتہم کل کذاب الرسل فحق
 و عیدہ" "فمترقہم کل مترق و جعلہما حادیت" و اصل علی النبی الابرہیمی الا سملی القیدار
 المضری القرشی الهاشمی و علی صحبہ العدنانیین و القبطانیین اجمعین

ارض العرب ان | آج مسلمانوں کا وطن تمام دنیا ہوتا ہم مولد اسلام، موطن مسلمان
 مہبط قرآن و نیا کا صرف ایک ہی گوشہ ہر عرب جسکو ماویٰ زرخیری کی محرومی نے گو
 بن کھیتی کی زمین "وادی تغیر ذی زرع کا خطاب دیا ہو، لیکن جسکی روحانی سیر حاصل کی فراوانی کا
 یہ عالم ہو کہ آج دنیا میں جہاں بھی روحانی کھیتی کا کوئی سرسبز قطعہ موجود ہے اُسی کشت زار الہی

کے آخری کسان کی غم ریزی و آب سیری کا نتیجہ ہے۔

اس مہبط وحی قرآنی اور وطنِ اولِ اسلام کی تقدیس اُس بوڑھے پیغمبر (ابراہیم) کے نام سے ہو جس نے اپنے جوان بیٹے (اسماعیل) کے خون سے اس "بن کھیتی کی زمین" کو سیراب کرنا چاہا جسکی سیرابی گردن کے خون سے مقدس تھی بلکہ دل کے خون سے تھی، جب دل کا خون اس پر برساتا تو یہ شور و بے حاصل قطعہ حسبِ پیشگوئی سابق اٹھ اٹھا،

ذٰلِكَ سَلَامٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ مَنۢ مِّنۡهُمْ فِیۡ لَاغٰیۡلٍ اَوْ رَعِیۡتُمْ اَعۡلَمَ اَنَّہٗ
بِیۡرِدَانِ مَعۡہِیۡ شَالِ تُوۡرَاۃً وَّ نَحۡلِیۡنِ بِہِکَرۡ وَّہِ اَیۡمٰتِیۡ ہِیۡنَ جَمَکَ
فَاَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الْوَحۡیَ اِنۡ عَلَیۡکَ لَکَفٰرٌ اَلَا تَعۡلَمُ
اس زمین کے اکثر حصہ کی مادی شوری و بے حاصلی حکمتِ الہی کا مقتضا تھی کہ
سلاطینِ عالم کے دستِ حرص و ہوس سے اس ارضِ مقدس کی عصمتِ مصون رہے
اور دستِ انسانی کے تمدن و صنعت کی سیاہی سے اسکی روحِ مسادہ و پاک و فطری تاکہ خود
فطرۃ اللہ صرف اپنے حروف و خطوط سے اسکی گلکاری کر سکے اور خدا کی فطرت کا خزانہ جو
اس کھنڈر میں دفن تھا پیغمبرِ مذہبِ فطری کے وجود تک محفوظ رہے،

تاریخ ارض القرآن

سرزمینِ قرآن (عرب) کی تاریخِ جہد و بعد القرآن یعنی بعد از اسلام روشن ہے، اُسی قدر قبل القرآن یعنی قبل از اسلام تاریک ہو، قرآن مجید نے برسیلِ عبرت و اطہارِ واقعہ ملکِ عرب کے متبع و اقوام و اشخاص و انبیاء کے حالات مجمل بیان کیے ہیں، لیکن عرب کی قوم تصنیف و تالیف سے آشنا نہ تھی اس لیے ان اقوام، اشخاص، اور قلع و ملک کے تاریخی، سیاسی، قومی، مذہبی اور جزائی حالات کے بیان و تفصیل کی بنیاد مسلمان

مصنفین نے صرف بے احتیاطانہ زبانی روایات پر کبھی ہو لیکن اہل یورپ انکے مقابل یونانی و رومانی سیاحین اور جغرافیہ نویسوں کے تحریری بیانات اور عرب کے آثار قدیمہ کتبائے پیش کرتے ہیں جو تنہا زبانی روایات سے ظاہر ہو کہ کمین صحیح تر ماخذ ہیں اس بنا پر انھوں نے عرب قبل قرآن کی تاریخ کے متعلق بالکل نیا عالم پیدا کر دیا ہے جو انکی نظر سے علی الاکثر قرآن مجید کے بیان اور عرب کے زبانی روایات نے عرب کی جو تصویر کھینچی ہے اس سے مختلف ہے اور اس لیے انکو اس میدان میں اعتراضات کا بڑا جوا لنگاہ نظر آتا ہے اس تصنیف کا مقصد یہ ہے کہ بہ تطبیق معلومات قدیمہ و جدیدہ ارض قرآن (عرب) کے حالات مذکورہ کی اس طرح تحقیق کی جائے کہ قرآن مجید کی صداقت و معجزین کی لغوش علی الاعلان آشکارا ہو جائے اس موضوع کی اہمیت و ضرورت سے شاید کسی مسلمان کو انکار نہ ہوگا۔ قرآن مجید میں عرب کے جیسوں اقوام اور بلاد و مقامات کے نام ہیں جنکی ہر قسم کی صحیح تاریخ سے نہ صرف عوام بلکہ علما تک ناواقف ہیں اور نہایت عجیب بات ہے کہ تیرہ سو برس میں ایک کتاب بھی مخصوص اس فن پر نہیں لکھی گئی، اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف خود مسلمانوں کو ان حالات سے ناواقفیت رہی، اور دوسری طرف غیروں کو انھیں افسانہ *Legend* کہنے کی جرات ہوئی، تو رات میں ہزاروں اشخاص، اقوام، بلاد اور مقامات کے نام ہیں جو قیام زمانہ اور تغیر السنہ کی بنا پر محمول اور ناپدید ہو گئے ہیں لیکن علمائے نصاریٰ کی ہمت سزاوار فرین ہے کہ وہ ارض تورات *Land of Bible* اور انسائیکلو پیڈیا آف بائبل کے ذریعہ سے ۳۰۰۰ ہزار برس کے مردہ نام اپنی سیمت سے زندہ کر رہے ہیں۔

قرآن مجید میں جس جس اقوام و اشخاص سے زیادہ زمین تاہم ان کی تحقیق کے لیے مخصوص طور سے کبھی کوشش نہیں کی گئی، عموماً یہ مباحث تفسیر کے ضمن میں لکھے گئے یا

تاریخ عمومی میں مقدمہ کے طور پر مذکور ہوئے، حالانکہ اسکی اہمیت، تخصیص و افراد کی محتاج تھی،

مقام عبرت ہو کہ ہماری مذہبی کتاب کی تحقیق و کاوش میں بھی غیر نہایت گوشش و جانفشانی سے مصروف ہیں، جرمن، فرنچ، آلمین اور انگریز مستشرقین نے ”تاریخ عرب قبل اسلام“ پر متفقانہ کتابیں لکھیں، یونانی و رومانی تصنیفات سے جو عرب قبل اسلام کے حالات سے پرہیز، انتخاب و خلاصہ کیا، قرآن مجید نے جن اقوام و بلاد کا ذکر کیا ہو انکے کھنڈروں کا مشاہدہ کیا انکے کتبات کو حل کیا، اور ان سے عجیب و غریب نتائج مستنبط کیے۔

تاہم وہ مسلمان نہیں، یہودی یا عیسائی ہیں، انھوں نے نہایت بیدردی سے قرآن کے فوائد کو پامال کیا ہے، بعض متعصب مستشرقین نے ان معلومات کو غلط طور سے قرآن کی مخالفت میں استعمال کیا ہوا اٹھارھویں صدی کے وسط میں ریورنڈ فارسٹر

Forster نے عرب کا تاریخی جغرافیہ *Historical Geography of Arab* لکھا جس میں اسنے اپنی جہالت کے عجیب و غریب نمونے پیش کیے، جنکو پڑھ کر کبھی ہنسی، اور کبھی رونا آتا ہو، لیکن کیا سمجھے کہ ہماری عظمت سے وہ قرآن کی صداقت تاریخی کا معیار ہے، بعض پادری قرآن کے تاریخی اغلاط کو پیش کرتے ہیں، لیکن انکو پیش کرتے وقت اسنوس ہو کہ تورات جسکو وہ معیار صحت سمجھتے ہیں بھول جاتے ہیں،

نولڈکی Noldke نے عمائد و عاد کی تحقیق میں ایک رسالہ لکھا ہے جس میں ثابت کیا ہو کہ یہ غیر تاریخی قومیں ہیں، و لکن A. Welkon اور روبرٹسن استھ Roberts Smith عرب کے ادعائے نسب کا انکار کرتے ہیں، عرب کے

بعض اثری اکتشافات کی بنا پر بعض سبک مغوصین یورپ ہجرات کہتے ہیں کہ ”عرب قبل القرآن“، عرب بعد القرآن سے ہزار درجہ بہتر تھا، لیکن سنت ہیلیر ایک فریج مشرق نے نہایت خوب جواب دیا کہ اگر یہ صحیح ہوتا تو قرآن عام ابتدائی تعلیمات تمدن اور کم از کم محرمات نکاح کے بیان کی تکلیف گوارا کرتا۔“

ان آثار قدیمہ کے اکتشاف نے ادیان عرب قبل اسلام کے معلومات میں نہایت سخت انقلاب پیدا کر دیے، جن سے اسلام کے مناقب و فضائل کا نیا بارب پیدا ہو گیا ہے،

بہر حال نہایت ضرورت تھی کہ ہمارے دشمن جن جدید معلومات کو ہماری مخالفت میں صرف کر رہے ہیں ان سے اپنی موافقت کے پہلو پیدا کیے جائیں

عہد قدیم میں مخالفین کے اعتراضات کا نشانہ اعتقادات تھا، لیکن اس عصر جدید میں جب ہمارے مخالفین عقائد اسلام کی مضبوطی کا امتحان کر چکے ہیں، انھوں نے یہاں ہتکرتاریخ و تمدن کے میدان میں موچے قائم کیے ہیں، ضرورت ہے کہ جسطرح ایرانی و ہندی مورخین کے مقابلہ میں ابن حنیفہ دینوری المتوفی ۳۸۷ھ، ابن قتیبہ المتوفی ۳۸۷ھ، ابوالحسن جریر طبری المتوفی ۳۸۷ھ نے تاریخ اسلام و قرآن کی تحقیق و تطبیق میں کوشش کی، اس زمانہ میں جدید یورپین تاریخ کی تاریخ اسلام و قرآن سے تطبیق دی جائے، اور یورپین تاریخی تحقیقات و اکتشافات کی غلطی کا پردہ چاک کیا جائے، اور خود انھیں کے کارخانوں کے بنے ہوئے ہتھیاروں سے ان کے حلون کا جواب دیا جائے،

ان وجوہ سے علاوہ کتب تفسیر، جغرافیہ و تاریخ اسلامی کے جدید یورپین تصنیفات کا بھی حوالہ دینا پڑا کہ آثار حقیقہ عرب اور یونانی و رومانی تصنیفات کی دریافت کا جن سے

قرآن کی ہر جگہ تصدیق ہوتی ہے کوئی اور ماخذ نہ تھا، یہ تمام کتابیں انگریزی زبان کی ہیں، جو اصلاً انگریزی زبان میں لکھی گئی ہیں، یا جرمن اور فرنگ سے انگریزی میں ترجمہ ہوئی ہیں،

کہیں کہیں کسی فرنگی کتاب کا حوالہ ہے، اسکے لیے میں اپنے صدیق صمیم پروفیسر شیخ عبدالقادر ایم اے فیلو اینڈ لکچرر آف بی بی یونیورسٹی و ممبر آف بی بی ایشیائٹک سوسائٹی کامنوں ہوں، جنہوں نے میرے لیے ازراہ عنایت فرنگ سے انگریزی میں ترجمہ کر کے تحلیف گوارا کی،

ارض القرآن کے لیے تورات کی واقفیت نہایت ضروری تھی، تورات کے اردو فارسی، عربی اور انگریزی تراجم میرے پیش نظر تھے، لیکن ناموں کے تلفظ اور فقرہ کے ترجمہ میں اس کثرت سے ان میں اختلاف بلکہ تضاد نظر آیا، کہ خود اصل عبرانی کی طرف توجہ کرنی پڑی، اور میں نے یہ تک کی تعلیم میں اصل کی طرف مراجعت ایک نکتہ آسان ہو گئی، سب اوجھیر کے کلمات بھی عبرانی خط میں شائع کیے گئے ہیں اور زبان بھی تقریباً مابین عربی و عبرانی ہو، یہ قلیل حرف شناسی اس ہم میں بھی کام آئی۔

اقوام و بلاد کے صحیح مقامات کی تعیین کے لیے متعدد نقشوں کی ضرورت تھی، اس فن میں باوجود بے بضاعتی کے، اس خدمت کو نہایت محنت خود انجام دینا پڑا، ان اجزاء کی ترتیب میں پورے تین برس صرف ہوئے، لکھنؤ میں دفتر تفسیر بمبئی کا جب میں اسسٹنٹ تھا تو اس موضوع کا خیال آیا، بلکہ اصل میں سیرت نبوی کے ویساچہ ہی کے طور پر اسکے لکھنے کی تحریک ہوئی، لیکن جیسے جیسے آگے بڑھتا گیا میدان زیادہ وسیع اور کشادہ نظر آتا گیا، تا آنکہ یہ بالکل مستقل ایک نئی شاخ بن گئی،

کتاب کا یہ پہلا حصہ ہے جس میں ارضِ قرآن کا جغرافیہ اور اقوامِ عرب کے سیاسی و تاریخی
نسب اور قومی حالات سے تطبیق قرآن مجید سے ظاہر ہوگا کہ عرب کی قوم
نے اسلام سے پہلے بھی دنیا میں کیا کارنامے انجام دیے ہیں، اور ان کے تمدن نے
بین و شام و عراق میں کس حد تک وسعت حاصل کی تھی، کتاب کے دوسرے حصہ
میں اقوامِ عرب کے السنہ، ادیان، تجارت، طرقِ تمدن وغیرہ سے بحث ہوگی، خدا
توفیق دے کہ وہ بھی جلد پیش کر سکوں، اپنی محنت و کاوش کے نتائج مسلمان پبلک
کی نذر کرتا ہوں، والسلام اللہ تعالیٰ ان یرزقہ | القبول و یقبض لہ | الرواج،

سلیمان سید

۲۔ اپریل ۱۹۱۵ء



سرمایہ ارض و استرآن

ارض القرآن کے علم و تحقیق کے جو ذرائع پہلے موجود تھے اور جن سے مصنفین اسلام نے کام لیا ہے، اور اب عصر جدید نے ان معلومات کے جو ذرائع پیدا کر دیے ہیں، اس فصل میں اُن پر نظر و تبصرہ مقصود ہے، ارض القرآن کے لیے اس وقت چار ماخذ سامنے ہیں:

- ۱۔ ادبیات اسلامیہ (محمدن لٹریچر)
- ۲۔ ادبیات اسرائیلیہ (جوئش لٹریچر)
- ۳۔ ادبیات یونانیہ و رومانیہ (گریک اینڈ رومن لٹریچر)
- ۴۔ اکتشافات اثریہ (ارکیالوجیکل ڈسکوریز)

۱۔ ادبیات اسلامیہ

قرآن مجید نے اقوام عرب کا تذکرہ صرف عبرت و بصیرت کے لیے کیا ہے، اس بنا پر ان اقوام کے وہ جغرافی و تاریخی و سیاسی حالات جن سے قرآن کے موضوع کو کوئی تعلق نہیں ہے، قرآن مجید نے نظر انداز کر دیے ہیں، بلکہ بعض ایسی قومیں بھی ہیں جن کا قرآن نے بلا تشریح خبر و حال صرف نام لے دیا ہے، (ادبیت سرکابا کل ہن)!

عبدالنبوی میں صحابہ چونکہ اپنے ملک و اقوام کی تاریخ سے واقف تھے اور نیز اس لیے

کہ اس سے اسلام کو مذہبی حیثیت سے کوئی تعلق نہ تھا، اس سے کوئی بحث نہ کی، لیکن اس عہد کے آخری حصہ میں جب قرآن نے عرب سے بھلکھرو دینا کے دور و دراز حصوں میں ظہور کیا، جہاں لوگ ان اقوام و ممالک کے حالات سے مطلقاً قنف نہ تھے، ضرورت ہوئی کہ ان کے جغرافی و سیاسی و تاریخی حالات کی جستجو کی جائے، اس وقت جو سامان اس کام کے لیے ہاتھ آسکا وہ حسب ذیل ہے:

- (۱) قرآن مجید، خود قرآن مجید میں ان اقوام کے جو حالات بیان ہوئے تھے،
- (۲) روایات تفسیر، مفسرین نے ان آیات کی تفسیر میں جو اسحضرت صلعم اور صحابہ سے جو حدیثیں نقل کی ہیں، لیکن صحیح طور سے انکی تعداد بہت کم ہے۔
- (۳) اسرائیلیات، ان اقوام میں سے اکثر کا ذکر تورات میں مذکور تھا، اس بنا پر یہود ان سے واقف تھے، مسلمان یہودیوں نے اپنے معلومات و روایات کی بنا پر ان کی تشریح کی،

مفسرین کے روایات کا تاثر مبنی اسرائیلیات ہیں، وہب بن منبہ نے کعب الاحبار، ضحاک، سندھی، کلثبی، واقدسی، مدائمی، مجاہد، عکرمہ وغیرہ ان روایات کے ماخذ ہیں، وہب اور کعب خود اصلاً یہود تھے، اور دیگر حضرات یہودیوں کے خوشہ چین، یہودیوں سے روایت کوئی بُری چیز نہیں ہے، لیکن افسوس یہ ہے کہ ان یہودیوں کے معلومات کی بنا جس قدر تورات و اسفار پر تھی اُس سے زیادہ عام رطب و بائس، زبانی عجز و زائد روایات پر، اسلئے اکثر یہ روایات صحیح الماخذ نہیں، اور اسی لیے ان میں ہزاروں بے سرو پا روایتیں موجود ہیں، جو اصول روایت کے رو سے تاثر ضعیف بلکہ جھوٹ ہیں،

ابن مردودہ، دلمی، مجاہد، مقاتل بن سلیمان اور ابن جریر طبری کی تفسیرون کی بنا
 انھیں حکایات و روایات پر ہر جہاں جنکا اصولا کوئی اعتبار نہیں، ضحاک، سدسی، کلبی،
 ہشیم بن عدی، واقدی، مدائنی جو ان روایات کے ناقل یا مصنف ہیں، اسما، الرجال کی
 کتابوں میں ناقدین حدیث نے ان کی دروغ بیانی، کذب، اور ضعف کو تبصیر کر لکھا ہے،
 عکرمہ، وہب بن منبہ اور کعب الاحبار بھی حرج مفصل بڑی نہیں،

ان تمام بزرگوں کا سرائیہ علم یہودی روایات ہیں جنگی بنا، تورات، نبییم، ترگوم،
 اور تالمود پر ہے اور بعض عام کہیں بھی ہیں، یہ تمام کتابیں عام طور سے ملتی ہیں، اسلئے
 ان روایات منقولہ کی بجائے خود اصول و متون کی طرف توجہ کرنی چاہیے، ان کتابوں کا
 ذکر ادبیات اسرائیلیہ میں آتا ہے،

۴ سب سے عام ذریعہ زبانی خاندانی روایات ہیں جو نسلاً بعد نسل عربوں میں محفوظ رکھے
 آئے، تا آنکہ بعد اسلام وہ کتابوں میں مدون ہو گئے، مسلمانوں کے اصول روایت کے
 رو سے گویہ ذریعہ علم زیادہ محفوظ نہیں، لیکن جو خاندانی روایتیں متفقاً اور بلا انکار غیر اشتباہ
 و شک عرب میں عام طور سے مشہور تھیں، اور جنکا فخر ہر موقع پر ذکر کیا گیا اور کسی نے
 اسے انکار و نفی کی وجہ نہ پائی گویا درحقیقت تو اتر کی حیثیت رکھتی ہیں، جنگی تردید بھول
 تاریخ کے رو سے مستحیل ہے، لیکن افسوس ہے کہ اس قسم کا تو اتر چند موٹے موٹے واقعات
 و حالات (مثلاً حضرت اسماعیل کا مکہ میں قیام، کعبہ کی بنا، قریش کا عدنان تک کا نسب،
 قریش کا اسماعیلی خاندان سے ہونا، چند قبائل بائدہ اور امراے حیرہ و غسان، لوک سین
 اور شیوخ حجاز کے بعض نامکمل اور اوپری حالات) کے سوا اور واقعات میں نہیں،

۵ - اس سے زیادہ محفوظ ذریعہ اطلاع سرمایہ اشعار و اشعار عرب جو چین، مغرب و ممالک، مدح و ستائش، اور اطہار رسالت و شجاعت کے سینکڑوں واقعات تاریخی، اور رسوم و عادات کا ذکر ہے، لیکن انفس کہ یہ گران قیمت سرمایہ ہمارے پاس اسلام سے چند صدی پیشتر سے زیادہ کا نہیں ہے، تاہم قبل اسلام کے بہت سے حالات ان کے ذہن سے معلوم ہو سکتے ہیں، مولخ طبری نے عاد کے حالات میں لکھا ہے کہ بعض ایرانیوں نے عاد سے انکار کیا ہے، حالانکہ اشعار جاہلیت میں انکا نہایت کثرت سے تذکرہ ہے، اگر خوف بطل نہ ہوتا تو میں انکو نقل کرتا۔

بہر حال مسلمانوں نے اپنے عہد میں اس سرمایہ کی تدوین و ترتیب حسب ذیل صورتوں میں کی،

(۱) کتب تفسیر، تفسیر کی کتابوں میں آیات متعلقہ کے تحت میں انکو لکھا، اس قسم کی تفسیریں یہ ہیں،

- تفسیر مجاہد بن جبر المتوفی ۲۴۰ھ
- تفسیر مقاتل بن سلیمان المتوفی ۲۵۰ھ
- تفسیر ابراہیم بن معقل النسخی المتوفی ۲۹۵ھ
- تفسیر دلمی المتوفی ۳۰۰ھ
- تفسیر ابن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ
- تفسیر ابن ابی حاتم المتوفی ۳۵۲ھ
- تفسیر ابن حبان المتوفی ۳۸۱ھ
- تفسیر ابن مردودہ المتوفی ۵۱۶ھ

تفسیر نبوی التوفی سہ

(۲) تاریخ عرب۔ ابتدائی مورخین جکا سلسلہ حضرت معاویہ کے عہد سے شروع ہو گیا تھا، عبید بن شریہ، ابو عبیدہ، عوانہ بن حکم، ہشام کلبی، قاضی ابوالبحتری، ابن ہشام بن ایہ، وہ مصنفین ہیں جنہوں نے دوسری اور تیسری صدی ہجری میں خالص عرب کی قدیم تاریخ لکھی انکی تصنیفات کے نام یہ ہیں،

۱۔ عبید بن شریہ کتاب اخبار الملوک الماضین۔ نام کتاب کا ترجمہ یہ ہے ”گذشتہ بادشاہوں کے حالات“ امیر معاویہ کا معاصر تھا، اس کتاب کے اقتباسات سنوی میں جابجا ہیں

۲۔ ابو عبیدہ۔ کتاب مغارات قیس ولیمین، کتاب خبر عبد القیس، کتاب مناقب باہل، کتاب مکہ واحرم، کتاب بیوتات العرب۔ کتاب آثار العرب، کتاب آثار غطفان، کتاب قصۃ الکعبہ، کتاب الحس من فریش، کتاب الادوس والخرلج، کتاب ایام بنی یشکر، ۳۔ سبرد۔ کتاب ایام بنی مازن، کتاب قحطان وعدنان،

۴۔ ہشام کلبی۔ کتاب من نفل من عاد وثمود والعمالیق وجراہم وبنی اسرائیل من العرب کتاب ملوک کندہ، کتاب طسم وجدیس، کتاب عاد والاوی والثانیہ، کتاب تفرق عاد کتاب اصحاب الکفت، کتاب الحیرہ،

۵۔ قاضی ابوالبحتری۔ کتاب طسم وجدیس،

۶۔ ابن ہشام۔ سیرۃ نبوی کے مقدمہ میں عرب قدیم کی تاریخ لکھی اور کتاب التیجان کا کتاب لکھی ہے۔ چوتھی صدی کی بہترین تصنیفات اس باب میں ابن الحاکم ہمدانی ایک عرب جغرافیہ نویس کی دو کتابیں ”صفۃ جزیرۃ العرب“ اور ”اکلیل“ ہیں، پہلی کتاب عام جزیرہ عرب کا

جغرافیہ ہو، کتاب لیڈن میں چھپ گئی ہو، دوسری کتاب لاکھیل صرف تین کی تاریخ ہو،
لاکھیل، کامل نسخہ، ایک کہیں نہیں ملتا ہو، اسکا ایک ٹکڑا پروفیسر مولر DH Muller کی
کوشش سے شائع ہوا ہو، کتاب دس ابواب پر منقسم ہو،

باب اول در بیان ابتداے خلقت، و تقسیم انساب اقوام عرب و عجم و حمیر،

باب دوم در بیان نسب فرزندان الیمسح بن حمیر،

باب سوم در بیان فضائل قحطان،

باب چہارم در بیان تاریخ از عرب بن قحطان تا عہد تبع ابوکرب،

باب پنجم در بیان تاریخ عہد اوسط از تبع ابوکرب تا عہد ذونواس،

باب ششم در بیان تاریخ عہد آخر از ذونواس تا عہد اسلام،

باب ہفتم در بیان قصص کاذبہ و اخبار مستحیلہ،

باب ہشتم در بیان علامات حمیر و شاہان حمیر، و معرکات حمیر، و مقابر و مزارات حمیر،

و اشعار حمیر، و نقوش و کتبات حمیر،

باب نہم ضرب الامثال زبان حمیری، و خط حمیری،

باب دہم حالات قبیلہ ہمدانی حمیر،

یورپ میں اس کتاب کا اکثر حصہ پرنس میوزیم لندن، اور رائل لبریری برلن میں

موجود ہے، مستشرقین یورپ اس کتاب کی بڑی قدر کرتے ہیں اور عرب کی تاریخ

قدیم کے متعلق اس سے زیادہ مستند کوئی اور حوالہ نہیں سمجھتے، ہمدانی چونکہ حمیری زبان

سے واقف تھا اس لیے آثار و کتبات کو وہ پڑھ سکا تھا، اسی لیے اس باب میں اُسکو

خاص اہمیت حاصل ہو،

۸۔ علقمہ بن علقم ایک شاعر نے قصیدہ نونیہ میں حمیر (قوم تبع) کے حالات اور عام عمارات کے ناموں کو نظم کیا ہو،

۹۔ نشوان بن سعید الحمیری شمس نے قصیدہ حمیر کے نام سے حمیر کی تاریخ نظم کی ہے، جس میں زیادہ تر سلاطین کے نام ہیں،

نشوان نے خود یا اسی عہد کے ایک دوسرے مسلمان عالم نے اس قصیدہ کی تفسیر میں شرح لکھی ہے، ابن سعید حمیری کی سب سے عجیب و غریب تصنیف شمس العلوم ہو، جو گو ایک لغت کی کتاب ہو، لیکن الفاظ متعلق حمیر میں کے ضمن میں بہت سے حمیری الفاظ اور ناموں کی تصحیح کی ہو اور ان کے معنی لکھے ہیں، لفظ مسند کے تحت میں خط سند حمیر کے حروف ہجا لکھے ہیں جن سے تشریف یورپ کو حمیر و سبا کی تاریخ کی ترتیب اور کتابت کے پڑھنے میں بہت مدد ملی ہو،

کتاب التبیان بقصیدہ حمیریہ، شرح قصیدہ حمیریہ اور شمس العلوم یہ تمام نادر سرمایہ بانکی پور کے کتب خانہ میں موجود ہے، قصیدہ حمیریہ کو الفرید دان کریم ایک مستشرق نے شائع بھی کر دیا ہے، شمس العلوم کا ایک عمدہ نسخہ اسکوریا ل لائبریری میں بھی موجود ہو،

اسلامی ذخائر علمی کا جو سرمایہ ہمارے پاس موجود اور مطبوع ہو اور اس کے روستے عرب قدیم کا سب سے پہلا مولخ ابن اسحاق التونی ملکہ ہو، جو اس وقت ابن ہشام التونی شمس کی روایت سے موجود اور اس کی تصنیف کتاب السیرۃ کا جز ہو، اس کے بعد کے مورخین اسلام نے بھی عموماً اپنی تاریخ کی تہذیب میں تاریخ عرب و بنی اسرائیل کے ضمن میں اشخاص و اقوام قرآن سے بحث کی ہو، بہر حال مورخین اسلام میں جن کی تصنیفات

موجود اور مطبوع ہیں، اس موضوع کے متعلق خاص اہمیت حسب ذیل اشخاص کو حاصل ہے:

نام	سنہ وفات	نام تصنیف	مقام طبع
ابن ہشام	۲۱۵ھ	کتاب السیرۃ	مطبوع یورپ و مصر
ابو الولید ازرقی	۲۲۳ھ	اخبار مکہ	" " "
ابن قتیبہ	۲۴۶ھ	کتاب المعارف	" " "
ابن دُحیہ یعقوبی	۲۴۴ھ	تاریخ یعقوبی	" " "
ابو جعفر طبری	۳۱۰ھ	تاریخ الرسل والملوک	" " "
حمزہ اصفہانی	۳۲۵ھ	تاریخ سنن ملوک الارض	کلکتہ
مسعودی	۳۴۶ھ	مروج الذهب	مصر

یہ عرب کے قدامے مورخین ہیں، متاخرین میں صرف دو شخص قابل ذکر ہیں:

ابو الفدا	۳۲۵ھ	المختصر فی اخبار البشر	مطبوع یورپ و مصر
ابن خلدون	۳۵۰ھ	المعبر و دیوان المبتدئ و الخیر	" " "

۳۔ جغرافیہ عرب، مسلمانوں میں جغرافیہ کی ابتدا خود عرب سے ہوئی ہے کہ وہ اُن کا وطن تھا، اور اسکی ابتدا اُسوقت کی جب یونانیوں کے لفظ جغرافیہ سے بھی اُنکو واقفیت نہ تھی، اُنھوں نے گو خاص طور سے مخصوص قرآن کا جغرافیہ نہیں لکھا لیکن جغرافیہ عرب کے ضمن میں بہت سے اماکن قرآن کا نشان دیا، عرب کا ایک ایک پہاڑ، نالاب، وادی، چراگاہ، شہر، گاؤں، پڑاؤ، عمارت، غرض ملک عرب کے ایک ایک ذرہ کو گن ڈالا اور اُس کے حالات جغرافی اور توہو غرافی طریقہ سے مدون کیے،

اس فن پر دو قسم کی کتابیں ہیں، ایک وہ جنہیں مخصوص طور پر صرف عرب کا جغرافیہ

دوم وہ جنہیں دیگر ممالک کے جغرافیہ کے ساتھ عرب کا بھی تذکرہ ہے،
اول قسم کی کتابیں حسب ذیل ہیں،

مصنف	سنہ	تصنیف	کیفیت
ابوزیاد کلابی	ادھر ختم	کتاب القوار	کتاب کے چند ٹکڑے ہیں ایک عرب کے جغرافیہ حالات پر ہے، یہ کتاب عربی زبان میں جغرافیہ کی سب سے پہلی کتاب ہے،
الفز بن شلیل	۳۰۳ھ	کتاب الصفات	کتاب کا دوسرا ٹکڑا عرب کے دیگر ممالک گھروں، پہاڑوں اور گھاٹیوں کے بیان میں ہے،
ہشام بن محمد مکی	۲۶۰ھ	کتاب البلدان کتاب الاقالیم	x
ابوسعید الاصمعی	۲۱۳ھ	کتاب حرمہ العرب کتاب السیاح العربیہ	پہلی عام جغرافیہ عرب معلوم ہوتی ہے دوسری صرف عرب کے تالابوں کے بیان میں
سعدان بن مبارک	۱۸۱ھ	کتاب الارضین والیاء الجبال	زمین، تالاب اور پہاڑوں کے بیان میں
ابوسعید بن السری	ادھر ختم	کتاب المناہل القرئیہ الابیات	عرب کے گھاٹیوں، آبادیوں اور گھروں کے بیان میں،
عمر بن رستہ	ادھر ختم	الاعلاق النفیسه	فضل جغرافیہ میں ہے، ایک علم متعلق صفاء، سمیکل سٹی سیریز نمبر میں چڑھو گہ تھاکل نے چھاپا ہے

ابن حاکم ہمدانی	۳۳۰	صفحة جزیرہ العرب	جغرافیہ عرب میں تحقیق ترین کتاب، عرب کے قطع، اقوام، قبائل، حیوانات راستہ، پہاڑ، تالاب، چراگاہ، وادی، معدنیات، آثار قدیمہ، مقامات قبائل، بعد سائنس وغیرہ کے بیان میں، کتاب لیڈن میں تیار ۱۹۱۹ء میں چھپ گئی ہے، فصل ۱۳ عرب کے جغرافیہ اور اسکے جغرافیہ اور اسکے عجائب آثار کے بیان میں ہو، فرنگ مستشرق کلہان ہوانے اسکو شائع کیا ہے،
ابو سعید حسن السیرانی	۳۶۵	کتاب جزیرہ العرب	+
حسن بن محمد المعروف بالخالع	۳۸۰	کتاب الادویۃ والجمالیات	عرب کے پہاڑوں اور وادیوں کے بیان،
محمود بن عمر محشری	۵۳۵	کتاب لاکتہ والمیاء اجمالیات	عرب کے مقامات، تالاب، پہاڑوں کے بیان میں،
البکری	—	معجم المستعجم	مقامات عرب کے بیان میں، لکھنؤ میں چھپی ہے،
سیوطی	۹۱۰	مرصد الاطلاع علی اسما الاراکتہ والبقاع	جلدوں میں طبع ہوئی ہے، عرب کے تمام مقامات کا اہتمام ہے، لکھنؤ یا قوت چھپ گئی ہے،

دوسری قسم کی کتابیں یہ ہیں

مصنف	سنہ	تصنیف	کیفیت
ابن خرداذبہ	۳۵۵ھ	کتاب المسالك للمالک	مطبوع یورپ، وسط کتاب میں تین کے نام سے عرب کا ذکر کیا ہے
ابن فقیہ ہمدانی	۳۷۵ھ	کتاب البلدان	مطبوع یورپ باب ۲ ذکر کردہ اطائف مدینہ، یمامہ، یمن
ابن وضح یعقوبی	۳۷۵ھ	کتاب البلدان	مطبوع یورپ (میرزا نظر سے ننگرہ)
اصطخری	۳۷۵ھ	کتاب المسالك للمالک	مطبوع یورپ، باب اول ذکر خوارزمیہ عرب
مسعودی	۳۷۵ھ	مروج الذهب	مطبوع مصر
ابن مردودہ	۳۷۵ھ	معجم البلدان	قلمی، موجودہ لکھنؤ حیدر آباد و بانچی پور
			مرب بہ ترتیب حروف ہجا عرب کے حسب ذیل شہرین کے حالات ہیں ام لہری
			بحرین، عام عرب، عمان، مدینہ
ابن حوشل	۳۷۵ھ	کتاب المسالك للمالک	مطبوع یورپ، باب اول عرب کے جغرافیہ
			ہماچل، گیلستان اور راستون کے بیان میں
ابو البنا بناری مقدسی	۳۷۵ھ	احسن التقاسیم فی معرفة الاقلام	مطبوع یورپ عرب کے صوبے، قبے، گاؤں
			عمارات، معنیات اور کھنڈر کے بیان میں
ادریسی	۳۷۵ھ	نزهة المشتاق فی اختراق الاقالیم	صرف ایک نکر اچھا ہے (جس میں عرب کا ذکر نہیں)

یا قوت	۶۲۲	معجم البلدان	مطبوع مصر و شش جلدوں میں ترتیب حروف عرب کے تمام مقامات، پہاڑ، تالاب، اورادیوں کا ذکر ہے اور اکثر کا طول بلد و عرض بلد لکھا ہے
نرکریا قزوینی	۶۵۴ مولود	آثار البلاد	مطبوع یورپ، مختصر کتاب بہ ترتیب اقالیم ہے، ہر اقلیم میں عرب کا جو حصہ پڑتا ہو اسکا ذکر ہے
شمس الدین دمشقی	۳	نقشۃ الدہر فی عجائب البروج	مطبوع یورپ، باب، فصل، عرب کے عام جغرافیہ، حدود، صوبے، شہر اور قانون کے بیان میں
ابوالفدا	۳۲	تقویم البلدان	مطبوع یورپ، فصل اول میں عرب کے ۴۲ آبادیوں کا ذکر کیا اور انکا طول بلد و عرض بلد لکھا ہے
ان تمام کتابوں میں بجز ابن خردادزہ کے مقامات و اماکن قرآن کا ذکر جہاں آیا ہے انکی تفصیل مذکور ہے			

۳۰ انسب، اگر تورات کو الگ کر دیا جائے تو دنیا میں عرب ہی ایک ایسی قوم ہوگی جسے
 سلسلہ نسل و انسب کو ایک فن بنادیا، ایک عرب کے نزدیک میزانِ مفاخرت میں شرافت
 نسب سب سے گران قدر تھی، اس بنا پر عرب میں بچہ بچہ اپنے نسب کا یاد رکھنا ضروری
 سمجھتا تھا کہ وقتِ مفاخرت اپنے کرم نسب کا ثبوت پیش کر سکے، شعراء عرب کو اکثر قبائل
 کے سلسلہ انسب کا محفوظ رکھنا اس لیے ضروری تھا کہ مدح و بوج کے موقع پر اسکا ذکر کر سکیں
 زمانہ جاہلیت میں اور بعد اسلام بھی عرب میں بہت بڑے بڑے علمائے انسب گذرے ہیں،
 جو تمام قبائل عرب کے اور اکثر ہر قبیلہ کے مشاہیر کے نسب سے واقف تھے، بزمانہ تدوین
 علوم یہ فن بھی مدون ہوا، اور علمائے انسب نے اس پر متعدد کتابیں تصنیف کیں، اب بدلے
 اسلام میں دو غفل، بکری، سانِ احمقہ، عبید بن خسرہ اور بعد کو قرونِ اولیٰ میں، ابن کوا،
 قرظی، عوانہ بن حکم، ابوالفظان، ہشام کلبی، محمد بن سائب کلبی، مدائنی، فاکہانی،
 مصعب بن عبد اللہ زہیری، زبیر بن بکار مصنف انسب قریش، اصمعی، ابو عبیدہ،
 ابن ہشام مصنف انسب حمیر و ملوکما، برادر ازرقی اور اخیراً بلذری سمعانی، ابن
 خزم اور قلعشندی وغیرہ اسکے فن کے امام تھے، گو ہمکو یہ معلوم ہے کہ ان میں یقینی صحت کا خائبہ
 بہت کم ہے، لیکن اُس سے زیادہ جو جتنا روبرٹسن اسمتھ *Robertson Smith*
 اور نولڈکی *Noldke* کو نظر آتا ہے، نولڈکی کہتا ہے،

”اب علمائے لیے موقع آیا ہے کہ ان طفلانہ خیالات کو پس پشت ڈالیں جو
 چاہتے ہیں کہ عربوں کے کتب انسب کو جو محمد کلبی اور اُس کے نیٹے
 ہشام کلبی نے گڑھا جو مان لین تاکہ باہم قبائل عرب قدیمہ جدیدہ کے تعلقات

تحقیق و یقین کے ساتھ ظاہر ہوں، کیا یہ بات عقل میں آسکتی ہے کہ تمام قبائل بنی قیس جو وسط ملک عرب میں آباد ہیں وہ صرف ایک شخص کی نسل سے ہوں، یعنی قیس کی جو سیح سے کچھ پہلے تھا، اسیلے ہماری تحقیق یہ ہے کہ کوئی قبیلہ درحقیقت اپنے اُس پر راول سے واقف نہیں جسکی طرف وہ منسوب ہے

روبرسن استہ کہتا ہے،

یہ محقق ہو چکا ہے کہ چند قبائل زمانہ ماضی غیر قدیم میں کسی تاریخی شخص کی طرف منسوب نہ تھے۔

لہذا دونوں محققین سے حق سوال ہے کہ اس بے اعتباری عام کے دلائل کیا ہیں؟ عرب کے ایک ایک قبیلہ کے لیے ضروری تھا کہ دو ستون کی مدح اور دشمنوں کی جھوٹے انساب محفوظ رکھے، عرب کا ہر وہ قبیلہ جو غیر پر کی طرف انتساب کرتا ہے وہ عرب میں حمیر ذلیل سمجھا جاتا ہے، اور بطور نشانِ ملامت کے اُس کا نام لیا جاتا ہے، شعراء عرب مختلف مواقع کے لیے انساب کے زبانی یاد رکھنے پر مجبور رہتے تھے، کیا ان واقعات کے بعد بھی اس بے اعتباری عام کی کوئی وجہ مناسب ہے، بنو قیس کی طرح، ۶۰۰ برس کی مدت میں ایک شخص کی اولاد کا چند بطون و قبائل پیدا ہو جانا کوئی محال امر نہیں،

یورپ کے ان علمی توہم پرستوں کے انکار انساب کی بنیاد مسئلہ طوطیت (طوطی پر ہے، طوطیت اس کا نام ہے کہ کئی اشخاص و قبائل کا اپنے کو دیویون، سارون، حیوانون اور دیتون کی طرف منسوب کرنا، ایام قدیم میں جب انسان بچہ تھا جب کوئی بڑا شخص پیدا

ہونا تھا تو وہ انسانوں کی ولدیت سے نکل کر دیویوں کی نسل قرار پاتا تھا، اب وہ دیویاں خواہ سار
ہوں، حیوانات یا درخت ہوں، ہندوؤں میں سورج منی وغیرہ قبائل تھے جو اپنے کو
انسانوں کا نہیں بلکہ آفتاب کا بیٹا کہتے تھے، اس لیے سورج کی متعلق یہ نہیں سمجھنا چاہیے
کہ وہ اس قبیلہ کے مورث اول کا نام ہی، بلکہ وہ اُس قبیلہ کے دیوی کا نام ہو،

قبائل عرب میں بھی بوشمس وغیرہ اس قسم کے نام ہیں، اور حیوانات کے نام تو
بکثرت آتے ہیں، جیسے بنو اسد، بنو فہر، بنو ثعلب، بنو کلب، بنو غل، بنو عجل وغیرہ، بقاعدہ
طوطیت شمس، اسد، فہر، ثعلب، کلب، غل، عجل، اشخاص تاریخی نہیں ہیں، اس لیے
انکی نسبت سے نسب ناموں کا بیان بھی صحیح نہیں،

لیکن یہ محض تو ہم علمی ہی، عرب میں کبھی اس قسم کا خیال نہیں پیدا ہوا، اس خیال
کی پیدائش عراق، ہندوستان، مصر اور یونان کی کتب تھالو کی (علم الاصلنام) میں ممکن ہو، اس قسم
کے نام عرب میں صرف چند ہیں اور جو ہیں اُن میں کلب (کتا)، غل (چیونٹی)، ثعلب (لوٹری)
کوئی گرامی قدر ہستیان میں جنکے انتساب سے خاندان کی بنیاد قائم ہو، اور یہ اس قسم کے
نام ہیں جن سے اس زمانہ روشن کا طبقہ روشن بھی خالی نہیں، تم نے بعض انگریزوں کے نام
فوکس Fox (لوٹری)، بُل Bull (بیل) ساہوگا، کیا یہ بھی طوطیت ہو؟



(ادبیات اسرائیلیہ)

یہودیوں کے پاس حضرت موسیٰؑ کے عہد سے متعلقہ ایک جہنم اور اسلام کا زمانہ
 ہے، متعدد کتابیں وحی الہی یا قوت انسانی سے ترتیب پائیں، اور چونکہ قرآن مجید اور یہ
 کتب اسرائیلیہ ایک ہی مقصد سے انسانوں کو دینی گئیں، اکثر حالات و قصص کا انہیں
 باہم اشتراک ہے، اس موضوع کے سلسلہ میں ایک عجیب نکتہ وہ اضافہ و اسقاط ہے جو
 قرآن نے ان کتابوں کے مطالب میں کیا ہے، جہاں قرآن نے اسقاط کیا ہے حقیقت میں
 وہ شے وحی الہی یا مقصود قرآنی سے خارج تھی، اور ہر شخص کو نظر آئیگا کہ وہ خارج
 کرنے کے لائق تھی اور جہاں اضافہ ہے حقیقت وہ اس واقعہ کا اصل نکتہ تھا جسکو
 ان کتابوں نے جن میں انسان کے ہاتھوں نے کام کیا ہے، گرا دیا تھا، اور قرآن نے جو
 تکمیل کتب اور تصدیق و تصحیح وحی اولین کے لیے آیا تھا، اسکو اپنے موقع پر جگہ دی،
 ادبیات اسرائیلیہ کا مجموعہ، تورہ، کنہیم، بنیم، ترگوم، بدراش اور تالمود سے
 عبارت ہے :

تورہ، ایک عبری لفظ ہے جسکے معنی شریعت و قانون کے ہیں، اس نام کا
 اطلاق حضرت موسیٰؑ کی پانچ کتابوں پر ہوتا ہے، یعنی سفر مکوین (در ذکرید، کائنات،
 آدم و نوح، نوح، ابراہیم، اسحاق، اسماعیل، یعقوب، یوسف) سفر خروج،
 (در ذکر موسیٰ، فرعون، بنی اسرائیل، و قانون) سفر الاحبار (شریعت و قانون علال
 و حرام) سفر العدد (در ذکر تعداد بنی اسرائیل وقت خروج از مصر) و غنوات موسیٰ

و بعض احکام شریعت) سفر الاستسنا، (در ذکر قوانین، و احکام شریعت)
 نبیم، بنی کی حج بقاعدہ عبری "سی" اور "م" کے ساتھ ہو، عربی قاعدہ سے نبیین کنا
 چاہئے، نبیم، ابنائے بنی اسرائیل کے کلام و مواظ و مرثی کا مجموعہ ہو، جنہیں بہت سی
 تاریخی باتیں بھی ضمتا مذکور ہیں، خصوصاً سفر یوشع، و سفر القضاۃ و سفر سموال و سفر الایام
 و سفر الملوک، کہ ان میں صرف تاریخی واقعات ہیں، اکثر تورات کا اطلاق توراتہ اور نبیم
 دونوں پر ہوتا ہو، اور اس میں سے بعض کو کتبیم بھی کہتے ہیں،

ترگوم یا ترجمہ یعنی ترجمہ و بیان، ترگوم ارامی زبان میں توراتہ و نبیم کی تفسیر و توضیح کا
 نام ہو، جریتون (امہ یہود) نے انبیاء کی زبانی یادداشت و روایات کی بنا پر کی، اسکی
 تصنیف کا زمانہ ۶۰۰ ق م سے منسلک ہے،

مدرش، کا درجہ ہمارے ان کی احادیث کا ہو، لفظ مدراس اور عربی "درس"
 ایک چیز ہے،

تالمو و تالمود فقہ اسرائیلی ہو، جسکی بنیاد کتب سابقہ پر ہو، اور جسکی ترتیب بترتیب ابواب
 و فصول مسائل قائم کی گئی ہو، لفظ تلمود عربی میں تلمیذ ہو، جسکے معنی "تعلیم و علم" کے ہیں،
 یہود کے ان یہ تمام کتابیں مستند ہیں، مضاری صرف، توراتہ کتبیم اور نبیم کو تسلیم کرتے
 ہیں، جسکے مجموعہ کو وہ عہد عتیق کہتے ہیں، ان کتابوں پر تفصیلی بحث و نقد اور اسلام میں
 ان پر اعتبار، اور انکے مختلف نسخے، یہ بیانات کسی دوسری جہل میں مشرعا انشاء اللہ
 مذکور ہونگے، اسوقت انکے ذکر سے یہ مقصود ہو کہ چونکہ ارض القرآن کو ان کتابوں سے نہایت
 شدید تعلق ہو اور انکا ذکر بار بار آئے گا، اسلئے انکا ذکر اجمالی ناظرین کے پیش نظر ہے،

اسلام میں جو اسرائیلیات کا سرمایہ ہو وہ زیادہ تر اسی ترگوم و مدراش اور تالمود سے

ادبیات یونانیہ و رومانیہ

یونانی اور رومانی مورخوں سیاحون اور جغرافیہ نویسوں نے جستہ جستہ اور متفرق طور پر ان ممالک کے قبائل کا ذکر کیا ہے جیسا کہ قرآن میں نام ہے، ان میں سے بعض مصنفین خود ان قبائل و اقوام کے معاصر تھے اس لیے انکی اطلاع قابل اطمینان ہے انکا سلسلہ ہیرودوٹس المتوفی سنہ ۱۲۵ قبل مسیح سے لیکر چھٹی صدی عیسوی کے مورخوں تک ختم ہوتا ہے، ان مورخوں سیاحون اور جغرافیہ نویسوں میں ہیرودوٹس (سنہ ۱۲۵ ق م) تھیو فراسٹس (سنہ ۱۲۵ ق م) ڈائودرس (سنہ ۱۲۵ ق م) اسٹرابون (سنہ ۶۰ عیسوی) پلینی (سنہ ۷۰ عیسوی) بریلوس (سنہ ۱۰۰ عیسوی) بطلموس (سنہ ۱۵۰ عیسوی) قابل ذکر ہیں، ان میں سے ہیرودوٹس اور اسٹرابون، پلینی اس باب میں مشہور ہیں اور بطلموس مشہور تر،

ہیرودوٹس مسیح سے ۴۰۰ برس قبل تھا، اسنے یونان و ایران کی تاریخ لکھی ہے، اور اسی ضمن میں مصر، افریقہ اور عرب کا بھی تذکرہ کیا ہے، یونان کا تعلق عربوں سے گویا براہ راست نہ تھا لیکن یونان و فارس کے باہمی تجارت میں عربوں نے اہل فارس کا ساتھ دیا تھا اس لیے اس قوم کا ذکر ضروری ہوا، چنانچہ ہیرودوٹس نے اسی حیثیت سے عربوں کا ذکر کیا ہے، ہیرودوٹس کی تاریخ کا عربی میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے،

ہیرودوٹس کا علم ملک کی نسبت نہایت نامکمل تھا اسکا خیال تھا کہ عرب سب سے آخری جنوبی ملک ہے جبکہ بعد کوئی آبادی نہیں، دوسری طرف وہ خلیج فارس سے جو عرب کو

فارس سے علیحدہ کرتی ہو ناواقف تھا، اسلئے اُس کا بیان ہو کہ عرب کی زمین فارس کی زمین سے ملتی ہو

ہیروڈوٹس کی ایک صدی بعد اسکندر اعظم ایران و مصر پر حملہ آور ہوا، اور اس طرح اُسکے ساتھیوں کو شکستہ ق م میں خلیج فارس اور سواحل عرب کا علم ہوا، اُس نے چاہا کہ عرب کی غیر مفتوح زمین کو بھی اپنے قبضہ اقتدار میں لائے، لیکن دوسرے سال وہ خود موت کے قبضہ میں تھا، تاہم چونکہ اب یونانیوں کا مصر و فارس سے حاکیانہ تعلق پیدا ہو چکا تھا، اسلئے اسکندریہ اور خلیج فارس میں عرب تاجروں سے اکثر واقفیت کا اُنکو موقع ملا، اس زمانہ میں عرب یمن میں ”معین“ ”سبا“ اور ”قناب“ کی اور حجاز و بطرا میں ”نبط“ کی حکومتیں قائم تھیں، جبکہ ساتھ اُنکے دوستانہ و دشمنانہ تعلقات مختلف اوقات میں قائم رہے، ان وجہ سے عرب کے متعلق پہلے سے وہ کچھ زیادہ جان سکے

ارسطینس Eratosthenes المتوفی ۱۹۶ ق م جو یونانیوں کے عہد میں بکثرت اسکندریہ کا مہتمم تھا اُس نے اسکندر کی مہمات سفر سے جو نتائج تازہ معلوم ہوئے تھے اُنکے اضافہ کے ساتھ جغرافیہ عام کی ایک کتاب لکھی، اُسکی اصل کتاب گویا ضائع ہو گئی، لیکن اس کے بعد ایک اور یونانی جغرافیہ نویس اسٹرابون نے اس کتاب کے چند ابواب اپنے جغرافیہ میں نقل کر لیے تھے، خوش قسمتی سے اب بھی ایک عرب کا باب بھی محفوظ ہے۔ اراستینس نے یمن کے قبائل سبا و معین اور اُنکے تمدن کا اور نیز قبائل حضہ موت کا اور عرب کا روان کے اُن راستوں کا جو براہِ اوقریہ Gerrha خلیج فارس کو اور براہِ تہامہ راس خلیج عقبہ کو پہنچتے ہیں ذکر کیا ہے، اراستینس کے تقریباً سو برس کے بعد سسلی کا مشہور مؤرخ ڈیوڈورس المتوفی ۱۰۰ ق م پیدا ہوا، جس نے

عرب کے بعض حالات کا نشان دیا، نبط کی حکومت کا ذکر کیا، اور سب سے عجیب یہ کہ کتبہ مکرمہ کی طرف بھی اس نے اشارہ کیا، افسوس ہے کہ اس کی کتاب کا زیادہ تر حصہ تلف ہو گیا ہے،

عرب قدیم قوموں میں اپنے مدنیات اور موتیوں کے لیے مشہور تھا، اور تقریباً اسی کے واسطے سے چین کے مصنوعات اور ہندوستان کے خوشبودار عطر اور سالہ، مصر و شام و یونان و روم پہنچتا تھا، اب یونان کے بجائے پالیکس کی بیا طر پر روم آگئے تھے، رومی سردار ایلئس گالوس *Aelius Gallus* کی ماتحتی میں جنوبی عرب پر رومیوں نے حملہ کیا اور عرب کا ایک حصہ انھوں نے فتح بھی کیا، لیکن عرب کے بے آب و گیاہ صحرا سے شکست کھا کر خود ان کو پیچھے ہٹ جانا پڑا۔

استرابو *Strabo* المتوفی ۶۴ ق م نے اپنی جغرافی تصنیف میں رومیوں کی اس مہم کا حال لکھا ہے، اس مہم میں نبطیوں کے علاوہ عرب کے دو شہروں کے نام آتے ہیں، نگرانہ *Negrana* اور ماریبا *Mariaba* جو صحیح طور سے ”نجران“ اور شہر ”مارب“ ہیں،

استرابو کے بعد پلینی *Pliny* المتوفی ۷۹ء کا نام لینا چاہیے جو کتاب تاریخ طبعی کا *Natural History* مصنف ہے، اس نے عرب کے مشرقی سواحل کا اور خصوصاً اس مہم کا ذکر کیا، جو رومیوں نے مشرقی سواحل کا اکتشاف کے لیے روانہ کی تھی،

پلینی کے سوا برس بعد دوسری صدی عیسوی میں اسکندریہ کا مشہور رہیت دان

وجغرافیہ نویس بطلمیوس، Ptolemy پیدا ہوا، اس وقت رومن طاقت اپنے عروج و کمال پر تھی، بطلمیوس نے تمام دنیا کے مسمور و معلوم کا ایک نقشہ طیار کیا، اور پھر اس نقشہ کی تشریح و تفصیل کے لیے جغرافیہ میں ایک کتاب لکھی، اصل نقشہ مفقود ہو گیا، لیکن اُسکی شرح اب تک موجود ہے، اور اب جو نقشہ بطلمیوس کے انتساب سے بنائے گئے ہیں وہ اسی شرح کے ہدایات و بیانات کے مطابق طیار کر لیے گئے ہیں، بطلمیوس اپنے جغرافیہ میں *Hipparchus* اور *Erastosthenes* کی تقلید کی ہے، لیکن بعض امور کا اُس نے اضافہ بھی کر دیا ہے، مثلاً سب سے پہلے اُس نے عالم کو طول بلد اور عرض بلد پر منقسم کیا اور پھر ان خطوط کے ذریعہ سے اُس نے مقامات کی تعیین کی، اسی لیے بطلمیوس کی یہ تصنیف باعتبار جغرافیہ طبعیہ *Natural Geog* یا جغرافیہ وصفیہ *Descriptive Geog* کے جغرافیہ ظلمیہ *Astronimical Geog* سے زیادہ قریب ہے،

بطلمیوس خود سیاح عرب نہ تھا، اسکندریہ اُس زمانہ میں عرب تاجرون کا مرکز تھا، اس نے انھیں تاجرون اور کاروانوں سے دریافت کر کے عرب کا جغرافیہ ترتیب دیا، پہلے اس نے عرب کو تین طبعی ٹکروں پر تقسیم کیا ہے، عرب سعید یا عرب آبادان، *Arabia Felix* یعنی یمن و حضرموت، یا جنوبی عرب، شمالی عرب کے دو کمرے کیے ہیں، عرب سنگستان *Arabia Petra* اور عرب گستان *Arabia Desert*۔ بطلمیوس نے عام طور سے عرب کے مشہور قبائل، شہر گاؤں، پہاڑ، سواحل،

۱۔ اس کتاب کا عربی بنی اول یعقوب کندی کی فرمائش سے ترجمہ ہوا، لیکن اچھا نہ تھا، پھر ثابت بن قرونے تیسری صدی ہجری میں اسکا ترجمہ کیا، کتاب الفہرست ص ۲۶۸، طبع لیبیک،

تجارتی منازل، اور تجارتی راستوں کو بیان کیا ہو، صرف عرب آبادان میں اس کے بیان کے مطابق ۱۱۴۲ آبادیان تھیں، لیکن چند ناموں کے سوا اب ان قبائل و منازل کے نام غیر مفہوم ہیں، اور جو مفہوم ہیں وہ موجودہ صحیح عربی ناموں کے بالکل غیر مطابق ہیں، یہ واقعہ ہے لیکن اس کے اسباب کیا ہیں؟ اس میں لوگ مختلف رائے ہیں، ایک مشہور مصنف بن بری Bunbury نے بطلمیوس کے اس ٹکڑے سے عام بد اعتقادنی ظاہر کی ہے، وہ کہتا ہے کہ یہ صرف فرضی اور مصنوعی ناموں کا مجموعہ ہے، لیکن جرمن مستشرق اسپرنگر Springer نے قدیم جغرافیہ عرب Ancient Geography of Arabia میں جو ۱۸۵۸ء میں شائع ہوئی، نہایت قابلیت سے بطلمیوس کے ناموں اور مقاموں کا عرب جغرافیہ نویسوں اور موجودہ سیاحوں کے بیانات سے مقابلہ کیا ہے، اور انکی صحت ثابت کی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ چند ناموں کے سوا اور تمام ناموں کی تطبیق بہ تکلف ہو سکتی ہے، اور اسکی مثالیں ہماری کتاب میں جا بجا ملیں گی، بطلمیوس کے جغرافیہ کے متعلق آج سے ۱۷۰۰ برس پہلے مسلمان جغرافیہ نویس مسعودی اور پھر اسکے ۳۰۰ برس بعد دوسرا عرب جغرافیہ نویس یاقوت حموی خود بھی شکایت کر چکے ہیں، اور خاص عرب کے متعلق یہ شکایت اور زیادہ اسلئے نمایاں ہو جاتی ہے کہ قبائل عرب زیادہ بدویانہ زندگی کے عادی ہیں، اس لیے انکے مقلات کی تعیین نہایت مشکل ہے، پھر بطلمیوس کا کاروانوں کی زبان سے انکی تحقیق اور یونانی حروف و لہجہ میں اسکی تغیر اور پھر انقلابات و حوادث روزگار کا تواتر، ماسخین کتاب کی جہالت و ناشناسی ان وجہ سے قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ ایک لفظ

۱۷ اس فصل کے لیے دیکھو مروج الذهب مسعودی ص ۱۰۲ ج ۱ علی نقی طب مصر، مجمع باقوت ج ۱ ص ۳۰۳

اپنے اصلی صحیح مخرج سے کمان کمان جا پڑتا ہو
ان یونانی الاصل اور رومانی النسب مصنفین کے علاوہ ایک یہودی مصنف قابل
ذکر ہو، یعنی یوسیفوس ییدومیون کے عہد میں تقریباً پہلی صدی مسیحی میں اسکندریہ
میں مقیم تھا، اسکی یونانی و لاطینی (رومانی) زبان میں متعدد تصانیف متعلق تاریخ و مذہب
یہودیہ ہیں، جن سے ارض القرآن کے لیے بھی مواد ہاتھ آیا ہو، اسکی تین کتابیں سری
نظر سے گذری ہیں، اقدامت یہود، محاربات یہود، فلسفہ یہودیت، یہ تمام تصنیفات
متعدد وجہ سے نہایت اہم سمجھی جاتی ہیں، جنکی زیادہ تر وجہ یہ ہو کہ اس عہد قدیم کا وہ
تہنا یہودی مورخ ہو، دوسری وجہ یہ ہو کہ اسکندریہ کا کتب خانہ جو اس کے بعد تباہ و برباد ہو گیا
ہو، اور جسکی تباہی و بربادی کا الزام مسلمانوں کے سر تھوپا جاتا ہو، اسوقت موجود تھا،
بابل اور مصر کی قدیم تاریخیں وہاں موجود تھیں، یوسیفوس نے ان بابل و مصری تاریخوں
سے بابل و مصر کی قدیم تاریخ کے اقتباسات نقل کیے ہیں، بابل و مصر کی قدیم تاریخ
کی تاریکی میں صرف یہی اقتباسات روشنی کی چند کرنیں ہیں، ان دونوں ملکوں کی نسبت
تاریخی حیثیت سے جو کچھ معلوم ہو اسکا ذریعہ صرف یہی ہیں،
بابل کے جس مورخ کا ذکر یوسیفوس نے کیا ہو اس کا نام بردشوس ہے، او
دوسرے مصری مورخ کا نام مانیٹون ہے، ان دونوں کے اقتباسات نہایت اہم
ہیں، اور ان سے ہم نے کام لیا ہو،

اکتشافات اثریہ

یمن، حضرموت، حوران، مرز، بطرا، علاء، دائن، صالح، صفا، حجر، حجاز، عراق اور مصر میں قدیم عربوں کے بہت سے آثار، عمارات اور یادگاریں ہیں، جن میں ہزاروں کتبے اور نقوش کھدے ہیں، ان کتبات و نقوش سے علمائے آثار قدیمہ نے عجیب و غریب نتائج استنباط کیے ہیں، یہ کتبات اور نقوش زیادہ تر حمیری (مُسند) سبائی، آرامی، او، بنطی خط میں ہیں، دولت نبی امیہ اور عباسیہ کے ابتدائی زمانہ میں جبکہ تاریخی مذاق مجتہدانہ حیثیت رکھتا تھا، ان آثار کی تحقیقات کی گئی، اور ان میں سے اکثر خطوط اور زبانوں سے اُس عہد کے علماء واقف تھے، ذوالنوی مصری جو دوسری صدی میں تھے مصر کے خط برائی (میر و کفنی) پڑھتے تھے،

حمیری محقق، علامہ ہدائی نے ”صفہ جزیرۃ العرب“ میں، تمام مشہور آثار کے نام گنائے ہیں، اور انکے تفصیلی حالات کے لیے اپنی کتاب ”الکلیل“ کا حوالہ دیا ہے، قلندہ ماعط جو سلاطین یمن نے پہاڑ کی چوٹی پر تعمیر کیا تھا، اسلام سے تقریباً پندرہ سو برس قبل کی تعمیر ہے، وہاب بن منبہ نے (جنھوں نے صحابہ کا زمانہ پایا تھا) اس کا ایک کتبہ پڑھا تھا، جس کا ترجمہ یہ ہے،

”یہ ابوان اُس وقت تعمیر کیا گیا جب کہ ہمارے بے مصرے خدا تھا“

وہاب کا بیان یہ کہ یمن نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ اس کو سولہ سو برس سے زیادہ

گر زلچکے، چنانچہ یا قوت حموی نے معجم البلدان (ذکر ناعط) میں اسکا ذکر کیا ہے، امرائیس کا یہ شعر

هُوَ الْمُنْتَهَى الْأَلَا فِ مِ نَجَوْنَا عِطِ
بَنِي آسَدٍ خَزَنَاتِ مِ الْأَرْضِ وَأَعْرَا

یہ وہ ہے جو ناعط کی بلند ہی سے

ہزاروں آدمی زمین پر لاسکتا ہے

اسی قلعہ کی شان میں ہے،

امیر معاویہ کے زمانہ میں (سولہ سہ شہہ تک) عبدالرحمن، مصر کے گورنر تھے، انھوں نے حضرموت کے منہدم شدہ قلعہ ”حسن غراب“ پر جو کتبہ پایا تھا، اسکا ترجمہ عربی زبان میں حسب ذیل ہے:

وَقَضَّاهُ دَصِيدَ الْبَرْبَاخِيلِ وَالْقَنَا
وَهَوَّاهُ بَصِيدُ النَّوْنِ مِنْ لُجَّ الْبَحْرِ
يَلِينَا مِلُوكٌ يَجْعُدُونَ عَنِ الْغَنَّا
شَدِيدًا عَلَى أَهْلِ الْحَيَاةِ وَالْعَدَا
تَقِيمُ لَنَا مِنْ دِينٍ هُوَ دَمْرُ الْيَا
وَنُومِينَ بِالْأَيَاتِ وَالْبَعْثِ وَالشَّرِّ
إِذَا مَا عَدُوُّنَا حَلَّ أَرْضًا يُرِيدُ نَا
بِرَزْنَا جَمِيعًا بِالْمُثَقَفَةِ السَّمَرِ
ہم گھوڑوں اور برچھون سے خشکی کا
شکار کرتے ہیں، اور کبھی دریا کی نہر بھیلان کا لالچ
ہمارے حکمرانوں سلاطین ہیں جو بیکاری سے بہت
اور غداروں اور خیانت کاروں کے حق میں سخت ہیں
وہ ہمارے لیے ہوئے کدے ہیں سلطان شرمین قائم کرتے ہیں
اور ہم احکام الہی اور بعث و نشر پر ایمان لائے ہیں
جب کوئی دشمن ہماری زمین کا قصد کرتا ہے
تو ہم گندم گون نیزے سے کھیل پڑتے ہیں،
یہ کتبہ علامہ نویری نے اپنی تاریخ مسالک الابصار میں نقل کیا ہے، لیکن، تاریخ مذکور

معجم البلدان، ذکر ناعط،

دیکھو فارط صاحب کا جزئیہ صفحہ ۹۱، صفحہ ۹۲، فارط صاحب نے بعض اشعار غلط نقل کیے ہیں، جنہ انکو چھوڑ دیا ہو،

اِذَا هَلْ اَهْلُ الْبِلَادِ دِلَادُ
 نبوت رکھتے تھے جبکہ لوگ لوگ تھے اور شہر تھے
 ابن ہشام نے لکھا کہ میں بن ایک دفعہ سیلاب سے ایک قبر کھل گئی تو ایک
 عورت کی لاش نکلی جس کے گلے میں موتیوں کے سات ہار اور انگلیوں میں مصرع لگوٹھیاں
 تھیں، اسکے سر ہانے ایک لوح تھی جس پر کتبہ لکھا ہوا تھا،

باسمک اللهم الحمید
 تیرے نام پر جو کہ حمیر کا حسد ہے
 اَنَا نَاجَةٌ بِنْتُ ذِي شَفَرٍ بَعَثْتُ مَا بَرَأَ
 میں ذو شفر کی بیٹی تاجہ بن، میں نے اپنے تاقدر
 اِلٰی یُوسُفَ فَاَبْطَأَ عَلَیْنَا فَبَعَثْتُ لَا تَقِ
 یوسف (علیہ السلام) کے پاس بھیجا تھا،
 مُدِّمِیْ وَرَقٍ لِّتَا یَتَنِّیْ مُدِّمِیْ طَحِیْنِ
 اسنے جب دیر لگائی تو میں نے چاندی، پھر
 فَلَمَّ تَجَدَّدَ فَبَعَثْتُ مُدِّمِیْ ذَهَبٍ فَلَمْ تَجِدْ
 سونا بھیجا، لیکن کچھ حاصل نہ ہوا پھر میں نے
 فَبَعَثْتُ مُدِّمِیْ مِنْ جِجَرٍ فَلَمْ تَجِدْ فَاَمَرْتُ
 حکم دیا کہ میرے جواہرات میسر کرانا یا جاسے
 فَطَحْنٍ فَلَمْ اَمْنَعْ بِهِ فَاَنْفَقْتُ فَمِنْ مَعِیْ
 لیکن وہ بیکار تھا، جو شخص میرا حال سنے
 فَلَمَّ حَمْنِیْ وَآیَۃُ اَمْرِیْ لَیْسَتْ حَلِیًّا مِنْ حُلَیِّیْ
 اسکو میرے حال پر رحم کرنا چاہیے جو عورت
 فَلَا مَاتَ اِلَّا مَیْسَتَیْ
 میرے زینہ کی لگی وہ بیری ہی موت مر گئی،

یہ کتبہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کا ہے، اور اس سے اس قحط کی تصدیق ہوتی
 ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عرب میں اس قدر زمانہ قدیم
 سے تحریر کا رواج تھا اور یہ کہ حمیر اللہ کو اپنا معبود سمجھتے تھے،

حمزہ اصفہانی المتوفی ۳۸۰ھ نے ایک حمیری کتبہ کا ذکر کیا ہے، جسکی عبارت یہ تھی

۱۰ھ اس کتبہ کو فارطہ صاحب نے بھی اپنے خزانیہ کے صفحہ ۱۰۳ میں مع انگریزی ترجمہ کے نقل کیا ہے،

۱۰ھ تاریخ ملوک الارض ص ۱۱۰، کلکتہ،

”بنام خدا، شمر عیش (شاہ حمیر) نے آفتاب دیہی کیلئے یہ بنایا،“

ابن حانک ہمدانی حمیری المتوفی ۳۳۲ھ آثارِ عرب کا سب سے بڑا ماہر تھا، اس نے اپنی تصنیف ”الکلیل“ کا آٹھواں باب مخصوص اسی موضوع پر لکھا ہے، ہمدانی کے علاوہ مقدسی نے اپنے سفرنامہ میں، یاقوت نے اپنی معجم میں، نویری نے اپنے جغرافیہ میں، اور فروزینی نے اپنی آثارِ البلاد میں، اس قسم کے آثار و کتابت کا ذکر کیا ہے، بہر حال یہ ایک ادھو می کو شش تھی، اہل یورپ نے اس شاخ کو بے انتہائی دی ہوا، اور اس کو ایک مستقل فن بنا دیا ہے،

علمائے خطوط قدیمہ نے ان کتابات و نقوش کو اس طرح حل کیا ہے کہ ان سے عرب کی تاریخ قدیم کے متعلق عجیب و غریب اکتشافات حاصل ہوتے ہیں، اہل یہودیہ کہ اہل یورپ کو اولاً مقامات مذکورہ تواریخ کے اکتشاف و تحقیق کا خیال پیدا ہوا، جو اعموم بعینہ عرب کے مقامات و اقوام ہیں، اس سلسلہ میں بابل، مصر، فلسطین، حوران، عرب کے آثار کی طرف توجہ ہوئی، ہم کہ جن آثار سے تعلق ہے وہ صرف آثارِ عرب ہیں، اس لیے ہم انہیں کی تشریح کرتے ہیں،

نیو بھر *Niabur* عرب کا سب سے پہلا یورپین سیاح و کشف آثارِ عرب ہے، ۱۶۱۰ء میں عین کی طرف تنہا عازم ہوا، اسکے بعد جب محمد علی پاشا خدیو مصر اور وہابی امیر نجد کی جنگ شروع ہوئی اور یورپ نے مصر کا ساتھ دیا اس وقت یورپ کو سیاحت کا سب سے پہلا اور سب سے بہتر موقع نصیب ہوا، یورپین افنصری فوج کے ساتھ، اس جنگ میں کثرت سے شریک تھے، ہم بدینیت نہیں لیکن کہتے ہیں کہ باستان شناسے چند علمی ذوق کے علاوہ سیاسی تحریکات بھی اس مشاہدہ و تحقیق کی محرک تھیں، خصوصاً

جبکہ نظر آتا ہو کہ ان سیاحوں کی صفت میں ایسے اشخاص بھی شریک ہیں جن کے ہاتھ قلم سے زیادہ تلوار سے مانوس ہیں،

ان سیاحوں کے حالات و اکتشافات و تحقیقات پر انگریزی میں جو گارٹھ *D.G. Hogarth* نے ایک مستقل کتاب ۳۵۰ صفحہ پر لکھی ہے، اور وہ ہمارے سامنے ہے، لیکن معنی میں انسا بیکلو پیڈیا برٹانیکا نے نہایت ایجاز کے ساتھ اس کا اختصار کیا ہے، اس لیے ہم اُسی کا اقتباس بیان درج کرتے ہیں، گویہ بحث بڑھ جائیگی لیکن چونکہ ہماری زبان اب تک ان عبرت انگیز لیکن مفید اطلاعات سے خالی ہے، چھ برس ہوئے ہم ہی نے اللہ وہ میں اس موضوع پر ایک چھوٹا سا مضمون لکھا تھا، اس لیے طول بیان بے موقع نہ ہوگا،

اس مضمون کے دو ٹکڑے ہیں، عرب کے کن اقطاع میں اہل یورپ کا گذر ہوا؟ اور وہ ان کیا آثار قدیمہ انکو نظر آئے؟

عرب کے کن اقطاع میں اہل یورپ کا گذر ہوا؟

میں چونکہ میں مشرق و مغرب کے درمیان میں رہ گذر ہوا و نیز دیگر اقطاع عرب سے زیادہ سہل المشاہدہ اور آثار کے لحاظ سے کثیر الشہرہ مقام ہے، اس لیے اہل یورپ نے پہلے یہیں قدم رکھا،

عرب کا سب سے پہلا یورپین سیاح جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے نیو بہر نامی *Niebuhr* جو ڈنمارک گورنمنٹ کی طرف سے ایک جماعت کے ساتھ ۱۷۶۱ء میں عرب کو روانہ ہوا، ایک سال مصر اور جزیرہ نما سے سینا میں صرف کرنے کے بعد

جماعت ^{۱۲}سلسلہ کے آخر میں جدہ پہنچی، پھر شمالی مین کو روانہ ہوئی، یہاں سے تھامہ (عرب زیرین) ہوتے ہوئے بیت الفقیہ، زبید اور مخا پو بنی جو مین کے خاص آباد شہر ہیں، پھر مشرق کی جانب کوستانی مقامات کو قطع کرتی ہوئی، عدنان آئی، یہاں سے مشرق کی طرف آگے بڑھ کر جبکہ پہنچی جو چند پہاڑیوں کے وسط میں جنگی بلندی سطح آب سے دس ذرا نیٹ تک ہی واقع ہے، پھر اُس نے جنوب کا رخ کیا اور تیز ہو کر براہ حبس وزبید مخا پو بنی قوت ایک ممبر کا انتقال ہو گیا، دوسری بار اس وفد کے بعض ممبر جو ^{۱۳}سلسلہ میں تیز پہنچے، جہاں سے انھوں نے ضنعا دارالعلوم مین کا رخ کیا، جسکے قریب اس وفد کا ایک اور ممبر مر گیا لیکن اس سے اور ممبروں کی ہمت میں کوئی فرق نہ آیا یہاں سے ^{۱۴}ضنعا دارالعلوم مین کی طرف سے دوسری فرقہ کا جو مین کا شاہی مذہب ہے ایک بہت بڑا دارالعلوم ہے اور حسین زمانہ مذکور مین ۵۰۰ طالب علم تعلیم پاتے تھے، انھوں سے پھر ضنعا، پہنچے اور ضنعا مین دس روز کے قیام کے بعد پھر مخا پو بنی اور یہاں سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے، اس اثنا میں شدائد سفر کا تین اور ممبر مقتول ہوا،

یوہو جو اس وفد کا سرسکر تھا ان متواتر حادثات سے ایک ذرہ پر مردہ نہ ہوا وہ پھر عرب آیا، اور عمان پہنچ فارس اور نصربہ ہوتا ہوا پھر شام و فلسطین سے ڈنارک پہنچ گیا،

اس وفد کے نتائج سفر ^{۱۵}سلسلہ میں بنوہرنے شائع کیے جن سے سب سے پہلی بار علمی اور تحقیقی طور سے یورپ کو نہ صرف مین سے بلکہ تمام عرب سے اطلاع ہوئی، عیسائی عیسر گواب لک، لیکن حقیقت وہ مین کا ٹکڑا ہے، ہرنرگ C.G. Ehrenbergh اور ہپرچ W.F. Hemprich نے ^{۱۶}سلسلہ میں تھامہ اور جزا سوا عل عرب کا سفر

کیا، اور ۱۸۳۲ء میں بوٹا P.H. Botta نے بابائی تحقیقات کی غرض سے جنوبی عرب کی خاک چھانی، لیکن علم جغرافیہ عرب (کھانا) یورپینو ہر کے بعد فرانسیسی افسر میئر M.O. Tamisier شڈیفافو Chodu fau اور ماری Mary کا ممنون ہے جو مصری فوج کے ساتھ ”عسیر“ آئے تھے،

جوت اور مارب | ارناؤڈ L. Arnaud پہلا یورپین ہے جس نے ”جنوبی جوت“ کا ادراک ”مارب“ کے حجرے کتبوں کا مشاہدہ کیا، اور سدعم کا نقشہ طیار کیا، اس اطلاع سے مشہور اٹری (ارکیالوجسٹ) ہالوے Halvey نے مشتاق ہو کر ۱۸۶۹ء میں عازم عرب ہوا، ہالوے پہلے صفار پہونچا، پھر صفار سے شمالی مشرقی جانب آمدید آیا جو پانچ ہزار عرب باشندوں کا مسکن اور ضلع غم کا مرکز ہے،

ہالوے نے بیان ایک سطح مرتفع کو قطع کیا جہاں اسکو متعدد شکستہ عمارات اور منہدم مناروں کا نشان معلوم ہوا، پھر وہ قریہ مجزین پہونچا، جو جبل یام جوت کے خدو پر واقع ہے، اور یہیں اسکی عظیم الشان تحقیق اٹری کا مرکز ہے، یعنی اُس کو قوم سبا کے نقوش اور کتبے ہاتھ آئے، یہیں اُس نے مقام ”معین“ کا پتہ لگایا جو قبیلہ معین کا قدیم دار الحکومت تھا، یہیں قدیم یونانی جغرافیہ نویس پلینی Pliny کا نشان دادہ مقام ”نشق“ ملا جہاں سبا کی فوج نے رومی لشکر سے جو سبر کردگی آئیوں کا کیوس آئی تھی سلسلہ ق م میں شکست کھائی تھی،

ابجل سے ہالوے شمال کی طرف مڑا، اور نخلستان خب اور صحراے اعظم کو قطع کرتا ہوا اُس سرسبز شاداب قطعہ میں پہونچا جس کا نام ”بخران“ ہے، یہاں اسکو یہودیوں کی، ایک آبادی ملی، جس کے ساتھ اُس نے نخلستان مخالفین میں چند مہینے گزارے، بیان ہے

ایک گھنٹہ کی مسافت پر مشرق کی جانب قریہ ”مدینۃ المہود“ کے قریب بطیموس کے بیان کردہ شہر مخزہ کا کھنڈر نظر آیا۔

جون ۱۸۷۵ء میں اس نے اس سرزمین میں قدم رکھا جو اس کے سفر کا منزل مقصود تھا، یعنی شہر ”مارب“ جو قوم سبا کا دار الحکومت تھا، یہاں اس کو ”مدینۃ الخناس“ کے آثار ملے، اس مقام کا مدینۃ الخناس اس لیے نام رکھا گیا کہ اس کے اکثر کتبات (خناس) برنجی چٹرون پر منقوش پائے گئے ہیں، اس مقام سے بجانب مشرق دو گھنٹے کی راہ پر الوے نے مارب کے اس مشہور بند آب (سد مارب) کا پتہ لگایا، جس کو حمیر یون نے وادی شیوان کے عرض میں تعمیر کیا تھا اور جو ملک میں آب رسانی کا تہذیبیہ تھا،

الوے کے بعد مارب کا دوسرا یورپین زائر آسٹریا کا عالم آثار گلازر (Glaser) (۱۸۵۵ء تا ۱۹۰۷ء) جو صبیہ نو بہر کے بعد علم آثار عرب کی سب سے زیادہ خدمت کی، اس نے دولت عثمانیہ کے زیر حفاظت صفاء کے شمالی و مشرقی جانب کا مطالعہ کیا، ابھی وہ صرف سب سے پہلے تاریخی مقام ”خمر“ تک پہنچا تھا کہ قبائل عرب کی باہمی جنگ سے واپسی پر مجبور ہوا، تاہم اس کو اتنا موقع مل گیا کہ وہ اس سطح مرتفع تک پہنچ گیا جو وادی فریہ اور وادی خمرال کے درمیان واقع ہوا اور جہاں پہلے حمیر کی آبادیاں تھیں، اور پھر ان وادیوں کے مقام اتصال کی دریافت کے لیے آگے بڑھا، تاہم ”خمر“ میں پہنچ گیا،

۱۸۸۹ء میں دوبارہ گلازر ترکی حکومت کے زیر حفاظت ملک عرب کو روانہ ہوا اور خوش قسمتی سے بخیریت مارب پہنچ گیا، اور وہاں سے ۳۰ دن کے قیام کے بعد جبکہ حمیری نقوش و کتابات کی ایک کثیر تعداد کے ساتھ واپس آیا،

حضرت موتا جنوبی ساحل سے اندرون ملک مدین جانے کی کوشش سب سے پہلے

۱۸۳۳ء میں کی گئی، جب دو انگریز افسر لٹنٹ کروٹنڈن اور ویلڈ J.H. Wellsted
C. Crutenden سواصل عرب کی پیمائش کے لیے متعین کیے گئے، ان دونوں نے
وادی میقات میں ”نقب البحر“ کے کھنڈرون کا معائنہ کیا، یہاں اور نیز مکلا کے پاس
”حصن غراب“ میں حمیری کتبات کا اکتشاف کیا، یہ سب سے پہلی دفعہ، جب
حضرت میں عربی تمدن کا سراغ ملا،

ان کے بعد اولف وان وریڈے Adolph von Wreda ۱۸۷۱ء میں
مکلا کے ساحل پر لنگر انداز ہوا، اور نیمبرود کی قبر پر جو حضرت میں واقع، ہزار ہا نکرا شمال کنجا
وادی دوآن کے سطح مرتفع تک پہنچا اور یہاں سے جنوبی صحرا سے اعظم کی طرف روانہ ہوا
وادی دوآن سے واپسی میں وہ پہچان لیا گیا اس لیے وہ جلد ملک نکلیاں پر مجبور ہوا،

۱۸۹۲ء میں ہریش L. Hiroch سلطان مکلا کے زیر حفاظت قصبہ سیون اور
تیم سے جو سلطان کے مقبوضات ہیں وہ آگے بڑھا، پہلے یہ وادی دوآن پہنچا، جہاں
اُس نے قریہ، بخران کے پاس قدیم عمارات اور کتبات کا کھنڈر پایا، یہاں سے وہ واپسی
میں وادی بن علی اور وادی ادیم ہو کر مکلا واپس آگیا،

اسکے تھوڑے ہی دنوں بعد تھیوڈور بنٹ J. Theodore Bent اور لیڈی بنٹ
اس جماعت کے ساتھ جو گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے ملک کی پیمائش کی گئی تھی، اسی
نشان سفر پر حضرت پہنچی، دونوں نے یہاں حمیری کی بہت سی یادگاروں کا اور کتبات کا
معائنہ کیا،

عنان | عمان میں جو ایک مدت سے انگریزی اقتدار کو قبول کر چکا ہو تعجب ہو کہ یورپین
سیاح مسقط سے زیادہ آگے نہیں بڑھے، برٹش دستہ فوج جو ۱۸۷۱ء میں عمان گیا تھا

سواحل سے آگے نہیں بڑھا *J.R. Wellot* نے جسے جنوبی عرب میں حضرموت کی تفتیش کی تھی ۱۳۵ھ میں اب وہ شمالی عرب کی تحقیق کو نکلا اور مسقط پہنچا۔ مسقط سے جہاز پر وہ راس الحد تک آیا پھر جنوب کی طرف صحرا کے کناروں تک قبیلہ بنو علی کے مسکن تک پہنچا، پھر شمالی مغربی جانب کو وادی بیشہ پہنچا اور حضرت موت کے قریب مقام شحر سے نکل کر ہندوستان چلا آیا۔

اسی طرح عمان سے ہو کر ۱۳۵ھ میں کرنل ہائلس *S.B. Miles* نے بھی ظہیرہ، القطار وغیرہ مقامات کی سیر کی،

جہاز | حجاز میں غیر مسلم کا گذر مشکل ہوا اس لیے یہاں کے اکثر یورپین سیاحوں کو مسلمان بننا پڑا، بعض ان میں بعد کو سچے مسلمان ہو گئے جیسے برکھارڈ جسکو مصری مسلمان شیخ برکات کہتے ہیں، اور بعض محض مصنوع تھے جیسے حاجی برٹن *Sir Richard Burton* ان سفر ناموں میں ایک مسلمان کے لیے کوئی دلچسپی نہیں کیونکہ ہر مسلمان بچہ اسکو جانتا ہو، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے حالات، اعمال حج کی کیفیت، قافلوں کی زندگی عام بدویوں کے حالات، یہ ان سیاحوں کے سرمایہ سفر ہیں، جنکی یورپ میں بڑی قدر ہو،

حجاز کا پہلا یورپین سیاح ایک اسپینی ہو جسکا نام بیڈیلچ *Badiay Lelich* ہو، یہ علی بے عباسی کو نام سے مسلمان نکر ۱۳۵ھ میں جدہ پہنچا، اور حاجیوں کے قافلہ کے ساتھ مکہ معظمہ روانہ ہوا یہ سب سے پہلا یورپین ہو جسکو شہر مقدس کی زیارت اور اعمال حج کے مشاہدہ کا شرف حاصل ہوا،

حجاز کی سب سے عمدہ تصویر برکھارڈ نے کھینچی اور یورپ اسکے لیے اسکا ممنون ہو، یہ جولائی ۱۳۵۵ھ میں جدہ آیا، جب محمد علی پاشا خدیو مصر وہاں سے برسرِ پیکار تھا،

برکمارڈ پہلے طاقت پہنچا، پھر مکہ آیا اور تین مہینہ بیان شہر کے جغرافی اور ریاضی حالات کا مشاہدہ کرتا رہا، جنوری ۱۸۱۷ء میں مدینہ منورہ گیا اور وہاں کے حالات کا بھی جغرافی اور ریاضی نظر سے مطالعہ کرتا رہا، واپسی میں نیبوع ہو کر مصر پہنچا جہاں اس نے وفات پائی اور بڑھاپہ اسلامی مدفون ہوا،

انڈین آفیسر سر چرلٹون برٹن بھی برکمارڈ بڑھاپہ Burchhardt بعد ایک مسلمان حاجی کی صورت میں حاجیوں کے قافلہ کے ساتھ مکہ منظر اور مدینہ منورہ پہنچا اور یہاں جغرافی اور طاقت جغرافی (ریاضی جغرافیہ) حالات کی سب سے زیادہ تحقیق کی، وہ جس راستہ سے ہو کر مکہ سے مدینہ گیا، اس راستہ پر اس سے پہلے کسی یورپین کا گزر نہیں ہوا تھا، برٹن کا ارادہ تھا کہ اس شمالی عرب سے ہو کر جنوبی عرب کو قطع کر کے عمان سے نکلیں، لیکن قلت فرصت کی بنا پر وہ اس ارادہ سے باز رہا۔

اس سفر کے پچیس برس بعد حکومت مصر کی طرف سے وہ مدین میں سونے کی کان کی تلاش میں بھیجا گیا، سونے کی جو کان وہاں ملی اس میں سونا نکالنے کی کوشش کے قدیم ہمارے معلوم ہوتے تھے، برٹن کو اس وقت اس میں سونے کی مقدار بہت کم ملی، تاہم سونے سے زیادہ گران اکتشافات اس کے ہاتھ آئے یعنی اثری (ریکیو جیکل) تحقیقات اور تحفیطی (ٹاپو گرافی) پیمائشیں تمام سواحل مدین کی خلیج عقبہ کے راس سے وادی حمد کے دہانہ تک نہایت کامیابی کے ساتھ انجام کو پہنچیں، نجد تمام اقطاع عرب سے نجد کا سفر اہل یورپ کے لیے انیسویں صدی کے

۱۷ طاہر جغرافی جسکو عربی میں علم تحفیط البلدان کہتے ہیں وہ علم جس میں مقامات کے جائے وقوع ایک مقام سے دوسرے شہر کا فاصلہ اسکا طول بلد اور عرض بلد وغیرہ مباحث سے بحث ہو،

اولیٰ میں زیادہ آسان تھا، کیونکہ اُس زمانہ میں محمد علی پاشا مصر نجد کے واپس ہون کے ساتھ سرگرم پیکار تھا، محمد علی کی مختلف اغراض سے برٹش حکومت بھی ریفن جنگ تھی اس بہانہ سے متعدد برٹش آفیسر مصری فوج کے ساتھ ساتھ تمام نجد کا نہایت آسانی سے سفر کر سکے،

کپتان سید لبر G.E. Sadler واپس G.A. Wallien (۱۸۴۵ء) پالگرو W.G. Palgrave (۱۸۶۲ء) اسی مصر و نجد کے تعلق سے نجد، ریاض، حائل، شمر، اور حجاز کا مشاہدہ کیا، ان کے مشاہدات و معائنات میں بحر عرب کے اجتماعی اور ذرائعی اور عام سفر کے واقعات کے کوئی علمی دلچسپی نہیں ہے، اور عجیب نہیں کہ یورپ کے لیے یہ چیزیں بھی بالکل نئی ہوں، کہ پالگرو جیسے سطحی النظر کو بھی مجلس اکتشاف عرب میں بیان ایک بلند درجہ دیا جاتا ہے،

شمالی عرب | جنوبی عرب (میں و حضرموت) کی طرح شمالی عرب میں بھی قدیم یادگاروں کا مخزن ہے جس میں عوران، بطران، تدمر، مدین، مدائن صالح، صفا اور العلا وغیرہ مقامات عتیق العمر اور کثیر الآثار میں سب سے پہلا یورپین جس نے ان مقامات کا سفر کیا اور خصوصاً جنے بطرا کے کھنڈروں کو دیکھا برکمارٹ (۱۸۶۲ء) ہے چارلس ڈوٹے Charles Doughty ایک انگریز ہے جس نے ۱۸۵۹ء میں ان مقامات کا سفر کیا، وہ دمشق سے حاجیوں کے قافلے کے ساتھ روانہ ہوا اور الجبر ہو چکا، مدائن صالح اور العلا کے مشاہدہ و تفتیش کے لیے گیا، اور وہاں سے مفید معلومات کا ذخیرہ ساتھ لایا، اور مشہور مستشرق رینان Renan کے پاس پیرس میں ان کے کتبات اور نقوش اور متاخر کی بوجہ

کی نقل روانہ کی، رنیاں نے ہایت کی کہ وہ صحرا کی طرف اور آگے بڑھے،
 ڈوٹے ایک شیخ قبیلہ کی زیر نگرانی عجاز اور نجد کے درمیان تمام قطعہ ملک میں
 پھرا، وہ تیار کیا جان اُسے متعدد قدیم یادگارین دیکھیں جن میں ایک مشہور یادگار ہی تھری بھی
 ہی جس پر عبارت کندہ تھی۔ آئندہ موسم گرما میں وہ حائل گیا اور وہاں سے واپسی میں خیمہ
 پہنچا، اور یہاں سے چند مہینوں تک دیگر مقامات کی سیر کے بعد جدہ واپس گیا،
 ڈوٹے کے تین برس بعد ولفریڈ Wilfrid اور لیڈی لمبٹ Lady
 Anno Blum نے ایک نوجوان شیخ عرب کی معیت میں جس کا خاندان تدر میں سکونت
 پذیر تھا، عرب کا سفر کیا، یہ پہلے دمشق آئے اور وہاں سے سیدھے صحراے شام کا
 رخ کیا، پھر وہاں وادی ثمران ہو کر جوف پہنچے، جوف سے جبل ثمر ہو کر حائل پہنچے
 جہاں ابن رشید امیر نجد نے اُن کا نہایت تپاک سے استقبال کیا، ایک مہینے
 کے قیام کے بعد یہاں سے ایرانی قافلہ حجاج کے ساتھ یہ لوگ کر بلا اور بے نداد
 ہو کر مکمل آئے۔

مسئلہ ایک فریخ سیاح کی تاریخ سیاحت ہے اس کا نام ہوبر C. Huber
 ہے ہوبر کی معیت میں ایک اور یورپین ار کیا لو جسٹڈ ٹنگ J. Euting نامی تھا
 ان دونوں کے اکتشافات نے ڈوٹے کی ناتمام تحقیقات کی تکمیل کی،
 ہوبر کی تحقیقات و اکتشافات عام حالات و واقعات سے بلند تر اور زیادہ
 علمی ہیں جسکی عرب کی ار کیا لوجی اور باہر گرافی نہایت ممنون ہو، ہوبر نے حائل اور
 تیار کے درمیان بہت سے کتبات کا سراغ پایا، اور ڈوٹے کے بیان کردہ مشہور
 نقوش تھپر کو حاصل کیا جو اب کی یادگار ہو اور جسکی سامی آثار میں نہایت گران پائے

وقت ہو،

ہو برہیان سے غنیمت آیا اور وہاں سے براہ راست نجد، نجد سے مکہ، اور مکہ سے جدہ، جدہ پہونچ کر خوش قسمتی سے اُسے اپنی تحقیقات و اکتشافات کا تمام سرمایہ بیان چھوڑ دیا اور خود جلالی ^{۱۸۸۸} مین اندرون ملک مین پھر آیا، جہاں وہ عربوں کے ہاتھ سے مارا گیا، اُسکی تحقیقات و اکتشافات کا مجموعہ اُسکے بعد شائع ہوا،

حدود سفر | یورپین سیاحوں کے مقامات سفر کا نقشہ اگر ہمارے سامنے ہو تو نظر آئیگا کہ نصف شمالی کو مقوق سے مکہ تک اُنھوں نے بالکل چھان ڈالا ہو، نصف جنوبی مین ایک ثلث حصہ تو صحراے اعظم کا ہو جہین سفر مرادف موت ہو، بقیہ حصہ مین باستثنائے جوف و بحرآن مین وہ سواحل سے سویل سے آگے نہیں بڑھے،

مذکر کا نشان یورپ کو بہت پہلے مل چکا تھا، ڈاکٹر ولیم ^{W. Halifax} انگلیس (۱۶۹۱ء) پہلا یورپین سیاح مرتد ہو، وہاں کے عمارات کی تحقیق ووڈ ^{Wood} اور کنس ^{Dawkins} نے ^{۱۸۵۷} مین کی لیکن ایسی گریفی کے لحاظ سے سب سے زیادہ قابل قدر خدمات پرنس ابامالک ^{Abameleh Laharew} نے ^{۱۸۸۲} مین اور ^{Waddington} اور ^{D. Vogue} نے (۱۸۹۲ء) مین انجام دی اور ان پر تصنیفات و رسائل ترتیب دئے،

کیا کیا آثار عربین سیاحوں کو نظر آئے،

مسلمان سیاح اور جغرافیہ نویسوں نے جن آثار عرب کا مشاہدہ کیا اسکا ذکر ہم اوپر کرتے ہیں، یہاں ہم صرف یورپین سیاحوں کے مشاہدات آثار عرب کا ذکر تے ہیں،

یورپین سیاحون نے آثار عرب کے پانچ اصناف قرار دیے ہیں

۱۔ آثار قبل تاریخ۔

۲۔ آثار شہرِ نیاہ و قلعہ۔

۳۔ آثارِ بسند (سد)۔

۴۔ آثارِ حجرہ و نحاسیہ۔

۵۔ آثارِ عمارات مندہ قبل تاریخ۔

سیاحینِ مغرب کی تحقیق کے مطابق اس قسم کی یادگارین عرب میں پائی جاتی ہیں، جنکی عمر تاریخ سے زیادہ بڑی ہو، پالکرویہ نے اپنے سفرنامہ عرب میں جس کا نام *Central and Eastern Arabia* ہے، بڑے بڑے ناتراشیدہ اور انگھڑ پتھروں کی ایک قدیم و عتیق عمارت کا ذکر کیا ہے جو نجد کے دامن کوہ میں بطور دائرہ کے ہواٹھ نو پتھراب تک باقی ہیں، جن میں سے بعض کی بلندی ۵۰ فٹ تک ہے، دو پتھروں کی لمبائی ۱۰ سے ۱۲ فٹ تک ہے، جواب تک چھٹ کے سنبھالے ہوئے ہیں، ڈوٹے *Doughty* نے شمالی مغربی عرب میں سنگ خارا کی ایک قطار کھڑی اور پتھر کی بڑی بڑی سلون کا فرش دکھا (جسکو وہ کوئی مذہبی عمارت نہیں خیال کرتا) اور مدو تو دہاے خاک جا بجا اُسکو نظر آئے جو شاید مقبروں کے ٹیلے ہوں، دامن بعض گول کمرے بھی اُس نے دیکھے، جو بغیر چرنے کے بنائے گئے تھے، عجب نہیں جو یہ پرانی قبریں ہوں، اس قسم کے ایک مقبرہ کا فوٹو ڈوٹے نے اپنے سفرنامہ

۱۵۔ باب تاسرائل انیکو پیڈیا بربانیکا ج ۲ ص ۲۶۲، ۲۶۳ سے تیرم ہے، طبع یازدہم،

مین دیا ہو جو ”ہجر“ مین واقع ہو،

بنٹ J.B.Bent نے بحیرن مین متعدد قدیم و کمند آثار کا نشان پایا جواب بالکل تودہ خاک ہیں اور جو غالباً قبرین معلوم ہوتی ہیں، بیان کی بعض یادگاروں کے متعلق خیال ہو کہ وہ فینیشین ہیں،
آثارِ شہرِ ناپہ و متسلہ،

جنوب عرب مین جہان عبد مسیح سے پیشتر ایک پر رونق تمدن موجود تھا، قلعوں اور شہرِ ناپہوں کے آثار منہدم اب تک باقی ہیں، اور جنکا پورپین سیاحوں نے مکمل طور سے ذکر کیا ہو، مین اور خصوصاً حضرموت مین اس قسم کی عمارات جن مین کہیں کہیں کتبے بھی ہیں اب تک ہیں،

شہرِ مارب جو حکومت سبا کا قدیم پایہ تخت تھا اسکے آثار باقیہ کا اب تک نشان ملتا ہو آثارِ البلادِ قزوینی کے حوالہ سے جرمن ایشیاٹک سوسائٹی جرنل نے (ج ۷ ص ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴ ج ۱ ص ۲۰) اس قسم کے بعض عمارتوں کے حالات شائع کیے ہیں، ارناؤ، گلازر، اور ہالوسے نے بھی ان آثار کا مشاہدہ کیا، لیکن شومی قسم سے ان کا اکتشاف زمانہ مستقبل سے متعلق رہ گیا کیونکہ ارناؤ اس بندِ آب (سد) کے اکتشاف مین مشغول رہا، جو عجائب مین سے ہو اور ہالوسے اور گلازر نے کتبات سے زیادہ دلچسپی لی،

آثارِ بند (سد)

عرب کا ملک قدرتا دریا سے محروم ہو، اس لیے اُس کی زرعی زندگی کا ماز زیادہ تر

۱۷ باب کے عنوان مین اسکی کی قدر تغیر ہو،

ان پہاڑی چٹون پر ہے جو بہرہ کرادیون میں پھیل جاتے ہیں، اور پھر وہ یارگستان میں خشک ہو جاتے ہیں یا سمندر میں گر جاتے ہیں، نیز وہ پہاڑوں سے اس طرح ناگہانی طور سے اُبل پڑتے ہیں کہ دور تک آبادیوں کو بے نشان کر دیتے ہیں، ان وجہ سے عرب قدیم وادین بند آب تعمیر کیا کرتے تھے جسکو عربی میں سد کہتے ہیں، عرب کا مشہور ترین سد، سد مارب ہے جسکو سد عم بھی کہتے ہیں جو تقریباً ڈیڑھ ہزار برس سے منہدم ہے، اور جسکی نکتہ دیوار زائرین عدن کے لیے نشان عبرت ہے،

یورپین سیاحون میں سد مارب کا مشاہدہ سب سے پہلے ارنائون نے کیا، لیکن اسکی اصلی اہمیت گلازرنے اس سد کے متعلق جو کتبات لکھے تھے ان کی (۱۹ء میں) اشاعت سے ظاہر کی، ان کتبات سے اس سد کے متعلق تاریخی حالات بہت روشن ہو گئے ہیں، یمن میں حران کے پاس اس W.B. Harries نے ایک اور بند دیکھا ہے جسکا طول ۱۲۰ گز ہے، اور جسکے اوپر تین بڑے بڑے حوض بنے ہیں،

آثار حجرہ و نحاسیہ

آثار قدیمہ کی یہ صنف سب زیادہ کارآمد ہے کہ ان پر اکثر کتبات منقوش ہوتے ہیں ان سے تاریخی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں، اور حل مطالب کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیے جاسکتے ہیں، انیسویں صدی میں یورپ کے عام عجائب خانوں میں اور خصوصاً لندن، پیرس، برلن، اور آٹنا کے عجائب خانوں میں اس کے قسم کی چیزیں کافی تعداد میں موجود ہیں، جن میں سے اکثر ”معین“ اور ”سبا“ کی زبان میں اور بعض پر ”حضرموت“ اور ”قباہین“ کی زبان میں کتبات منقوش ہیں،

میرہ کے بادشاہ مرا، اقیس کی قبر کا کتبہ ملا، ایک کتبہ پر جو صفا کے پاس پایا گیا ہو، نزار جہاں
 قریش کا نام مکتوب ہے، مین کے حصن غراب پر جو حمیری کتبہ ملے ہیں ان میں سے ایک کے
 نیچے ”اوس“ نام منقوش ہے جو انصار مدینہ کی ایک شاخ کا جدا علی تھا اور جس کا سکون
 مین تھا،

یہ کتبات عموماً عام پتھروں پر سنگ مرمر پر اور نیز برنجی تختیوں پر منقوش ہیں، طول و
 بندی میں ان کی مقدار کئی انچ سے کئی فیٹ تک ہو، استثنائے بعض حالات جن میں خود
 اصل کتبات یورپ میں منتقل کر لیے گئے ہیں، اکثر صرف ان کے چربہ اور نقل پر قناعت
 کرنی پڑی ہے،

یہ کتبات جن حروف میں لکھے گئے ہیں وہ فنیشین (فینیقی) خط سے ماخوذ معلوم
 ہوتے ہیں، اور جو زبانیں ان میں استعمال کئی گئی ہیں وہ ابھی تک علمائے السنہ
 کے زیر غور ہیں، تاریخی اور آثاری حیثیت سے اب تک جو کتبات ملے ہیں ان سے
 کچھ زیادہ فوائد حاصل نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہ کتبات اکثر مذہبی ہیں جن پر زیادہ تر صرف عام
 اشخاص، اور بادشاہوں اور دیوتاؤں کے نام کندہ ہیں، بعض جو تاریخی کتبات ہیں
 ان میں تاریخ مذکور نہیں اس لیے ان کی اصل حقیقی زمانہ کے متعلق علمائے آثار مختلف آلا رہے
 ہیں، لیکن بہر حال قدیم ترین تاریخ ان کتبات کی آٹھویں صدی ق م سے (اور گلاز کی تختی
 کے مطابق پندرھویں صدی ق م سے) تھی، صدی عیسوی تک ہو

بعض اس قسم کے پتھر تو اب تک اپنے قدیم اصلی مقام پر گرے ہیں، لیکن زیادہ تر
 پتھر ایسے ہیں جن کو قدیم مقامات سے اکھاڑا کھاڑ کر لوگوں نے گھروں میں مسجدوں میں،

لے انشایکو پیدیا آن اسلام ج ۱ ص ۲۴۲ ۲۵ کتبات حصن غراب غنیمہ فارٹر۔

اور نئے کوؤں میں لگالیے ہیں، ان آثارِ جریمین سے بعض قریانگاہیں ہیں، بعض دوتاؤں کی
مورتوں یا ان جانوروں کی طلائی مورتوں کے چوتھے ہیں جو دوتاؤں کو نذر بنے گئے
ہیں، جو پتھر قدیم ہیں وہ عموماً نقش و نگار سے عاری ہیں، لیکن جو متاخر زمانہ کے ہیں
ان میں پھول پتے بنے ہیں یا بیل کے سر کا نقش ہو یا مرد یا عورت کی تصویر بنی ہے،
بعض آثار میں بیل کے طرز کے مقدس مذہبی درخت کی تصویر ہو جسکے سامنے اُس کے
پوجاری کھڑے ہیں، ان آثار کے علاوہ قبروں کی لوصیں، چوڑے کے پتھروں
کے ٹکڑے، عمارت کے نقشے، اونٹ، گھوڑے، چوہے یا سانپ وغیرہ کی برنجی
مورتیں بھی ملی ہیں،
مہر کے قیمتی پتھر،

وائٹا (آسٹریا) کے دارالآثار نے اس قسم کی مہر کی ایک قلیل تعداد حاصل کی
ہو، یہ مہرین عموماً پتیل، تانبے، چاندی اور پتھر کی ہیں، جن پر سبائی خط میں الفاظ کندہ ہیں،
عرب کے جو قدیم سکے دستیاب ہوئے ہیں وہ اب کچھ تو برٹش میوزیم لندن میں اور کچھ
وائٹا میں ہیں عموماً ان کی قطع کے ہیں، لیکن ان پر جو کتبات ہیں وہ سبائی خط میں ہیں، لندن
برٹش میوزیم میں جو سکے ہیں وہ عدن، صفا، مارب میں لے ہیں یا قسطنطنیہ سے خرید کر لائے
گئے ہیں، وائٹا کے سکے محقق ترین سیاح عرب گلزار کے نتائجِ عمل ہیں، بعض قیمتی پتھر بھی
ملے ہیں جو وائٹا کے عجائب خانہ میں محفوظ ہیں،

لیکن تلمیذ زمانہ مابعد کے ہیں، ان پر مختلف اشکالِ نقش ہیں، بعضوں پر عربی کتبے ہیں،
عمارات منہدم،

جنوبی عرب (یمین و حضرموت) اور شمالی عرب (روادی القرملی، حوران و باریشام)

میں جو قدیم عربی حکومتوں کے مرکز تھے قصور شاہی، معابد دینی اور عام مقابر کی منہدم
 عمارتیں اب تک باقی ہیں، جنوبی عرب میں حضرت موسیٰؑ اس قسم کی عمارتیں میں
 جن میں سے عدن کے پاس ایک انگریزی ساح نے ”حصن غراب“ کا نشان دیا ہو،
 شمالی عرب میں تدمر کے کھنڈر ہیں جن میں نازک و بلند ستون اب تک ایستادہ ہیں، معبد
 شمس کا نشان باقی ہو، بعض رومی عمارت کے بھی آثار ہیں، بطران جو عرب ”حجر“ اور
 یہود ”سلاع“ کہتے ہیں اور جو بنطیوں کا دار الحکومت تھا، آثار منہدمہ کا مدفن ہو، ایک
 عمارت کا نشان ہے جسکو عرب ”خرانہ“ فرعون“ کہتے ہیں، انھیں کھنڈر ون میں ایک
 اور عمارت ہو جسکا نام قصر فرعون“ ہو، بعض معابد کے بھی آثار ہیں، بعض قبریں ہیں بنائوں
 کے شکل میں بنائی گئی ہیں، بعض عمارتیں پہاڑ کا ٹکڑا بنائی گئی ہیں،

بعض اصول تاریخ قدیم

تاریخ قدیم کی تدوین میں سب سے بڑی دقت زمانوں کی تعیین اور ناموں کے
 اتحاد و اختلاف میں ہوا ان کے متعلق چند اصول سمجھ لینا چاہیے
 اصول تعیین زمانہ، جدید طرز تاریخ کی رو سے نہایت ضروری ہو کہ قبائل کے زمانہ
 کی بھی تعیین کی جائے، لیکن درحقیقت یہ نہایت مشکل کام ہو، کیونکہ اسکی واقعیت کے
 صرف تین ذرائع ہیں۔ تواریخ تفصیلی بیان سے بالکل خاموش ہو۔ روایات عرب
 جنہیں تاریخ و سنہیں مذکور نہیں۔ آثار قدیمہ اور الواح منقوشہ جن سے صرف چند
 شاہان عرب کی تاریخ وفات یا تاریخ فتوحات معلوم ہوتی ہو،
 عموماً کسی مجہول المہد قوم کی تعیین زمانہ کی یہ صورت اختیار کی جاتی ہو کہ اس کے

معاصر معلوم الہد قوم یا شخص کے زمانہ سے اسکا قیاس کیا جاتا ہو، دوسرا اصول تعیین زمانہ یہ ہو کہ علی الاعم چار پشتوں کی ایک صدی فرض کر کے انساب کے شمار سے زمانہ کی تعیین کر لی جاتی ہو، لیکن یہ خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ کسی قوم کے وجود کی تاریخ اور اس کے شہرت و ظہور کی تاریخ دونوں دو چیز ہیں۔ یہ ضرور نہیں ہو کہ اگر ایک قوم کی شہرت کا ایک زمانہ ہو تو وہی زمانہ اس کے وجود کا بھی ہو، مثلاً بنو قحطان کا زمانہ شہرت و ترقی ہم بعد عدم موسوی پاتے ہیں، تو یہ ضرور نہیں کہ عدم موسوی ان کے وجود کا زمانہ بھی ہو، دنیا کی ہزاروں قومیں ہیں جو ہزاروں برس تک خاموش اور مجہولانہ زندگی بسر کرتی ہیں، اور پھر دفعۃً بعض اسباب سے نامور ہو جاتی ہیں بلکہ فلسفۂ تکوین اقوام کے رو سے نہایت ضروری ہو کہ قوم کا زمانہ وجود اس کے زمانہ ارتقاء و شہرت سے سیکڑوں ہزاروں برس پیشتر ہو۔ کہ ایک فرد کتبہ بن سکے اور ایک کتبہ قوم۔

اصول تطبیق اسماء۔ ایک اور چیز جس سے کسی قدیم قوم کی جگہ سکونت اور قومیت کی نوعیت کی تحقیق میں بڑی مدد مل سکتی، اشخاص تاریخی اور ان کے مقامات سکونت کے ناموں کا یاد و قوموں کی زبان، اشخاص اور دیوتاؤں کے ناموں کا باہمی تطابق ہو، اشخاص و مقامات کے ناموں کا باہمی تطابق ان اشخاص کے مقامات سکونت کا پتہ دیتا ہو، اور دو قوموں کی زبان اور ان کے باہمی اسماء کا تطابق ان کے اتحاد قومیت کی طرف اشارہ کرتا ہو،

پہلا طریقہ تحقیق تمام ممالک عالم سے زیادہ بلاد سلسیہ کے جغرافیہ قدیم میں کارآمد ہو، کیونکہ سامی اقوام کا یہ خاص مذاق ہے کہ مقامات سکونت کے نام بعینہ باشند و نکلے نام رکھ دیتے ہیں، جن سے نہایت آسانی سے یہ معلوم ہو سکتا ہو کہ ان اقوام کا کہاں سکنا

تھا؟ اور انکی اولادین کمان کمان پھیلین؟

Forster مسافر سٹرنے اٹھارھویں صدی کے ادا سٹین عرب کا جغرافیہ
 جغرافیہ *Historical Geography of Arabia* لکھا، اُس میں اس اصول سے
 اُنھوں نے نہایت کارآمد نتائج پیدا کیے ہیں، گو بعض مقامات پر اُن کے استنباطات،
 وہم و ظن سے آگے کا علم نہیں بخشے اور کہیں بجائے علمِ جمالت کا ثبوت پیش کرتے ہیں،
 لیکن اس اصول کے اجرا میں دو بہت بڑی دقتیں پیش آتی ہیں، امتدادِ زمانہ
 انقلاباتِ اقوام، اور تغیراتِ زبان سے نام کچھ سے کچھ ہو گئے ہیں اسلئے مقامات اور
 باشندوں کے ناموں میں تطابُق کے بجائے کبھی صرف تشابہ پر قناعت کرنی پڑتی ہے
 دوسری دقت جو پہلے سے سہل تر یہ ہے کہ سامی زبانوں میں باہم اور نیز یونانی زبانِ حبشین،
 تورات کا قدیم ترجمہ ہے اور اب زیادہ تر وہی پھیلا ہوا، جو اب ایک نام ایک زبان سے دوسری
 زبان میں منتقل ہوتا ہے تو بعض حروف کا خصوصیتِ زبان کی وجہ سے مبادلہ ہو جاتا ہے،
 مثلاً حسبِ ذیل حروف پیش ہیں،

مثال	وہ حروف جو باہم بدل جاتے ہیں
أجر اور ہاجر، امورانی، امجورانی، اسمائیل اور اسماعیل	ا اور ہ، ح، ع
پاران اور باران، فاران	پ اور ب، ف
شیت اور شپیت	ت اور ث
تھمود اور ثمود	تھ اور ث
عیشاؤ اور عیسیٰ، عیصاؤ	ث اور س، ص
ہاجر، ہاغز، اداگر، جقطان، یقطان	ج اور غ، گ، ی

سبا اور شبا	س اور ش
حصار صوت اور حضار صوت	ص اور ض
اضحاک اور اسحاق، حد موت، حضر موت	ض اور س، د، ذ
نابط اور نابت	ط اور ت
یارح اور یعرب	ع اور ا
ہاغرا اور ہاجرا	غ اور ج، گ
اضحاک اور اسحاق، قیدار اور کیدار	ق اور ک
عمرام اور عمران	م اور ن
یرح اور جرح یا جهر، شفیار اور سنعار	ی اور ج، ع

یہ تغیرات توصف ہیں کہین کہین اول میں یا وسط میں یا آخر میں بعض حروف کی زیادت و نقص بھی ہوتا ہے، خصوصاً الف کی زیادت و نقص، مثلاً حصار صوت، حضر موت

ابی رھام، ابواھیم، ہبل، ہابیل،

اصول اتحاد اسماء و السنہ، ہر قوم کے ناموں کی ایک خاص نوعیت و ترکیب

ہوتی ہے جس میں اسکی قومیت کا امتیاز مضمر ہوتا ہے، اقوام موجودہ میں ہندو، مسلمانوں

یہودیوں اور عیسائیوں کے ناموں کی اور پھر ان مذاہب مختلفہ میں سے ممالک مختلفہ کے

باشندوں کے ناموں کی ایک خاص نوعیت ہوتی ہے جس سے اسکی قومیت کا نشان ملتا

ہو، اس بنا پر اگر دو قوموں کے ناموں میں یا ہی تشابہ نظر آئے گا تو ہم نہایت آسانی سے

کہہ سکتے ہیں کہ یہ دونوں قومیں درحقیقت متحد الاصل ہیں، اسی طرح مذہبی اعتقادات کا تشابہ

الفاظ زبان کی مماثلت و مشابہت بھی باہمی اقوام کے اتحاد و نسل کی ایک قسم دلیل ہو

انتباہات

۱- عاد، ثمود، سبا، جرم وغیرہ کے ناموں سے اکثر شخصی نام سمجھے گئے ہیں، لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے، اس بنا پر اگر یہ مذکور ہو کہ سب سے پہلی سلطنت سبائے قائم کی تو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ کسی شخص مسیحی بہ سبائے قائم کی بلکہ حسب عادات عرب چند مضافات سے سمجھنا چاہیے، اس اصول کے تسلیم کر لینے سے اکثر درمیان میں خالی جگہوں کے پُر کرنے کے لیے ناموں کے گڑھنے کی ضرورت پیش نہ آئیگی، اور کوئی نئی بات نہیں، عرب میں عموماً آبائے قبائل مثلاً کعب، اسد، کلب، مازن وغیرہ کو بکر ابنائے قبائل یعنی بنو کعب، بنو اسد الخ وغیرہ مراد دیتے ہیں، اسی طرح اگر یہ مذکور ہو کہ عاد کی ہزار برس کی عمر تھی، تو اس سے شخص عاد کی بجائے خاندان عاد مراد لینا چاہیے۔

۲- دوسرا قابل ذکر یہ ہے کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے اختلاف السنہ کی بنا پر نام بہت کچھ بدل جاتے ہیں بیان تک کہ ایک ہی شخص کا نام مختلف زبانوں کے تلفظ سے بگڑ کر ممکن ہو کہ وہ چند اشخاص کے مختلف نام سمجھے جائیں، یونانی، یورپین، اور عربی زبانوں میں آج بھی ایک ہی نام کو دیکھو تو ان کے اختلاف تلفظ سے سخت حیرت ہوگی قرآن کے اعلام پر تو کئی ہزار برس گزرے، مسلمان فلاسفر اور حکما جنکو ابھی ایک ہزار برس بھی نہیں ہوا، یورپین زبانوں میں ان کے عجیب عجیب نام ہو گئے ہیں جنکو اصل سے کوئی تعلق نہیں اور کبھی کوئی عرب انکو عربی نام نہیں تسلیم کرے گا، ابوعلی بن سینا کو اویسنا Avicenna سے کوئی نسبت ہو، ابن رشد کو اویروس Averroes

سے کیا تعلق؟ ابن شیم کو الہزین *Alhazen* سے کیا مناسبت ہو؟ البقاسیس *Albucasis* کو ابوالقاسم زہراوی کون سمجھے گا؟

اسی طرح عبرانی نام عربی میں آکر اور یورپ میں یونانی میں جا کر کچھ کا کچھ ہو گیا ہو، عبرانی میں یقطان ہو، یونانی میں قبطان ہو اور عربی میں قحطان، عبرانی میں یارج ہو، یونانی میں جرج اور عربی میں یعرب ہو،

اسلام سے پہلے عربوں کے قومی روایات میں بعض نام تھے مثلاً یعرب، یہونیون کے ذریعہ سے عبرانی تلفظ میں اُسکو یارج سنا تو انھوں نے کہیں تو انکو دو شخص فرض کر لیا مثلاً یعرب اور یارج اور انکو قحطان کے دو بیٹے قرار دیا حالانکہ وہ ایک ہی ہیں اور کہیں ایک کو دوسرے کی اولاد سمجھ لیا مثلاً انکو عاد بن ارم سے واقفیت تھی یہود نے عوض بن ارم کہا، انھوں نے فوراً دونوں ناموں کو جوڑ کر عاد بن عوض بن ارم کہ دیا، حالانکہ عاد اور عوض ایک ہی چیز ہے، اسی طرح انکو یہ معلوم تھا کہ سبا قحطان کی نسل میں بن کا بانی حکومت تھا، یہود سے یعرب کا نام سنکر جبرائیم کو تو حجاز باشندہ بتایا اور یعرب کو یمن کا، اور سبا کو یعرب کا بیٹا قرار دیکر، سبا بن یعرب بن قحطان کہ دیا، حالانکہ تورات میں سبا بن قحطان بلا واسطہ یعرب تبصریح لکھا ہے اور اُسکو یعرب کا بھائی کہا ہے،



(جغرافیہ عرب)

لفظ ”عرب“ عرب کو ”عرب“ کیوں کہتے ہیں؟ اس کے مختلف جوابات دیے گئے ہیں۔ ”عرب“ اعراب سے مشتق ہو چکے معنی زبان آوری اور اظہار مافی الضمیر کے ہیں، چونکہ عرب کی قوم نہایت زبان آور اور فصیح اللسان تھی، اسلئے اُسے اپنا نام عرب رکھا، اور اپنے سوا تمام دنیا کو اُسے عجم یعنی ”بے زبان“ کے نام سے پکارا، لیکن حقیقت میں یہ صرف نکتہ آفرینی اور دقت رسی ہی بنیادین ہر قوم اپنی زبان کی اُسی طرح جوہری ہر صلیح عرب، علمائے انساب کہتے ہیں کہ اس ملک پہلا باشندہ یعرب بن قطان تھا جو مینی عربوں کا پدرا علیٰ ہوا، اسلئے اس ملک کے باشندوں کو او نیز اس ملک کو عرب کہنے لگے، لیکن یہ بالکل خلاف قیاس اور معلومات تاریخی کے مخالف ہوا، نہ یعرب اس ملک کا پہلا باشندہ تھا، اور نہ لفظ عرب کسی قاعدہ لسانی کے موافق یعرب کی طرف منسوب ہو سکتا ہو، اور سب سے عجیب بات یہ ہو کہ یعرب کا مسکن مین تھا، اسلئے سب سے پہلے خود مین یعنی جنوبی عرب کو عرب کہنا چاہیے، لیکن اسکے بالکل برخلاف ”عرب“ کا لفظ پہلے شمالی عرب کے لیے متعل ہوا، تفصیل آگے آتی ہو۔

(اہل جغرافیہ کہتے ہیں اور بالکل صحیح کہتے ہیں کہ ”عرب“ کا پہلا نام ”عربۃ“ اور ”عربۃ“ تھا، جو تخفیفاً بعد کو عروما ”عرب“ بولا جانے لگا، اور اسکے بعد ملک کے نام سے خود قوم کا نام بھی قرار پا گیا، چنانچہ شعراء عرب کے اشعار سے بھی جو عرب کی تنہا

دکستری ہو اسکی تصدیق ہوتی ہو،

اسد بن جاحل کہتا ہو،

وعزبة ارض جد في الشراهلها كما جد في شرب الثعالب ظماء
ابن منفذ ثوري كاشعرو

لنا ابل لو طمت الدل بينها بعزبة ما واهبا بقرن فابطحا
ولوان قومي طاوحتني سراته اقرنهم لاقمر الذي كلن انيحا
بعد اسلام يحيى نام باقی رہا، ابوسفیان الکبی رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی طرح میں کہتے ہیں،
ابونا رسول الله وابن خليله بعزبة بنونا فنعلم المركب

ابوطالب بن عبد المطلب کی طرف جو قصیدہ منسوب ہو (گو صحیح نہیں) اس کا ایک شعر ہے،

وعزبة دار لا يحل حرامها من الناس الا اللودعي الحرامها

اب دوسرا سوال یہ ہو کہ اس ملک کا نام ”عزبة“ کیوں قرار پایا؟ اصل یہ ہو کہ تمام سامی زبانوں میں ”عرب“ صحرا اور بادیہ کا مفہوم رکھتا ہو، عبرانی میں ”عربا“ ۱۶۱۶-۱۶۱۷ بیان اور میدان کو کہتے ہیں، اور خود عربی زبان میں اس مفہوم قدیم کے بقایا موجود ہیں، عربیہ بدویت کے معنی ہیں اور آخر اب اہل بادیہ اور صحرائینوں کیلئے اب تک مستعمل ہو، چونکہ عرب کا ملک زیادہ تر ایک بیابان ہے آب و گیاہ ہو اور خصوصاً وہ حصہ جو حجاز سے بادیہ عرب و شام اور سینک پھیلا ہوا ہو، اس لیے اس کا نام ”عربا“ قرار پایا، اور

لہ ان اشار کے لیے دیکھو، باقوت ج د م

پھر رفتہ رفتہ وہاں کے باشندوں کو عرب کہنے لگے،

قرآن مجید میں لفظ ”عرب“ ملک عرب کے لیے کہیں نہیں بولا گیا ہے
حضرت اسماعیل کی سکونت کے ذکر میں ^{وَادٍ} عَدْنِیٰ کے معنی ”وادی ناقابل کاشت اسکو
کہا گیا ہے“ اکثر لوگ اس نام کو عرب کی حالت طبعی کا بیان سمجھتے ہیں لیکن اوپر جو تحقیق بیان
ہو اس سے واضح ہو کہ یہ لفظ عرب کا بعینہ لفظی ترجمہ ہے، چونکہ اس عہد میں اس غیر آباد ملک
کوئی نام نہ تھا، اس لیے خود لفظ ”غیر آباد ملک“ اس کا نام پڑ گیا، تو راقہ میں بھی اسماعیل کا سکون
”مدبار“ بتایا گیا ہے جس کے معنی بیابان اور غیر آباد قطعہ کے ہیں اور جو بالکل عرب کا ترجمہ ”وادی
ذی زرع“ کے مرادف ہے،

تورات میں لفظ ”عربا“ ایک خاص قطعہ زمین عرب کے معنی میں، متعدد بار
ہو، لیکن یقیناً اس وسعت کے ساتھ اطلاق نہیں ہوا ہے جس وسعت کے ساتھ اب یہ کیا
جاتا ہے، لفظ ”عربا“ سے صرف وہ قطعہ زمین مراد لیا گیا ہے جو حجاز سے شام و سینا تک وسیع
ہو، عام ملک عرب کے لیے زیادہ تر مشرق اور مشرق کی زمین کا استعمال ہوا ہے، اور کبھی جنوب کا
کیونکہ عرب، فلسطین کے مشرق و جنوب دونوں گوشوں میں ہے،

لفظ ”عرب“ سب سے پہلے متعلق مین حضرت سلیمان کے عہد میں سموع
ہوا ہے، اور پھر اس کے بعد عام طور سے اس کا استعمال عبرانی، یونانی اور رومانی تاریخوں میں
نظر آتا ہے، اسیر پایہ کے کتبات میں متعلق مین عرب کا نام ”عربی“ لیا گیا ہے قبیل اسلام
یہ لفظ پورے ملک کو جو زمین سے شام تک وسیع ہو محیط تھا،

۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸-۱۵۵۹-۱۵۶۰-۱۵۶۱-۱۵۶۲-۱۵۶۳-۱۵۶۴-۱۵۶۵-۱۵۶۶-۱۵۶۷-۱۵۶۸-۱۵۶۹-۱۵۷۰-۱۵۷۱-۱۵۷۲-۱۵۷۳-۱۵۷۴-۱۵۷۵-۱۵۷۶-۱۵۷۷-۱۵۷۸-۱۵۷۹-۱۵۸۰-۱۵۸۱-۱۵۸۲-۱۵۸۳-۱۵۸۴-۱۵۸۵-۱۵۸۶-۱۵۸۷-۱۵۸۸-۱۵۸۹-۱۵۹۰-۱۵۹۱-۱۵۹۲-۱۵۹۳-۱۵۹۴-۱۵۹۵-۱۵۹۶-۱۵۹۷-۱۵۹۸-۱۵۹۹-۱۶۰۰-۱۶۰۱-۱۶۰۲-۱۶۰۳-۱۶۰۴-۱۶۰۵-۱۶۰۶-۱۶۰۷-۱۶۰۸-۱۶۰۹-۱۶۱۰-۱۶۱۱-۱۶۱۲-۱۶۱۳-۱۶۱۴-۱۶۱۵-۱۶۱۶-۱۶۱۷-۱۶۱۸-۱۶۱۹-۱۶۲۰-۱۶۲۱-۱۶۲۲-۱۶۲۳-۱۶۲۴-۱۶۲۵-۱۶۲۶-۱۶۲۷-۱۶۲۸-۱۶۲۹-۱۶۳۰-۱۶۳۱-۱۶۳۲-۱۶۳۳-۱۶۳۴-۱۶۳۵-۱۶۳۶-۱۶۳۷-۱۶۳۸-۱۶۳۹-۱۶۴۰-۱۶۴۱-۱۶۴۲-۱۶۴۳-۱۶۴۴-۱۶۴۵-۱۶۴۶-۱۶۴۷-۱۶۴۸-۱۶۴۹-۱۶۵۰-۱۶۵۱-۱۶

عبارت بالا سے ظاہر ہو گا کہ جغرافیہ عرب قدیم کے تین ماخذ ہیں، تورات، یونان و رومان اور خود عرب، اور ایک عجیب اتفاق یہ ہے کہ یہ تین مختلف ماخذ تین مختلف زمانہ سے متعلق ہیں تورات کا بیان ۲۵۰۰ ق م سے تقریباً ۸۰۰ ق م تک ہے، یونان و رومان کا بیان ۵۰۰ ق م (ہیرودوٹس) سے ۲۰۰ ق م (بطلمیوس) تک ہے،

خود عربوں کے بیانات عرب کے مقامات قدیم کے متعلق جو بعد اسلام مدون ہوئے چند مشہور قبائل کے مقامات سکونت کے سوا مثلاً احقاف مسکن عاوا، مین مسکن ثمود، یاسر مسکن طسم و جدیس، حجاز مسکن جریم، مین مسکن قطان (عمد مسج سے بعد کے ہیں، اور اس کا سبب یہ ہے کہ عرب تصنیف و تالیف سے آشنا نہ تھے، ورنہ ظاہر ہو کہ صاحب البیت ادنیٰ بما فیہ عرب شعر کا عام مذاق یہ ہے کہ وہ قصائد میں محبوب کے دیار و مسکن اور اپنے سفر کے مقامات و منازل کا تذکرہ کیا کرتے ہیں، علماء اسلام نے انھیں سے عرب کا جغرافیہ و صفی ترتیب دیا ہے،



(جغرافیہ عرب از تورات)

عہد عادی و ثمود و مدین و ایک و ادد دوم

(از ۲۵۰۰ ق م تا ۸۰۰ ق م)

عرب گو ام ساسیہ کا مولد و منشا ہے، لیکن عجب نہیں کہ یہاں سے نکلنے کے بعد ان کو یہ یاد بھی نہ رہا ہو کہ یہ اُس عہد کا واقعہ ہے جب نوع انسان دایہ عالم کے آغوش میں طفل شیر خوار تھا، بچے عہد طفولیت میں اشاروں کے سوا، لفظوں میں کسی چیز کا نام نہیں جانتے، ام ساسیہ جو مسیح سے ڈھائی تین ہزار برس پہلے بچہ تھیں، عموماً ”پورب کی سرزمین“ کے سوا، اپنے مولد کا نام کچھ اور نہیں بتا سکتیں، اور حقیقت بھی یہ ہے کہ اس وقت انسان خود ”نام“ کا نام بھی نہیں جانتا تھا۔

عرب کے نام

بحر حال ملک عرب کا پہلا نام ”پورب کی زمین“ اور دوسرا نام ”جنوب کی زمین“ اور ان دونوں نام سے وہ حضرت ابراہیمؑ کی زبان سے بھی پکاری گئی، ”پورب کی زمین“ سے کبھی تورات میں، بابل و اسیریا اور مابین النہرین ہی مراد لے گئے ہیں، لیکن زیادہ تر

۱۔ سفر کنون ۱۱۔

۲۔ دیکھو ان کی کتاب قدیم جغرافیہ (انشیٹ جی جی) ص ۸۰

۳۔ کنون ۲۵۔ ۶۔ کنون ۲۹۔ ۶۱۔

زمین شمال کہا گیا کہ وہ فلسطین کے مشرق و شمال میں واقع ہیں،

اسکے بعد وہ زمانہ آتا ہے جب قبائل کی شکل پیدا ہوتی ہے، شمالی عرب میں ابتداء کے عہد سے مختلف قبائل، اودوم، عمورانی، مواب، بنو عمان، مدیانی اور عمالیق آباد تھے، عبرانیوں کو قرب و مجاورت کے سبب سے شمالی عرب سے کسی قدر واقفیت تھی، لیکن وہ اس شمالی حصہ کا کوئی خاص نام نہیں بتاتے تھے بلکہ عموماً ان میں سے ہر قطعہ کو قبائل کی اضافت و نسبت سے متنازع کرتے تھے، مثلاً اودوم کی زمین، مواب کی زمین، عمالیق کی زمین وغیرہ، حضرت موسیٰ کے عہد میں جب بنی اسرائیل مصر سے براہ بحر احمر گوشہ عرب شمالی سے گذرے تو ان کو نظر آیا کہ یہ ملک ایک سراسر کوٹ دست میدان ہے، اس لیے شمالی عرب کے ایک گوشہ کا نام انھوں نے ”عربا“ قرار دیا، اور بقیہ اقطاع عرب کا اسی طرح باضافت قبائل نام لیتے رہے،

حضرت سلیمان کا عہد انہوں کے اوج شباب کا زمانہ ہے، دریا میں ان کے جہاز سوار عرب کی چاروں طرف بحر احمر سے بندر آؤں تک سفر کیا کرتے تھے، جو میں میں اس وقت تجارت کی مندی تھی، اور خشکی میں ان کی فوج عرب کے تمام شمالی بلکہ بعض جنوبی ریاستوں (سب) کو بھی مغلوب کر چکی تھی، اس وقت ان کو عرب کے حقیقی حدود معلوم ہوئے، اس بنا پر ”عربا“ کو جو پہلے صرف شمالی عرب کے لیے مخصوص تھا، ملک کی حد معلوم ہو کر دیا، یا این ہجرت تک زندہ رہا، مقامات کا نام باضافت قبائل انھوں نے متروک نہیں کیا،

۱۔ تمام سامی زمینیں، اولاد سے بنی اسرائیل کے سیاسی تعلقات، ص ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶

اقطاع عرب

عبرانیوں کو عرب کا کوئی منتظم جغرافی علم نہ تھا، ایک مدت تک وہ صرف شمالی عرب سے واقف تھے، جسکے موجودہ اقطاع حجاز، سینا، عرب شام، عرب عراق، بحرین اور سواحل خلیج فارس ہیں، اس شمالی عرب کے انھوں نے دو حصے کیے تھے، زمین مشرق و زمین جنوب، زمین مشرق میں ملک کنعان کے مشرق کے مالک سواحل خلیج فارس، بحرین، و عرب عراق اور زمین جنوب میں سینا، حجاز، بادئ عرب شام اور بعض حصہ نجد داخل کرتے تھے، جو کنعان کے جنوب میں واقع ہیں،

اسفار تورات و تیسین (صحف انبیاء سے یہود) میں ہماری سمجھ اور استفادہ کے مطابق عرب کے حصہ مشرقی و جنوبی کا عبرانیوں کے محاورہ کے مطابق حسب ذیل مقامات میں ذکر ہو، جو کچھ ہم بہ ترتیب حاشیہ میں لکھ دیتے ہیں،

ان مشرقی و جنوبی حصوں میں مختلف قبائل آباد تھے، ہر حصہ کا نام اس کے قبیلہ کی طرف نسبت کر کے لیتے تھے، مثلاً جنوب میں کوہ سعیر کے رہنے والے اور علیق آباد تھے اس کا نام زمین اودم و علیق تھا، اس سے نیچے موجودہ خلیج عقبہ سے دور تک سواحل بحر احمر پر مدیانی

۱۔ جنوب بحرین ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸-۱۵۵۹-۱۵۶۰-۱۵۶۱-۱۵۶۲-۱۵۶۳-۱۵۶۴-۱۵۶۵-۱۵۶

آباد تھے وہ ارض مدین تھا، جس کو ایک مدت سے اب حجاز کہتے ہیں، مشرق میں عمانی بنو عمان اور مواب تھے اور یہی ان کے ملکوں کا نام تھا، آگے بڑھ کر مدین اور نجد کے سروں پر بنو اسماعیل کے غمے تھے،

عرب کے غم و مقامات

تورات میں مقامات عرب میں ہر سب سے پہلے ”مشا“ اور ”سفار“ کا نام آیا ہے جو بنی قحطان کی آبادی کی ابتدائی اور آخری حد تھی، (تکوین ۱۰-۳۰) ”سفار“ سے تنقلاً ”نظفار“ واقع میں مراد لیا گیا ہے، لیکن ”مشا“ نام عرب میں کوئی مقام نہیں، اسکو عرب اپنے تلفظ میں کیا کہتے ہیں؟ ریورنڈ بیوان Bevan مصنف جغرافیہ قدیم کی رائے ہے کہ وہ ”موزہ“ ہے، جو ساحل عرب پر بحر احمر کے مدخل کے پاس ایک مقام ہے، ایک دوسرا مقام بطلیموس کے نقشہ میں موسیٰ ہے جو مغربی ساحل میں پر واقع ہے، لیکن اس سے ملکہ کیون نہ سمجھا جائے، کیونکہ حضرت اسماعیل کے ایک صاحبزادہ کا نام تورات میں مسامذکور ہے، جنکے نام سے ممکن ہے کہ یہ مقام آباد ہوا ہو، قرآن کے انگریز مترجم میل G. sale نے بھی سمجھا ہے، قبل و بعد کا شبہ نہ کہ کسی قدیم مقام کو بعد کے نام سے تعبیر کرنا تورات کا عام دستور ہے،

ادوم کی زمین میں دنہا، بصور، ایتھان، عویش، مشرقیہ، رحبوت، اور قاعو نام آبادیوں کا تورات (تکوین ۳۶-۴۱، ۴۰) نے ذکر کیا ہے، لیکن ان کا محل وقوع نہیں بتایا ہے، مگر چونکہ یہ زمین ادوم میں واقع ہیں اس لیے اتنا ظاہر ہے کہ ”شمال و مغرب میں ان کا نشان ڈھونڈنا چاہیے“

Hogarth. P. ۱۹. Ancient Geography P. ۱۸۷۱. نقشہ مندرجہ

تکوین ۱۵-۱۶، دیباچہ جو یہ بیت ان،

بصورتِ یقینا وہی شہر جو عرب بصری کہتے ہیں اور جو اب تک معلوم ہو یتیمان
کو شاید تمہارے تعلق ہو جو بصری کے پاس ایک مشہور آبادی ہو، اور جس کا ذکر تورات میں
کئی جگہ آیا ہو،

قیدار بن اسماعیل کے تعلق سے ”حضور“ ایک قطعہ کا نام لیا گیا ہو (ریساہ ۲۹-۲۸)
لیکن جہاں تک معلوم ہوا جو اس نام کی کوئی آبادی عرب میں نہیں اس لیے یقیناً کسی قطعہ کا
علم نہیں بلکہ اس سے لغوی معنی مراد ہیں، یعنی وہ آبادی جو مستقل ہو، بادیہ کی طرح عارضی نہ ہو،
اسی سے عربی میں ”حضر“ کا لفظ نکلا ہو، اور اسی بنا پر آج کل حاضرہ مشہور و عظیم الشان
شہر کو کہتے ہیں،

عرب کے ایک مشہور شہر کا نام تورات میں ”سلع“ آیا ہو جو ادوم کی حکومت میں واقع
تھا، (ملوک دوم ۱۴-۱) سلع کے معنی پتھر کے ہیں، عربوں کے ہاں اس کا نام ”الحجر“ ہے،
اور یونانی اس کو پترا Petro کہتے ہیں، معنی تینوں ایک لفظ ہیں، اس شہر کا نشان اب تک
شام کے قریب شمال عرب میں باقی ہے، زمانہ اول میں یونانیوں کے زمانہ تک اس شہر کو بُری
روقی تھی، خلیج عقبہ کے پاس ”عیلات“ ایک بندر لوک (مل ۹-۲۶) حکومتِ ادوم
سے متعلق تھا، حضرت داؤد اور سلیمان نے اس حکومت کو اسرائیل میں داخل کر کے اپنے
بحری کارخانہ کا صدر مقام قرار دیا، جنوبی عرب میں جہاں عدن واقع ہے ”اوفر“ نام ایک
دوسرا بندر تھا، حضرت سلیمان کے جہاز عیلات سے چلکے ہیں اور فراتے تھے (۱-۲۸)
اور فراتِ تورات میں متعدد بار نام آیا ہو یہ ایک تجارتی منڈی تھی، سونا کثرت سے یہاں آتا تھا
عدن جو اب تک موجود ہے اسکی تجارت کی اسوقت بھی دھوم تھی (۲۴-۲۳)

میں کے شہروں میں سے ”سابا“ کا نام بھی تورات میں آیا ہے، یہاں کی ملکہ حضرت

سلیمان کے دربار میں بھی آئی تھی (ملوک دوم ۱۰-۱۳) سبا کے ساتھ مین کے دوسرے تجارتی مقامات مثلاً "اوزال" کا نام بھی دو تہمدی کی خصوصیت کے ساتھ لیا گیا ہے (خریال ۱۹-۲۴) اوزال وہاں آباد تھا جہاں اب صنعا آباد ہے، شمال عرب میں حجاز کے کسی قطعہ میں حویلا واقع تھا جہاں بنی اسماعیل کی آبادی تھی (تکوین ۲۵-۱۸) عربوں کے ایک اور مسکن کا نام "بوزریل" بتایا گیا ہے (یاریخ ثانی ۲۶-۲) معلوم نہیں کہان واقع تھا لیکن فلسطین کے ساتھ اسکا ذکر ہوا اسلئے شاید شمالی عرب میں ہوگا،

قبائل عرب

قبائل عرب میں سے عبرانیوں کو صرف اُن قبائل سے واقفیت تھی جن سے انکو سیاسی یا تجارتی تعلق تھا، بنو مدیان، بنو عمان، بنو ادم و عالمیق اور بنو مواب، انکے ہمسایہ اور برابر کے حریف تھے، اندرونی قبائل دو تھے، قحطانی اور اسماعیلی، قحطانیوں میں سے بجز سبا اور اوزال کے جو تاجر تھے اور کسی کا ذکر نہیں آیا (خریال ۱۹-۲۴) اسماعیلیوں میں سے مطلق "قبائل اسماعیلیہ" کا نام آیا ہے جو عرب و مصر کے تاجر تھے (تکوین ۲۶-۲۷) اور کبھی عبرانیوں سے یہاں بنوں کے ساتھ لکڑاڑے بھی تھے (قضاۃ ۸-۱۲)

قبائل اسماعیلیہ کا دوسرا نام "بنو باجرہ" یا "ہاجرین" بھی تھا اس نام سے بھی تورات میں اُن کا ذکر آیا ہے (ایام اول ۵-۱۰) بنو اسماعیل یا بنو باجرہ میں سے دو قبیلے نامور ہوئے، نبا یوت (بنطین) اور قیداران دونوں کا ذکر تورات نے کیا ہے (قبال ۴-۷) ایک اور عربی قبیلہ تورات میں مذکور ہے "معون" (یاریخ ثانی ۲۶-۲) لیکن عرب کو "معین" کہتے ہیں،

جغرافیہ عرب

از

مصنفین یونان و رومان
عہد ثانیہ تا تیسویں صدی، صحابہ کرام

مشفق م۔ سنہ

یونانیوں میں سب سے پہلا شخص جسکو قطع ارضی کا علم تھا، ہو مرفرض کیا جاتا ہے۔
سکا زمانہ ایک ہزار یا ۸۰۰ ق م تھا، ہو مریک یونانی شاعر تھا، اُسکے کلام میں بعض ممالک کے
نام آگئے ہیں، اور یہی اُسکی جغرافیہ واقفیت ہے، منجملہ اور ممالک کے ایک ملک کا نام "سیر" ہے،
جس کو "عربی" سمجھا جاتا ہے، دوسرا نام "ایری" آیا ہے جس سے شام مراد لیا جاتا ہے، کیونکہ
تورات نے اسکو "ارم" کہا ہے۔

یونان کا سب سے پہلا مورخ اور جغرافیہ نویس ہرودوٹس ہے مسیح سے ۴۵۰ برس پہلے
تھا، یہ پہلا یونانی مصنف ہے جو واقفیت کے ساتھ عرب کا ذکر کرتا ہے، تاہم اُسکے معلومات جغرافیہ
نہایت ناقص تھے، عرب کی نسبت اس کا خیال تھا کہ وہ جنوب میں آبادی کا سب سے
آخری حصہ ہے، عرب کی مغربی حد اسنے دریائے نیل سے قرار دی ہے، اور کوہستان سینا کو

Ancient Geography by Bevan .P. 19. ۱۷

Herodotus by H.Cary. Book. III. Para. 107. ۱۸

Do. Do. Do. Do. II Do. 15 ۱۹

بھی اسی میں داخل کیا ہو، وہ اس سے بھی واقف نہ تھا کہ عرب کے مشرق میں خلیج فارس ہو،
عرب و فارس کو ملحدہ کرتی تھی، عربوں کی تجارت کا جابجا اسنے ذکر کیا ہے، اس سے واقف
تھا کہ عرب کے مغرب میں ایک دریا ہو مگر اس کا نام بجائے ”بحر احمر“ یا فلزم ”کے“ خلیج
عرب قرار دیتا ہو، وہ بھی سمجھتا ہو کہ بحر احمر کی بعض شاخیں اندرون عرب میں بھی بہتی ہیں،
شاید اس سے اسکی مراد خلیج عقبہ ہو، لیکن اس کی کیا تاویل ہو کہ وہ کہتا ہو کہ عرب میں ایک بہت
وسیع دریا ہو جو بحر احمر میں اگر گرتا ہو اور جسکا نام کو ربہ ہے۔

پانچویں صدی ق م کے ہیرودوٹس کے بعد یونانی دردمانی جغرافیہ نویسوں کے
نتائج معلومات حسب ذیل ہیں،

حدود عرب،

ہیرودوٹس کے بعد سکندر کے اسفار و فتوحات نے تیسری صدی ق م یونانیوں کے
معلومات جغرافیہ کو بہت بلند کر دیا، ان کو اس کے بعد صحیح طور سے عرب کے حدود معلوم
ہو جاتے تھے کہ عرب کے مغرب میں بحر احمر، مشرق خلیج فارس، جنوب میں بحر ہند اور مشرقی
و شمالی میں بحر فرات اور شمالی و مغربی میں شام اور حدود مصر واقع ہیں اور اس بنا پر جزیرہ ہما
سینا کے اکثر حصہ کو عرب میں داخل سمجھے تھے اور جو اس عہد میں یہود بلکہ نصاریٰ بھی یہی سمجھتے

۱۰ ہیرودوٹس، کتاب ۲، فقرہ ۸،

۱۱ ہیرودوٹس، کتاب ۴، فقرہ ۳۹،

۱۲ ہیرودوٹس، کتاب ۲، فقرہ ۱۰۰،

۱۳ ہیرودوٹس، کتاب ۲، فقرہ ۲،

۱۴ ہیرودوٹس، کتاب ۲، فقرہ ۱۲،

۱۵ ہیرودوٹس، کتاب ۲، فقرہ ۹،

تھے جیسا کہ سینٹ پال کے ایک خط سے ظاہر ہوتا ہے (غلاطین ۲۰-۲۵)

اصل یہ ہے کہ شمالی و مغربی گوشہ میں عرب کی کوئی قدرتی حد بندی نہیں تھی اس لیے جغرافیہ نویس مختلف الراء ہیں، ہیریڈوٹس اور پلینی نے بشمول جزیرہ نما سینا، بحر ایض یا متوسط (ڈیٹیرین سی) تک اس گوشہ کو وسیع کیا ہے، اور دوسرے جغرافیہ نویسوں نے فقط بحر میت (ڈیٹیرین سی) سے بصری اوزن (پالمائر) تک اس کو محدود کر دیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اتحاد جنسیت محدود طبعی، نوعیت حکومت، اور دیگر مناسبات سے ہمیشہ یہ اقطاع عرب میں شامل ہے۔

اقطاع عرب،

یونان دروم کے قدیم جغرافیہ دان، ایراستینوس، "سترابو اور پلینی نے عرب کو صرف وہ قدرتی حصوں پر تقسیم کیا ہے شمالی اور جنوبی، لیکن اس سے زیادہ مقبول اور پختہ دوسری صدی میں بطلمیوس کی تقسیم ہوئی اور اب تک یورپین جغرافیہ نویس و سیاح اس تقسیم کی تقلید کرتے ہیں، بطلمیوس نے تمام ملک کو تین طبعی حصوں میں تقسیم کیا ہے، عرب آبادان

یا العرب البیونۃ *Arabia felix* عرب ریگستان یا عرب الرمال *Arabia deserta* اور عرب سنگستان یا عرب الحجر *Arabia petroea*

عرب سنگستان یا عرب پٹرا مغرب میں مصر کی سرحد سے جزیرہ نما سینا سے گزر کر مغرب میں بصری ختم ہوتا ہے، جو عرب کا ایک قدیم شہر ہے، شمال و مغرب میں تدمر تک اس کا گوشہ جاتا ہے اور اس کی پشت پر شمال و مغربی یہودیہ اور فلسطین کا ملک پڑتا ہے، جنوب میں عرب ڈیزٹا یعنی عرب ریگستان اور عرب فلیکس یعنی عرب آبادان واقع ہے، عرب ریگستان یا عرب ڈیزٹا کی مشرقی و شمالی حد نہ فرات و البحرینہ سے شروع ہو کر مغرب و شمالی حدیں عرب سنگستان یا عرب پٹرا کی مغربی و شمالی ختم ہوتی ہے، جنوب میں عرب آبادان یا عرب

فلکس ہوا

عرب آبادان یا عرب فلکس بقیہ تمام جزیرہ نامے عرب کو جو مغرب میں بحر احمر مشرق میں خلیج فارس جنوب میں بحر ہند اور شمال میں عرب پٹرا اور عرب ڈزرتا سے ملتا ہے، کہتے ہیں جس میں بحر احمر کے ساحل پر حجاز، سواحل بحر احمر و ہند پرین، حضرموت، اور سواحل خلیج فارس عمان و بحرین اور وسط عرب میں یامہ و نجد داخل ہیں

یونانی اور رومانی فاتحین نے عرب پٹرا اور عرب ڈزرتا کو فتح کر لیا تھا، اس لیے وہ اس کے حالات سے واقف تھے، عرب فلکس کے صرف سواحل سے ان کو آگاہی تھی، اور ایک آدھ نام غلط سلطان رومی قبائل و قطع کے بھی انھوں نے سن لیے تھے،

حسب تحقیق ڈاکٹر اسپرنگر، بطلمیوس نے اپنے جغرافیہ میں عرب فلکس کے ۴۵ قبائل ۱۶ مقامات، ۵۰ کوہستانی سلسلے اور ۴ دریاؤں کا ذکر کیا ہے، ان کے علاوہ اسطیفوس، Stephen اور پلینی Pleny نے بھی بعض نام گناے ہیں، لیکن اسباب خواہ جو کچھ ہوں مگر واقعہ یہ ہے کہ دس پانچ ناموں کے سوا اب وہ سب غیر معروف ہیں،

۱۔ غیر متقدین بطلمیوس تو یہ کہتے ہیں کہ ان ناموں کا جو مصداق بطلمیوس کے دماغ کے سوا کبھی تاج میں نہیں ہے، عرب کے خالی اسطوانات و راق کو پر کرنے کے لیے نام اپنی طرف سے گھڑ لیے ہیں ایک مصنف اسکی ایک مشول مہربا ہے۔

اکثر ان اطلع عرب میں آبادی کا کبھی کوئی باقاعدہ مقررہ اصول نہیں ہے، جن کا بطلمیوس نشان دیا ہے، اگر بطلمیوس کے ناموں میں کوئی حقیقت ہے تو وہ کوئین ہوئے یا نفلتان جہاں کاوان اور فاطمہ اپنے خیمے گھڑے کر دیے ہونگے۔

بطلمیوس کے بہ صرف جزائریہ عرب بلکہ عام جغرافیہ عالم کے متعلق عللے عرب کو بھی یہی شکایت تھی (ملاحظہ فرمائیے)

Forster's Arabia. Vol. II. P. III. 12. 13.

۵۲ ان بیانات کے لیے دیکھو مقدمہ D.G. Hogarth. P.P. 19. 17. 23.

بقیہ جغرافیہ مصنف اور اسکے وجہ بھی بتاتے ہیں سب سے پہلے چوتھی صدی ہجری میں مسعودی لکھا ہے،

اکنون اسماعیل فہد الکتاب

بالیونانیہ متعدد دفعہ صفا، جغرافیہ بطلمیوس کے یونانی ناموں کو سمجھنا مشکل ہے،

ساتویں صدی ہجری میں یا قوت کی مقدمہ ہم میں شہادت ہے،

بجملت الکثر الاماکن التي ذکرت فیہا واجمعہ | میں جغرافیہ بطلمیوس کے بیان کردہ مقامات سے واقف ہوں
علینا امرہا و عدت لتطاول الزمان فلا نعرف | اور میری سمجھ میں نہیں آئے کہ مرور زمانہ سے ہٹ گئے اور مجھ میں

سب سے آخر میں نویں صدی ہجری میں لفظ ”جغرافیہ“ کے تحت میں کا تب حلیپی کا بیان ہے،

لکن اندر میں کہیں ہا ذکرہ و تغیر اسماء و فاسد بالانفعاض | بطلمیوس کے بیان کردہ مقامات کے نئے نام بدل گئے

لیکن متقدمین بطلمیوس اس الزام سے برہم ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ یونانی الجغرافیا میں عرب جغرافیہ نویسوں کے بلکہ

حال کے سیاحین یورپ کے بیان سے تطبیق دی جاے، روبرٹ فارنر نے مشہور جغرافیہ تاریخی عرب کے دوسرے

حصہ میں ۱۰۹ سے ۱۲۷ تک، صفحہ ۱۸۰ کی تحقیق و تصدیق تطبیق میں صرف کی ہے اور یہ کہ اپنی ”عالمیہ جہالت“

کی عجیب و غریب مثال پیش کی ہے، غریب فارسی کو نہیں معلوم کہ قبائل کب پیدا ہوئے، مقامات میں کب آباد ہوئے اور

عربی میں ان کا صحیح نام کیا ہے؟ وہ بطلمیوس قبائل کے نام کو حروف کے ہیچیر سے موجودہ قبائل سے تطبیق دیتا ہے، اسکو

نہیں معلوم کہ اب قدیم قبائل کا علی الاکثر نشان بھی نہیں، وہ عدا سلام میں فاتحانہ کمان سے کمان بھگڑا کر آباد ہو گئے موجودہ

قبائل کے نام بالکل نئے ہیں، قبائل کے مساکن مقامات، اس کی تصدیق اگر ہو سکتی ہے تو صرف جغرافیہ عرب کے بیانات

سے، فارٹر کے بعد اکثر سپرنگر نے مشہور جغرافیہ قدیم عرب Anc. Geog. of Arab کے نام سے

اسی قسم کی کوشش کی ہے، مجھے انکی کامیابی کا حال نہیں معلوم، انکے مرتبہ نقشہ قدیم عرب کے سوال حل کتاب بھی نہیں ملی

بہر حال عرب کے جن قبائل و مقامات کے نام یونانیوں اور رومانیوں کے ہاں آئے ہیں، ہم انکو مستقل ابواب میں ترتیب دیتے ہیں،

مقامات عرب

عرب فلکس کے وہ مقامات جو تقریباً صحیح اور معروف ہیں حسب ذیل ہیں، یہ علی الترتیب حجاز سے بحر احمر، بحر ہند اور خلیج فارس کے کنارہ کنارہ سواحل پر عراق تک ملتے ہیں،

یونانی تلفظ	بخط اردو	صحیح عربی نام	کیفیت
Macoraba	مکاربا	مکہ، ربہ	ربہ کے معنی اہم کے ہیں،
Iathreppa	اثرپا	شیر	شہر مدینہ منورہ کا جاہلی نام
Iamla	انبیا	ینبوع	حجاز کا ایک ساحلی مقام
Dumatha	ڈومیتھا	دومہ	دومہ شمالی عرب کا ایک شہر
Egra	اجرا	حجر	ثمود کا دار الحکومت حجاز کے قریب ساحل بحر احمر
Thairaa	تھیرا	تیار	اتھاس حجاز میں بجانب شام ایک شہر،
Modiruna	مایدونا	مدین	حجاز کے قریب ساحل بحر احمر حضرت ضعیف کا شہر
Sapphor	سفار	ظفار	مین میں ایک قدیم شہر

انتخاب از Hogarth. P. ۱۸. Ptolemy's map of Arab

by Sprenger & Bevan. P. ۱۷۴.

یونانی تلفظ	بخط اردو	صحیح عربی نام	کیفت
Adana	عدانا	عدن	ساحل بحر ہند چین میں ایک بندر
Minai	مینائی	معین	مین میں ایک قدیم آبادی
Mariaba	ماریاب	مارب	مین کا قدیم دارالحکومت
Negrana	نگرانا	بخران	مین میں ایک نصرانی آبادی
Chatramoti	کیشروٹی	حضرموت	ساحل بحر جنوبی عرب میں مین کے پاس
Maccala	مکالا	مکالا	جنوب میں ساحل بحر عرب
Gerrhai	گرائی	قریہ	یامین میں ایک شہر
Catabaer	قتابائی	قتاب	قدیم مین میں ایک شہر
x	نشک	نشق	"
Karnaze	قرنائی	قرن	"
Salace	سابی	سا	"
Omanum	عمانوم	عمان	ساحل خلیج فارس پر مشرقی عرب میں ایک صوبہ
Amithoscuta	امیتھوسکوتا	مسقط	عمان کا دارالحکومت

عرب پٹرا اور ذرٹا سے یونانیوں اور رومیوں کو واقفیت تھی کہ ان پر ان کا قبضہ تھا۔ لیکن یہاں دوسری دقت ہے، یعنی عرب آبادیوں کو مٹا کر انھوں نے یونانی نام سے یونانی و رومانی شہر قائم کیے تھے تاہم جن ناموں کے اتحاد و اشتراک کا حامل معلوم ہوا ہے وہ

حسب ذیل ہیں۔

تدمر، سب سے مشہور مقام ان اطراف میں تھا یہ انتہائے شمال میں فلسطین کے پاس عرب کا آخری شہر ہوا، اسفار یہودیہ کہ اس کو حضرت سلیمان نے بنوایا تھا (ملوک اول ۹-۱۹) بطل یہ ایک عربی است کا دارالامارت تھا، رومیوں نے سنہ ۷۰ عین جب اسکو یا تو اس کا نام ”پالمائر“ رکھ دیا،

ربا ت مواب یہ شہر بحیرت کے قریب عرب پٹرا میں موابی عربوں کا دارالحکومت تھا رومیوں نے اس کا نام اریو پولس رکھا تھا، ۳۱۵ عین زلزلہ سے تباہ ہو گیا، یحصر می جبکو رومیوں نے بگاڑ کر بوشرہ بنایا، وہ بھی اسی کے قریب ایک شہر تھا اور ابھی اس کا نشان ہے، یہ ادومی عربوں کا خاص مقام تھا،

الرتیم، اس کو عبرانی ”سلاع“ اور یونانی ”پٹرا“ کہتے ہیں، یہ شمالی عرب میں پہلے میانہ حکومت کے ماتحت ایک دارالامارت تھا پھر بنطی عربوں کا دارالحکومت ہوا، رومیوں کے عہد میں بھی اسکو خاص اہمیت ملی،

ربا ت عمون، عمونی عربوں کا عرب دزرٹا کے شمالی و مشرقی حصہ میں دارالحکومت تھا اسکو یونانیوں نے فلاڈلفیا کا نام بخشا، ۱۰۶ عیسوی صدی ق م اسکو شاہ بطلمیوس فلاڈلفیوس نے دوبارہ تعمیر کیا تھا،

Josephus. Vol. 1. P. 428. 1822

۱۷

Bovan. P. 202

۱۸

۱۹

Josephus. P. 192 Vol. 1. 1822

۲۰

ان لوگوں کو بعض جزائر و سواحل عرب سے بھی واقفیت تھی، تم نے مُکلا کا نام اوپر
 پڑھا ہے، اس کا ذکر بطلمیوس نے کیا ہے، اور اس کی جگہ ۱۳-۴۵ درجہ پر مقرر کی ہے، لیکن صحیح
 مقام ۱۴-۳۰ درجہ ہے،^۱

بطلمیوس سے سو برس پیشتر ایک یونانی مصری نے جس کا نام مجہول ہے، جہاز رانوں
 کے لیے ایک بحری جغرافیہ ترتیب دیا تھا، جس میں اُس نے بحر عرب کی جزائر پر جو عرب کے
 قریب ہند و اسکندریہ کے سر راہ واقع ہیں روشنی ڈالی ہے، وہ پہلے بحر عرب میں عرب کے
 ایک جنوبی ساحل یوڈیمون Eudæmon کا ذکر کرتا ہے، جس کو "عدن" سمجھنا چاہیے
 اس کی نسبت اُس کا بیان ہے کہ مصر و ہند کے درمیان یہ ایک تجارتی منڈی ہے (جیسا کہ اب بھی
 ہے) اس سے آگے بڑھ کر بجانب ہند عرب کی ایک راس کا ذکر کرتا ہے، جس کا یونانی نام
 Syagrus سیاگروس بتاتا ہے، اس کو راس قرطق سمجھنا چاہیے، یہاں اندرون عرب
 میں جانے کے لیے بہت سے جزائر کا سرا یہ پڑا ہوتا ہے، یونانی جغرافیہ نویس "دنیا کی
 سب سے بڑی راس" اس کو قرار دیتا ہے، مین و حضرموت کے قریب ایک جزیرہ ہے
 سقوطہ نام، اُس کا نام یہ ڈائسکرودیس Dioserides بتاتا ہے۔

قبائل عرب

یونانی اور رومانی قوموں کو عرب کے صرف اُن قبائل سے واقفیت تھی، جو سیاسی طاقت
 رکھتے تھے یا تجارت کی راہ سے ادھر ادھر نکلا کرتے تھے، اسکندریہ کے یونانی اور رومی جغرافیہ
 نویس سے اسٹرابو، پلینی، ڈائڈورس اور بطلمیوس نے تقریباً پچاس ساٹھ قبائل کے نام لیے

Forster. Vol. II. P. 292.

۱۵

History of Ancient Geography by Tabor. P. 276. 1897

۱۶

ہیں، لیکن یونان، اسکندریہ و روم جاگرائیکی شکل ایسی بدل گئی ہو کہ پہچاننے نہیں جاتے، صرف چند قبائل ایسے ہیں جو ہزاروں برس کے بعد بھی اپنے وطنی لب و لہجے سے تیز کر لیے جاتے ہیں،

عادر م، عرب کا سب سے قدیم اور مشہور قبیلہ ہے، حضرموت کے پاس اسکا مسکن تھا، قبیلہ کا اکثر حصہ تو یونانیوں سے بھی بہت پہلے تباہ ہو چکا تھا، مگر ایک ٹکڑا پیروان ہود کا باقی رہ گیا تھا، یونانی جغرافیہ نویسوں نے حضرموت کے ایک قبیلہ کا نام *Adramitae* عادمی، ٹائی بتایا ہے، ٹائی صرف قبیلہ ہونے کو ظاہر کرتا ہے، اصل لفظ عادم ہے، جو عادر م کی نہایت صحیح صورت ہے، بعض لوگ اس سے خود ”حضرموت“ سمجھتے ہیں لیکن حضرموت کی یونانی زبان میں یہ شکل *Chatramotitae* خٹرموٹی، ٹائی، اور اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ یہ دونوں نام ایک ساتھ مستعمل ہوئے ہیں اس لیے ظاہر ہے کہ ان سے دو قبیلے مراد لینے چاہئیں، اور اس سے زیادہ بد قسمتی ہمارے مخالفین کی یہ ہے کہ بطلموس نے عادر *Aditae* اور *Oaditae* کا بلا اشتباہ حضرموت بھی ذکر کیا ہے، ثمود، کا بقیہ نقیہ (مومنین صالح) حجاز کے پاس مدین اپنی قدیم جگہ میں اس عہد تک موجود تھا اسکا لفظ جغرافیہ یونان و رومان نے دو طرح کیا ہے *Thamydeni* تما دانی اور *Thamyditai* تما دی، ٹائی، عربی کی ”ث“ عبرانی میں ”ت“ اور یونانی میں ”تہ“ ہو جاتی ہے،

لے ان زبانوں میں قوم و جماعت کو ظاہر کرتا ہے جیسے عربی میں ببنیہ ہی حرون (بنیہ) یہی معنی ظاہر کرتے ہیں مثلاً خفیه، مالکیہ، مرجیہ،

حضرموت، عمد قدیم میں سیاسی و تجارتی دونوں حیثیتوں سے یمن کے ہم پلہ تھا، یونانیوں نے *Chatramulitai* خثرمولٹی، ٹائی کے نام سے اسکو یاد کیا ہے، نبط انجند سے سواحل بحر احمر و عقبہ و بادئہ شام تک کی حکومت مسیح سے دو تین سو برس پیشتر نبط بن اسماعیل کی اولاد کے ہاتھ میں تھی، نبط کی جمع انباط اور نبطیین ہے، نبطیین سے یونانیوں اور رومیوں کو سیاسی تعلقات تھے، انکا نام انکے ان *Nabathaei* ”نبا تہ یائی“ ہے، اور انکا دار الحکومت ”پترا تھا“

قیدار، قیدار بن اسماعیل کا خاندان جس سے خاندان اسلام پیوستہ ہے مسیح سے ایک ہزار برس پہلے سے حجاز کا مالک تھا، یونانی میں اسکا نام، متعدد طریقہ سے لیا گیا، جس میں زیادہ صحیح پینی کا *Cedarni* کیدارنی ہے،

_____ میں کے قبائل *Minaei* ”مین آئی“ یعنی ”معین“ *Sabaei* ”سبا، آئی“ یعنی ”سبا“ *Homeritae* ”حمر، ٹائی“ یعنی ”حمیر“ کا مفصل ذکر ہے، خلیج فارس پر، *Omanitae* عمانی ٹائی یعنی عمانی عرب اور *Gerrhaei* ”گریہ آئی“ یعنی ایل قتر واقع یا مہ کا نام بھی مذکور ہے،

قبیل اسلام، حمیر میں منازرہ اور شام میں غسانہ رانیوں اور رومیوں کے تحت برسر حکومت تھے اسلئے انکا ذکر بھی مفصلاً یونانی تاریخوں میں مذکور ہے، کہ وہ ان دونوں مشرقی و مغربی حکومتوں کی بیچ کی دیوار تھے، اور عرب نہایت قدیم زمانہ سے مشرقی و مغربی امور سیاسیہ میں حد متوسط پر تھے،

Bevan's Ancient Geography. Page. 178 ۷۷

Forster Vol. 2. P. 244. ۷۷ فارسی شرح اس ۷۷

Herodotus Book II. Para. 198. ۷۷

ان قبائل مذکورہ کے علاوہ اور بھی بیسوں قبائل کا قدیم یونانی جغرافیوں میں نشان لگتا ہے جن میں سب سے زیادہ پُر زور اور طاقتور بتائے گئے ہیں بنی زوین - *Bani Zomeneis* سیدی بنی *Sedeni* اور بنو بری *Baunbari* یہ تینوں قبائل سواحل بحر احمر پر خلیج عقبہ سے عسیر تک حجاز و تہام میں متوطن ظاہر کیے گئے ہیں، لیکن ان کے اصلی اور صحیح نام کیا ہیں؟ ان ناموں کا تو عرب میں کوئی قبیلہ نہیں،

ریورنڈ فارٹر کا یہ فرماتے ہیں کہ ہم بغیر کسی "شک و سوال" کے بنی زوین کو بنی عرن سیدی بنی کو حنینہ، اور بنو بری کو کنوان والا قبیلہ تسلیم کر لیں، اسکی مضحکہ خیز دلیل جنرل مروج یہ دیتے ہیں کہ تقریباً دو ہزار برس کے بعد برکمارٹ اور نیو بہر گزشتہ صدی کے یورپین سیاحوں نے ان مقامات میں انھیں قبیلوں کو دکھایا ہے؛ حالانکہ صاف ظاہر ہو کہ زوین، خزیمین، سیدی بنی، حنین، اور بنو بری نیو بری خزیمہ حجاز میں سید اور بری دیگر اطراف میں مشہور قبائل ہیں،

سب سے زیادہ زور ریورنڈ فارٹر بنی زوین پر دیتے ہیں اور یہ تسلیم کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کا مسکن حجاز بنین بلکہ خلیج عقبہ تھا، اور یہ اسلئے کہ سسلی کے ڈاکٹر رس نے جو مسیح سے سولہ برس پہلے تھا لکھا ہے کہ "بنی زوین کے ملک میں ایک معبد عجیب کی تمام عرب عزت کرتے ہیں" اس معبد کو ان جملے یورپ نے جکے نام کا پہلا جزو ریورنڈ بنین (غیر یورپی) کا عبہ سمجھا ہے، بلکہ تعجب ہے کہ ایک ریورنڈ نے بھی اپنے قدیم نقشہ حجاز فیہ میں بنی زوین کو خاص حجاز میں کہ سے مدینہ تک پھیلا یا ہے!

۱۷۰۰ بر عربی میں کنوان کو کہتے ہیں، اسلئے بری کے بھی وہ کنوان کے معنی سمجھتے ہیں،

۱۷۰۰ دیکھو کارلائل کا رسالہ "ابطال" فصل بطل البتہ، اور گین باب ۴۰،

ہر حال اسکی بحث کہ اس معبد سے کعبہ کیون نہ سمجھا جائے اپنے موقع پر آئیگی، یہاں حضرت قبائل کے مسکن اور اسکی حقیقت سے بحث ہو، اس کے فیصلہ کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہو، ناموں کی مناسبت و قربت اور قبائل مذکورہ کا زمانہ وجود، ہم ذیل میں اس قسم کے یونانی الہجہ ناموں کا ایک نقشہ دیتے ہیں، گو بیکار ہو،

تلفظ یونانی بخط انگریزی	تلفظ یونانی بخط فارسی	اصل عند فارسی	اصل عند المصنف
Banikomenies	بنی زومین	بنی عمران	بنی خزیمہ (یا) خزیمین
Sideni	سیدینی	جمینہ	بنو سید (یا) سیدین
Banubari	بنی بری	بنو بڑ (کنوان لے)	بنو بربر
Arosi	ارسائی	بنی استان	*
Cinaidocalpttai	کینائڈوکوپٹائی	*	*
Debar	ڈیبائی	زبید	ضبہ
Carbai or Corban	کربایا (یا) کرثینی	حرب	*
Canraitai	کانرٹائی	*	*
Dachareni	ڈاخارینی	بنو زہر	بنو سحر
Cassanilai	کسانیٹائی	*	بنو عثمان
Gasandē	گاسانڈی	*	بنو کیسان
Dosoreni	ڈوسارینی	*	دوسر
Dorni	ڈارنی	دارن (۹)	بنو دارم

تلفظ یونانی بخط انگریزی	تلفظ یونانی بخط فارسی	اصل عن فارسی	اصل عن لصف
<i>Mocorotai</i>	موکوریشائی	اہل مخا (بند زمین)	
<i>Elisari</i>	الیساری		
<i>Elamittai</i>	الامیٹاری	بنی یام	بنو عیلام
<i>Cagulatai</i>	کینولیشائی	بنو غیلان	
<i>Saritai</i>	ساریٹائی		
<i>Tomabel</i>	ٹومابیل		بنو تیمم
<i>Sapharetai</i>	سفاریٹائی	اہل سفار	
<i>Oaditai</i>	اوڈیٹائی		عاد
<i>Homeritai</i>	ہوموریٹائی	حمیر	
<i>Adramitai</i>	آدرمیٹائی	حضرموتی	عادام
<i>Maphoritai</i>	مافوریٹائی		
<i>Lainitai</i>	لائینٹائی	لحیان	
<i>Chaldai</i>	خالڈائی	بنو خالد	
<i>Iolositae</i>	ایولسٹائی		
<i>Abucaci</i>	ابوکائی		
<i>Lenitai</i>	لینیٹائی		
<i>Themi</i>	تیمی		تیم
<i>Hamarenz</i>	زامارینی	شمر	شمر

تلفظ یونانی بجا انگریزی	تلفظ یونانی بجا فارسی	اصل عند فارشر	اصل عند مصنف
<i>Seenitai</i>	سینیتائی		
<i>Saraceni</i>	ساراسینی	اہل کوه سروات (سرواتیین)	
<i>hamareni</i>	ہامارینی		بنو حمر
<i>Nabathasi</i>	ناباتائی	نبطیین	
<i>Thimanei</i>	تھیمانئی		اہل تیار
<i>Masaemanes</i>	ماسامینس		
<i>Vadini</i>	وادینی		
<i>Astapeni</i>	استپینی		
<i>Katanitai</i>	کٹانیٹائی		
<i>Kanutai</i>	کٹوتائی	قبیلہ تنوخ	
<i>Manitae</i>	مانیٹائی	اہل منی (واقع کہ)	معین (واقع مین)
<i>Salapeni</i>	سلاپینی		بنو سلف
<i>Achoali</i>	اچاولی		بنو عجل
<i>Minaet</i>	مینایت	اہل منی (واقع کہ)	معین (واقع مین)
<i>Sabaei</i>	سابائی	سبا	
<i>Architai</i>	ارخیٹائی		
<i>Hythibaniatae</i>	کیتیٹانیٹائی	بنو قحطان	قنابین (قنابین)

تلفظ یونانی بخط انگریزی	تلفظ یونانی بخط فارسی	اصل عند فارستر	اصل عند المصنف
<i>Madasara</i>	مڈاسارا		
<i>Sophanitari</i>	سفانی ٹائی	بنوسفیان	
<i>Docharemoi nai</i>	واخری موثرائی	دارالعترا مطہ	
		(واقع بحرین)	
<i>Olomeotae</i>	عیلاموٹائی	بنو عیلام	
<i>Omanitai</i>	عمانی ٹائی	اہل عمان	
<i>Jobaritae</i>	جو باری ٹائی		
<i>Chatramatae</i>	ختر مٹائی	اہل حضرموت	

عربوں اور رومیوں کے تعلقات تعارف میں ایک اور واقعہ پہلے یونانی وردی اور اب یورپین ارباب قلم میں نہایت آب و تاب سے ذکر کیا جاتا ہے وہ ایک رومی سردار آلیوس گالیوس *Aelius Gallus* کا پہلی صدی عیسوی میں عرب پر حملہ ہے، وہ کہا تک گیا؟ اُسے کیا کیا؟ کیوں واپس آیا؟ اور اس سے کیا فائدہ ہوئے؟ اگر ایک چیز کا جواب یورپین مصنفین نہایت مزہ لے لیکر دیتے ہیں، اور ایک نے تو عالم نشاط میں یہاں تک لکھ دیا کہ وہ مکہ تک پہنچ گیا تھا، اور اس حملہ کا نام ”اکتشاف ارضی ہرکھا گیا ہے“ ہم اس مضمون پر سلسلہ تاریخ میں اپنے موقع پر بحث کریں گے۔

Forster. Vol. II. Part. II.

۱۱ منتخب از

Forster. Vol. II. Part. II. Sect. VI.

۱۲

عرب مشرق کو نہیں ملے کہ بحرین میں قرامطہ کا وجود بظاہر ۱۰۰۰ برس بعد ہوا ہے

﴿جغرافیہ عہد قرآن﴾

ملک عرب کا ملک حدود طبری کے لحاظ سے ایک جزیرہ نما ہے لیکن اہل عرب اسکو ہمیشہ جزیرۃ العرب کہتے ہیں، اور اس کو وسط سمورہ عالم یقین کرتے ہیں اسکی تصدیق تحقیق جدید سے بھی ہوتی ہے کہ وہ درحقیقت دنیائے قدیم کے قلب میں واقع ہے اس سے قریب ترین ممالک مشرق میں فارس جنوب میں ہندوستان، مغرب میں حبشہ، سودان اور مصر اور شمال میں ملک شام، الجزائرہ اور عراق ہیں،

حدود عرب،

عرب جغرافیہ نویسوں نے اسکی تجدید اسطرح کی ہے، "مغرب میں بعض اجزائے بادیشام از مقام بلقاء تا مقام ایلمہ قریب عقبہ، مغرب و جنوب میں بحر احمر، از مدین و جدہ تا سواحل یمن، مشرق میں بحر ہند از عدن و ظفار تا امرہ، مشرق میں بحر عمان و خلیج فارس از امرہ و عمان و بحرین تا بصرہ و کوفہ اور شمال میں نہر فرات تا بلقاء،"

جدید طرز میں صاف طور سے یوں کہنا چاہیے کہ مشرق میں اسکی حد خلیج فارس سے شروع ہو کر بحر عمان کو طے کر کے بحر ہند پر ختم ہوتی ہے، بحر ہند عرب کے تمام جنوبی حدیں ہیں، مغربی و شمالی گوشہ عرب میں بحر ہند پر ختم ہوتا ہے، جسکو میر ڈیٹس وغیرہ قدیم اہل جغرافیہ خلیج عرب کہتے ہیں جو عرب کی مغربی حد بندی گوشہ مغربی و شمالی سے گوشہ مغربی و جنوبی میں خلیج عقبہ تک کرتا ہے اور جس سے حبش و مصر کی سرزمین عرب سے علیحدہ ہو جاتی ہے،

The penetration of Arabia D.G.Hogarth 1904

خلیج عقبہ جنوبی گوشہ میں جزیرہ نمائے سینا اور عرب کو ایک فاصلہ قریب تک باہم علیحدہ کرتا ہے
اس کے اختتام پر شام کی حد شروع ہوتی ہے اور بادیہ شام کو قطع کر کے جنوب میں نہر فرات
کے ساتھ ساتھ مشرق کی طرف پھر مشرق و شمال کی سمت میں بصرہ کے پاس اگر خلیج فارس
پر منتہی ہوتی ہے اس تفصیل سے بظاہر ہو گیا ہو گا کہ عرب کی مشرق میں خلیج فارس و بحر عمان جنوب
بحر ہند، مغرب میں بحر احمر مغربی شمالی میں خلیج عقبہ شام اور فلسطین اور شمالی و مشرقی میں
نہر فرات واقع ہے،

آپ نے دیکھا کہ عرب جغرافیہ نویسوں کا عرب عبرانی، یونانی اور رومانی جغرافیہ
نویسوں سے چھوٹا ہے، کیونکہ اس میں جزیرہ نمائے سینا اور بعض اجزائے عرب شام شامل
ہیں، بات یہ کہ یونانیوں نے ان ٹکڑوں پر قبضہ کر لیا تھا اور تا اسلام عرب اس پر قابض نہ ہو سکے
اس پر عربوں نے اس کو اپنی مملکت سے خارج سمجھ لیا۔ ورنہ حدود طبعی اور جنسیت آبادی کے
محاط سے وہ کبھی خارج نہیں ہوا،

مساحت عرب عرب جغرافیہ نویس عموماً مساحت کا بیان زیادہ رقمائے کرتے ہیں،
ابوالقدار نے تقویم البلدان میں عرب کی مربع مسافت سات ہزار گیارہ دن کی بیان کی ہے
ازرے جدید تحقیق کو حقیقی طور سے عرب کی پیمائش نہیں ہوئی تاہم وسعت کے لحاظ سے
عرب چھوٹا ملک نہیں ہے وہ جزیرہ نمائے ہندوستان سے بڑا اور کمالک جزیرہ یعنی دفرانس سے
چار گونہ زیادہ ہے شمال سے جنوب کی جانب پورٹ سعید (یا العریض) سے عدن تک طول

۱۵۰۰ میلین اس ایکویڈیا ریا ایکواطریج جدید لکھتے ہیں "عرب کی شمالی تحدید شکل پر تحقیق العریض سے شروع کرتے ہیں
شمال میں سرطین و میانہ و بیت المقدس و خلیج عقبہ و بحر احمر و شمال کی طرف شام کے قریب و بحر شرقی جانب کھارافرات
اور بحر شمالی و مشرقی و اتر شمال عرب پر طلیح فارس، بحر شام عرب میں داخل ہے، مضافاً میں ۱۵۰۰ و ۱۶۰۰

۵۰۰ میل اور مغرب سے مشرق کی جانب پورٹ سے فرات تک عرض ۶۰۰ میل ہو اور مروجہ
رقبہ ۱۲۰ میل مربع،

طبعی حالات،

عرب کا ملک اس مسعت کے باوجود زیادہ تر بے آباد خشک، شور اور ریگستان
ہو، تمام ملک میں پہاڑوں کا جال ہو، جا بجایا آب و گیاہ صحرا میں حقیقی دریا کا وجود نہیں عموماً
پہاڑ کے چشموں وادیوں کے پانی اور میدان کے کوئوں پر گزر ہو، آب و ہوا کے لحاظ سے یہ
نہایت گرم ہو، میدانوں میں باوجود موسم چلتی ہو تو کوسوں تک زندگی و شور ہو جاتی ہو، کبھی اسکے
ساتھ جب ریگ کا طوفان ہو اپر اڑتا ہو تو پورا قافلہ کا قافلہ، آبادی کی آبادی ریگ کے
بھیر کے نیچے دب جاتی ہو، اسی لیے ملک عرب میں بغیر واقعہ کا موسم و ہوا، اور دھناے آبادی
و صحرا سفر نہایت خطرناک ہو،

اس ملک کا سب سے بڑا صحرا شمالی حد میں شام و عرب کا درمیانی ریگستانی میدان ہے
جسکو عرب بادِ شام اور غیر عرب بادِ عرب کہتے ہیں، دوسرا ریگستان جنوبی حد میں بین عمان
اور یامامہ کے درمیان ایک ناقابل آبادی بے آب و گیاہ وسیع صحرا ہو جسکو دہنا و صحرا عظمیٰ
اور ربع خالی کہتے ہیں، اسکی ایک نوک بحرین اور نجدین سے گذر کر صحراے شام میں مل جاتی
ہو، یہ صحرا طویل میں دو درجہ اور عرض میں ڈیڑھ درجہ ہو، اور مجموعی رقبہ اس کا تقریباً ۲۵
میل مربع ہو،

اس ملک میں سب سے بڑا طویل السلسلہ پہاڑ جبل السراۃ ہو، جو جنوب میں حین سے شروع
ہو کر شمال میں شام تک چلا گیا ہو، اسکی سب سے بڑی چوٹی فیٹ بلند ہو، حجاز کا
سب سے مشہور پہاڑ جبل المدنی، طائف کا جبل الکرا، نجد کا جبل عارض و طریق و مشرق کا

جبل سلی اورین کا جبل کوکبان، جبل کوکبان کی بلندی کہیں کہیں سطح آب سے ... فیٹ بلند ہو،

عرب میں جیسا کہ ہم نے ابھی کہا ہو کوئی دریا نہیں لیکن عجیب قدرت خداوندی ایسا کہ میان کے پہاڑوں سے ہمیشہ چشمے جاری رہتے ہیں جن سے دامن کوہ اور وادیان عموماً مسکین و شاداب رہتی ہیں، کبھی کبھی یہی چشمے پھلکے تھوڑی دور تک ایک مصنوعی دریا بن جاتے ہیں پھر وہ یارگیستان میں جذب ہو جاتے ہیں یا سمند میں مل جاتے ہیں، ملوک عرب نے ان چشموں کے روکنے کے لیے بند بنائے تھے، کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہو کہ چشمے اتفاقاً ابل کر بصورت سیلابی خطر ہو جاتے ہیں، عرب کے وہ مقامات اور صوبے جو سواحل بحر پر واقع ہیں عموماً مسکین و شاداب ہیں خصوصاً مین کا صوبہ جو بحر ہند اور بحر احمر کے ساحل پر واقع ہو نہایت زرخیز ہو، اور یونانیوں میں اسی سے وہ زرخیز عرب کے نام سے مشہور ہو، عمان، حضرموت، نجد تہاما اور حجاز میں طائف عرب کے بہترین اقطاعات ہیں،

۷

حاصلات عرب،

عرب کی پیداوار زیادہ تر کھجور، حبیب اور ہر قسم کے بہترین نوع کے فواکہ ہیں، کہیں کہیں زراعت بھی ہوتی ہو، اقوام قدیمہ میں عرب کی شہرت اُسکے طلائی و نقرئی معدن اور بخورات اور خوشبودار اشیاء کی جلنے پیدایش ہو نیکی بنا پر تھی۔ ہیرودوٹس مع تاریخ یونان کی تاریخ میں عرب کی خصوصیت خاص طور سے نمایان کی گئی ہو، اور تورات تو ملک عرب کے سونا، چاندی اور بخورات کے ذکر سے بھری پڑی ہو، مسلمانوں میں ہمدانی نے اپنے جغرافیہ میں معادن عرب کا نشان دیا ہو، علمائے یورپ میں برٹن Burton نے

میدین کے طلائی معادن پر *The Goldmines of Midian* کا خاص ایک کتاب لکھی ہے،

عمان و بحرین کے سوا حل موتیوں کی کانیں ہیں جہاں ہر سال ہزاروں غواص دریا سے موتیوں کے نکالنے میں مشغول رہتے ہیں لیکن انکی محنت کا ثمرہ موتیوں کے عرب تاجر کم اور انگریزی کمپنیاں زیادہ تر حاصل کرتی ہیں اسلئے میں بحرین کے موتیوں کی لاگت لاکھ پونڈ کے قریب اندازہ کی گئی ہے،

حیوانات کے لحاظ سے بھی عرب بہترین ملک ہے، عرب کے گھوڑے حسن شکل اور باورقاری میں دنیا میں اپنا جواب نہیں رکھتے، اونٹ عرب کی خاص چیز اور ایک عرب کی زندگی کا حقیقی رفیق ہے، انکے علاوہ ہرن شیر اور دیگر حیوانات بھی عرب میں بکثرت پائے جاتے ہیں، ہیر و ڈھیس نے عرب کے اٹرنے والے اور قاتل سانپوں کا ذکر کیا ہے، جسکی تصدیق حضرت موسیٰ کے کلام سے بھی ہوتی ہے، لیکن شاید اب ان کا وجود نہیں،

اقلع عرب | عرب جغرافیہ نویسوں نے ملک کو اُسکے حدود طبعی کی بنا پر تقسیم کیا ہے عرب عراق و عرب شام کو چھوڑ کر حسب ذیل پانچ صوبوں پر تقسیم ہے، تہامہ، حجاز، نجد، یمن، اور عروض،

اس تقسیم کا اصل معیار جبل السراۃ قرار دیا گیا ہے، جو عرب کا سب سے بڑا طویل السلسلہ پہاڑ ہے، یہ سلسلہ انتہائے شمال یعنی تہرا شام سے شروع ہو کر انتہائے عرب یعنی یمن میں منتهی ہوتا ہے اس سلسلہ نے عرب کو مشرقی و مغربی دو طبعی حصوں میں منقسم کر دیا ہے، مغربی حصہ مشرقی حصہ سے چھوٹا ہے، وہ عسناد امن کوہ سے سوا حل بحر اتر تک، اور طولاً حدود عرب شام سے حدود یمن

تک پہنچ چلا گیا ہو، اس حصہ کا نام حجاز ہو، حجاز کا جنوبی حصہ بطرف یمن جو نشیب و پست ہو
 تہامہ اور غور کہلاتا ہو جسکے معنی پستی کے ہیں، مشرقی حصہ عموماً بلند اور فراز ہے اور وہ کوہ سرقا
 سے اتر کر وسط ملک کو طے کرتا ہو عراق تک پہنچا گیا ہو اس حصہ مشرقی کا نام نجد ہو جسکے معنی
 فراز و بلند کے ہیں، تہامہ اور نجد کے درمیانی اور کوہستانی حصہ کو حجاز اس لیے کہتے ہیں کہ
 وہ دونوں ملکوں کے درمیان ایک حاجز (حاجب) اور پردہ ہو، عراق اور جنوبی حدود نجد
 سے خلیج فارس تک یمامہ، عمان اور بحرین وغیرہ جو قطعہ ملک ہو اُس کو عروض (ترجمہ)
 کہتے ہیں، کہ وہ ترجمہ اور نسیم واقع ہوا ہو، حجاز نجد اور عروض کے بعد جنوبی حصہ میں اہل بحر احمر سے
 سواحل بحر عمان تک سواحل بحر عرب وہ قطعہ ملک ہے جو اپنے یمن و برکت اور زرخیزی کی بنا پر
 یمن کے نام سے مشہور ہو،

لیکن اب بہت سے اہل جغرافیہ کے نزدیک تہامہ کوئی مستقل صوبہ نہیں بلکہ وہ
 حجاز کا ایک ٹکڑا ہو اس بنا پر عرب کے حسب ذیل صوبے قرار دیے جاسکتے ہیں، عروض
 نجد، یمن اور حجاز ان چاروں صوبوں میں سے ہر صوبہ متفرق چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر
 منقسم ہے،

عروض

عروض جیسا کہ پہلے ہم نے بتایا ہو، وہ قطعہ ملک ہو، جو مشرقی نجد اور حدود عراق سے
 سواحل خلیج فارس تک پھیلا ہوا ہو اس صوبہ میں یمامہ، بحرین اور عمان تین اقطاع ہیں بحرین
 اور عمان ساحل بحر فارس پر واقع ہیں اور یمامہ بحرین اور عمان کے پار نجد، حجاز اور یمن کے
 وسط میں ہے

اسیس کے حدود اور بعد میں مشرق میں عمان اور بحرین، مغرب میں حجاز اور بعض حصہ بحرین جنوب میں احقاف یا الریح الخالی شمال میں نجد، یامہ کا وہ حصہ جو نجد سے متصل ہے، آباد و سرسبز ہے۔ یامہ کی قدیم تاریخ یہ ہے کہ وہ قبائل طسم و جدیس کا مسکن تھا، حجر یا قریہ، اور جدہ ان قبائل کے عہد میں یامہ کے مشہور شہر تھے، یامہ میں طسم اور جدیس کی بعض عمارات اور قلعوں کے آثار زمانہ اسلام تک باقی تھے، جن میں سب سے بڑی عمارتیں قصر تموس، قصر معرق تھیں۔ یہ شہر حجر جب کا نام القریہ پڑا، ان قبائل کی حکومتوں کا صدر مقام تھا، زرقاء جسکی نسبت مشہور ہے کہ وہ بہت تیز نگاہ تھی، دشمنوں کی فوج کو تین روز کی مسافت سے دکھیتی تھی اسی یامہ کی لڑائی تھی، مشہور قبیلہ ربیعہ کی بعض شاخیں عہد قدیم سے یہاں آباد تھیں، ابن خلدون نے لکھا ہے کہ جو عمل کی آبادی بھی یہاں تھی،

قریب زمانہ اسلام اس سرزمین میں عرب کا ایک مشہور قبیلہ بنو حنیفہ بستا تھا، جو بحرین وائل کی ایک شاخ تھا، بنو حنیفہ دس صدی میں خدمت نبوی میں حاضر ہوئے، عہدت کیشی کا اظہار کیا، اسی ملک و قبیلہ کا فرزند میلہ تھا جس نے آخر عہد نبوی میں اوعالے نبوت کیا اور حضرت ابو بکر کے عہد میں ایک جنگ عظیم کے بعد وحشی کے ہاتھ سے مارا گیا، بنو اسد کا ایک مشہور قبیلہ اسلام سے تقریباً ایک صدی پیشتر یہاں آباد تھا، جو حکومت کے لحاظ سے کندہ کا ماتحت تھا،

۲۔ بحرین جب کا دوسرا نام الاحساہ ہے، ایک ساحلی مقام ہے اسکے اوپر عراق، اسکے نیچے عمان، اسکے مغربی پہلو پر یامہ اور شرقی جانب فلج فارس واقع ہے، بحرین موتیوں کے لیے مشہور ہے، اسکے جزائر اور سواحل موتیوں کی کان میں، جہاں ہر سال ہزاروں کشتیان اور ہزاروں غواص موتیوں کے کالنے میں مشغول رہتے ہیں،

قبیلہ جدیس جو قسم کو ساکر عامہ کا مالک ہوا تھا، حسان شاہین کے حملوں سے بھاگ کر
 سین پناہ گزین ہوا تھا، بعد کو عدنانی قبائل میں سے قبیلہ عبد القیس کا یہ مسکن ہوا، بعض قبائل
 ربیعہ بھی یہاں آباد تھے، چھٹی صدی عیسوی میں بحرین اہل فارس کے قبضہ میں تھا، اور ان کی
 طرف سے منافرہ جو عراق (حیرہ) اور اسکے آس پاس کے ملک میں ایرانیوں کے نائب
 تھے، بحرین کے حاکم تھے، طرفہ جو عرب کا ایک مشہور شاعر تھا آل منذر کے اشارہ سے سین
 قتل ہوا، سہمین بیان کا حاکم منذر بن سادی تھا، جو پیغام اسلام پہنچنے پر اپنی تمام عرب عیال
 کے ساتھ مسلمان ہو گیا، اور بیان سے بنو عبد القیس کا ایک بڑا حاضر خدمت نبوی ہوا۔

بعد اسلام اس ملک میں سب سے بڑا واقعہ یہ ظاہر ہوا کہ قرامطہ جو نیم مسلمان مجوسی تھے
 انکی طاقت کامر کوہ فارس کے قرب کی بنا پر یہی ملک تھا،

۳۔ عمان، بحرین کے بعد سلج فارس سے ہنجر بحر عمان کے ساحل پر واقع ہے، مشرق
 جانب بحر عمان، مغرب کی طرف راجع الخالی، جانب جنوب بحرین جانب شمال شحرین،
 ساحلی مقامات نہایت آباد اور سرسبز ہیں، جبل اخضر یا نکاسب سے بڑا پہاڑ ہے، جسکی بلندی
 ۳۰۰۰ فٹ ہے، ملک عمان کے پہاڑ معدنیات سے اور اسکے دریا موتیوں سے اور انکی اودان
 غلہ، نواکہ اور خوشبودار لکڑیوں سے مالا مال ہیں، عمان کے گھوڑے، گائیں اور بکریاں
 بھی مشہور ہیں،

مورخین عرب کا بیان ہے کہ عمان، عمان بن قحطان کی طرف منسوب ہے، لیکن بروایت
 تورات یہ عمان بن لوط کی طرف منسوب ہونا چاہیے، قبیلہ ازاو جسکو اسد بھی کہتے ہیں قبل اسلام
 اسکی ایک شاخ یہاں آباد تھی، آجکل یہ ملک ایک مستقل ریاست ہے جو جاکاپاہ تخت مقطع ہے،

اہل ملک زیادہ تر باطنی طریقہ کے خارجی ہیں، ملک کا رقبہ کم از کم ۸۰ ہزار میل مربع اندازہ کیا جاتا ہے،



نجد وسط عرب میں ایک سرسبز و شاداب اور بلند و فراز قطعہ ملک ہے، سطح آب سطح البحر ۱۲۰۰ میٹر بلند ہے اور تین طرف سے بے آب صحراؤں سے محیط ہے، اور اسی لیے وہ اجنبی نفوذ اور بیرونی اثرات سے محفوظ ہے، اُس کے شمال میں صحرا ہے شام، مغرب میں صحرا ہے حجاز، مشرق میں صحرا ہے دہنا، اور جنوب میں صوبہ یامامہ،

نجد عرب کے مشہور قبیلہ بکر بن وائل کا مسکن تھا، کلیب جس سے بڑھکر عرب جاہلیت کے نزدیک کوئی سحر زہین ہوا، بکر بن وائل کا سزا تھا، جس کے قتل کے بعد انتقام کیلئے بکر و تغلب میں چالیس برس تک آتش جنگ مشتعل رہی، یہیں کندہ کے نام سے ایک چھوٹی سی عربی حکومت قائم ہوئی، جو مناذرہ ملک حیرہ کی ہمسری کا دعویٰ رکھتی تھی، قباد پر زوشیردان نے جب مزدکی مذہب اختیار کیا تو مناذرہ کے مقابلہ میں شہنشاہ فارس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے شاہان کندہ نے بھی اس مذہب کو اختیار کر لیا تھا، اور آخر یہی امر انکی تباہی کا باعث ہوا،

عربی زبان کو نجد کی آب و ہوا سے عجیب و غریب مناسبت ہے، مہملہ جو عربی شاعر کا آدم کہلاتا ہے، اسی نجد کی خاک سے پیدا ہوا تھا اور کلیب مذکور کا حقیقی بھائی تھا، امرا القیس جو عرب کا ملک الشعراء تھا اسی نجد کی حکومت کندہ کا آخری شاہزادہ تھا، اور آج بھی جبکہ امتداد زمانہ اور اختلاط اقوام کے سبب سے فصیح عربی زبان کا تمام جزیرہ عرب میں کمین و جود نہیں، یہاں کے پہاڑوں میں قدیم فصیح عربی زبان بلا اختلاط موجود اور محفوظ ہے،

نجد، عہد قدیم سے قبائل عدنانیہ کا مسکن ہو، آخر عہد میں کہلاتی قبیلہ کی مشہور
 معروف شاخ طی اجداد طی کی پہاڑیوں میں آباد ہو گئی تھی، جنکو شعراے طی نے ہمیشہ فخر
 کے ساتھ یاد کیا ہو، پچیسویں صدی عیسوی میں جو ظہور اسلام کا زمانہ ہو، نجدین غطفان کا قبیلہ بتاتھا
 جسکی تاویب کے لیے خود آنحضرت صلعم مع صحابہ کرام میں نجد تشریف لائے تھے،
 اس مہم کا نام اہل سیرت کے ان غزوہ ذات الرقاع ہو، قبیلہ ہوازن اور سلیم، نجد کے مغربی
 حصہ پر قابض تھا، قبیلہ حطیم کی بھی ایک شاخ نجد میں تھی،

آج کل نجد شمر، قیسیم اور عارضین حصوں میں منقسم ہو کر دوشوخی کے زیر حکومت ہو گیا
 ہو، شمالی حصہ جو صحراے شام و عراق و حجاز کے متصل ہو شمر کہلاتا ہو اور کبھی اپنے دارالامارۃ
 حائل کے نام سے حائل بھی پکارا جاتا ہو، جبل شمر اور جبل سلمیٰ اور کچھ وادیان اس تقسیم میں داخل
 ہیں، پہاڑی خود و نمرون سے وادیان شاداب رتی ہیں، قیسیم کا نصف شمالی حصہ حکومت شمر
 میں داخل ہو، شمر کی حکومت آج کل آل شہید کے قبضے میں ہو، آبادی کا تخمینہ تین لاکھ ہو،
 شمرین پہلے قبیلہ طی کی ایک شاخ شمر آباد تھی جسکے نام سے یہ ملک موسوم کیا گیا ہو،

عارض جو مین صوبہ احقان کے متصل ہو نجد میں کہلاتا ہو اور آج کل نجد سے عموماً یہی
 سرزمین مراد لی جاتی ہو، امیر نجد آل سعود ہو جسکے دارالامارۃ کا نام مدینۃ الریاض ہو قیسیم کا جنوبی
 حصہ اسی حکومت کے تابع ہو، نجد کا یہ حصہ شمر سے زیادہ سرسبز و شاداب ہو، محمد بن عبدالوہاب
 نجدی کے اثر سے عارض کے باشندے زیادہ تر اہل حدیث ہیں، اور انکی مردم شماری
 بیش و کم ۵ لاکھ ہو،

نجد کے پھول، گھوڑے اور اونٹ مشہور ہیں، ہر قسم کے میوے یہاں کثرت سے
 پیدا ہوتے ہیں، وادیوں اور پہاڑوں کے واسطے میں زراعت بھی ہوتی ہو۔

(مین)

مین عرب کا سب سے زیادہ سرسبز سب سے زیادہ آباد سب سے زیادہ وسیع اور سب سے زیادہ ہمدن ملک ہے، اور قبل اسلام و بعد اسلام مرکز علم رہا ہے، اسکی تاریخ نہایت قدیم ہوا سیلے اکثر مہجول ہے، عمارات اور قلعوں کے آثار یہاں نہایت کثرت سے پائے جاتے ہیں، جو قدیم شاندار تمدن کا پتہ دیتے ہیں، قرب وجوار کی سلطنتوں نے مثلاً روم، فارس اور جتہ و اسپر متواتر حملے کئے ہیں اور کبھی فتح بھی کیا ہے، یونانی اور رومی مورخین کے پاس مین کے متعلق بعض اہم معلومات ہیں، اور کچھ معلومات آثار قدیمہ کی مدد سے یورپین علماء آثار (ارکیالوجسٹ) نے حاصل کیے ہیں،

صوبہ مین کے حدود طبعی یہ ہیں، گونا گویں حدود حکومت مختلف زمانہ و حکومتیں مختلف رہی ہیں، جنوب میں بحر عرب، مغرب میں بحر احمر، شمال میں حجاز، نجد اور یامامہ اور مشرق میں عمان، بحرین، اس ملک کی ابتدائی تاریخ جیسا ہم نے پہلے بیان کیا ہے قدامت کی تاریکی میں مخفی ہے، جہاں تک معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اس سرزمین کے مختلف اقطاعات میں، وقتاً فوقتاً عمالین، اہل معین، عاد، سبأ، اور حمیر کی عظیم الشان سلطنتیں قائم ہوئی ہیں جنہوں نے بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کیں، جنگی عظمت کے آثار اب تک باقی ہیں، ترقی زراعت کے لیے وادیوں میں بڑے بڑے بند آب بنائے جن میں سب سے زیادہ مشہور سد مارب ہے جسکا قرآن مجید میں بھی ذکر ہوا ہے، ہندوستان، فارس، حبش، مصر اور عراق کی تجارتیں انہیں کی رسالت سے قائم تھیں، پہاڑوں سے معدنیات اور جواہر نکالتے تھے، سامان عطریات و نجورات لے کر ان بیانات کی تفصیل تھیں اہل العرب میں ہوگی،

انھیں کہ مکہ تمام مہذب ممالک میں پہنچا تھا، آخر عہد میں تقریباً ستر برس کیلئے اہل حبشہ میں بچ قابض ہو گئے تھے جنکو آخر کار اہل فارس نے یمن سے نکال دیا اور خود قابض ہو گئے، ظہور اسلام کے وقت اہل فارس کی طرف سے باذان یہاں کا گورنر تھا، جو ششہ میں مسلمان ہو گیا، بقیہ اہل یمن جو زیادہ تر مذہب یا ہودی تھے، مسئلہ میں داعی اسلام حضرت علیؑ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، ہمدان یمن کا ایک مشہور قبیلہ تھا، تمام قبیلہ صرف ایک دن میں شرف اسلام سے مشرف ہوا،

یمن کے قدیم مشہور مقامات کے نام یہ ہیں، معین، مارب، ظفار، شبیان، اَوَّال، براقش، نقش، خولان، قرن، شبوہ، عمران، صنعاء وغیرہ، ان میں اب اکثر مقامات یران یا دریائے ربیع میں غرق ہیں بعض موجود ہیں لیکن اُنکے قدیم نام متروک ہیں، ملک کی کثرت آبادی و سرسبزی کا اندازہ اس سے ہو گا کہ ملک کی تقسیم پہلے جن صوبوں پر تھی اور جب کہ اہل عرب مخالف کہتے ہیں مویخ یعقوبی نے اُنکی تعداد ۴۴۰ بتائی ہے، یمن کی بڑی بڑی قبیلہیں حسب ذیل ہیں،

حضرموت، احقاف، صنعاء، بخران، عمیر، جو علی الترتیب مشرقی جنوبی حدود یعنی حضرموت سے جنوبی مغربی حدود یعنی حجاز تک سواحل بحر ہند و بحر احمر پر واقع ہیں،
۱۔ حضرموت ساحل بحر ہند پر واقع ہے، شمال میں بحر ہند، جنوب میں الریم الخالی و الریم الاحقاف اور مغرب میں صنعاء کے یمن، یہ ایک نہایت قدیم آبادی ہے، قطان یا یقطان جو یمن کا پورا ول تھا، اُسکے بارہ بیٹوں میں سے ایک کا نام توراش نے حضراوت بتایا ہے، اس پناہل تاریخ یقین کرتے ہیں کہ یہ قطعہ ملک اپنے باشندہ اول حضراوت بن قطان کے

ہام سے منسوب ہو، اہل حضرموت نے ایک مستقل حکومت بھی قائم کر لی تھی جسکی مختصر تاریخ
موتیخ ابن خلعدون نے بیان کی ہو، عاودنمود کے قبائل کا اصلی مسکن بھی یہی تھا، عاود
کا قبیلہ بیان سے ذرا ہٹ کر احقاف میں بس گیا اور نمود حجاز کے پار جا کر آباد ہوا، بالفعل حضرموت
ایک مستقل قطعہ ملک کی حیثیت سے ایک مستقل امام کے ماتحت ہو، شادابی اور سرسبزی
میں ضما ئے میں سے کم نہیں ہو، اور عود قافلی وغیرہ یہاں کے نباتات مشہور ہیں، سال بسال
حضرموت میں سوق الرابیع کے نام سے ایک بازار لگاتا تھا، اور اسی کے متصل شہرہ
میں دوسرا بازار لگاتا تھا،

۲۔ بلاد الاحقاف یا مائہ عمان و بحرین حضرموت اور مغربی میں کینچ نیچ حصہ اعظم الدہان
یا بیج خالی کر نام سے واقع ہو گو وہ قابل آبادی نہیں لیکن اسکے اطراف میں کہیں کہیں آبادی کے
لائق زمین ہو، خصوصاً اُس حصہ میں جو حضرموت سے بحر ان میں تک پھیلا ہوا ہو، گوارا سوقت
وہ بھی آباد نہیں تاہم عہد قدیم میں اسی قطعہ مابین حضرموت و بحر ان میں عاود ارم کا مشہور قبیلہ
آباد تھا، جسکو خدا نے اُسکی نافرمانی کی پاداش میں نیست و نابود کر دیا،

۳۔ صنعا ئے میں، ملک میں کا قلب و دین کے قدیم تمدن کا تاشا گاہ و حقیقت یہی گراں ہوا
جو بحر ہند اور بحر احمر کے سواصل پر عرب کے شمالی و مغربی گوشہ میں واقع ہو، معین، سبا اور حیر
کی عظیم الشان سلطنتیں اسی قطعہ زمین پر قائم ہوئیں تھیں، سدآرب یا سد عرم اسی کی وادیوں
میں تعمیر ہوا تھا، ظفار، مارب، اور اوزال، یہیں کے پایہ تخت تھے، ملکہ سبا اسی سرزمین
کی شاہزادی تھی، قصر غمدان، قصر ناعما، قصر بدہ، قصر صواح، قصر در، اسی قطعہ ملک میں
تعمیر ہوئے تھے، جنگلے آثار چوتھی صدی ہجری میں ہمدانی نے خود براے امین شاہ کے تھے،

صنعا جو مین کا اب پایہ تخت ہو قدیم فہرہ اوزال کے پاس اسلام سے ایک مدت پہلے آباد ہوا تھا، مسلمانین جیسا ہم نے پہلے لکھا ہو یہ ملک مشرق پر اسلام ہوا اب یہاں زیادہ تر زیدی طریقہ کے مسلمان آباد ہیں جو عقائد میں معتزلہ کی ایک شاخ اور شیعہ اور اہل سنت کے وسط میں ہے، یہاں کا امام بھی زیدی سادات کے خاندان سے ہے، مین کے نباتات خصوصاً لیمن کا قہوہ (بُن) مشہور ہے، بعد اسلام شہر زید مین کا ایک مشہور شہر تھا جہاں سے متعدد علمائے اسلام پیدا ہوئے،

۴۔ بحران۔ بلاد اٹھان اور عیسر کے درمیان مین ایک مختصر سی آبادی تھی قدیم مین یہاں نبو اسامیل مین سے بحیل بن رار آباد ہوا تھا، عہد اسلام سے کچھ پہلے سے روم و حبش کی کوشش سے یہاں عیسائیت پھیل گئی تھی، مین کی یہودی حکومت نے ان عیسائیوں کو مجبر یہودی بنانا چاہا لیکن روم اور حبش جسے ہمسایہ سلطنتیں تھیں وہ براہِ انکی حمایت کرتی رہیں۔ بحران مین ایک بہت شاندار کلیسا بھی تعمیر ہوا تھا جو عربوں مین کو عبد بنجران کے نام سے مشہور تھا، شہ مین اہل بنجران کا وفد انحضرت کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا تھا،

۵۔ عیسر، بحرِ احمر کے ساحل پر حجاز اور صنعا مین کے مابین واقع ہے، یہاں کے باشندے عموماً اہل حدیث ہیں، امام عسیر اور سیسی خاندان کا ہے،

ان کی تقیسات کے علاوہ مین بہت سے ساحلی مقامات اور جزائر ہیں مثلاً شمر، مہر، مکلا، کج، جزائر کو رایہ موریا، جزیرہ بریم وغیرہ ان کی حکومت مختلف شیوخ کے ماتحت ہیں اور جو زیادہ تر برٹش گورنمنٹ کے زیرِ اقتدار ہے،

زائد طور اسلام مین مین حکومت فارس کے ماتحت تھا، سفسہ مین یہاں کا آخری ایرانی

گوہرِ سلمان ہو گیا، اور ملک بلا جنگ و جدال علم اسلام کے زیر سایہ آگیا،

حجاز

حجاز بحرِ احمر کے ساحل پر ایک مستطیل صوبہ ہے، جسکا نام توراتہ میں فاران بتایا گیا ہے، اور حجان سے تخیلِ ربانی کے ظاہر ہو نیکی بشارت دی گئی تھی اُسکے مشرقی جانب نجد مغربی جانب بحرِ احمر شمال میں عربِ شام یا عربِ البحر، جنوب میں عیسرا اور شمالاً جنوباً کوہِ سروات کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے جسکی بلند تر چوٹی ... ۸۰ فیٹ ہے، سلسلہ کوہ میں بہت سے چشمے جاری ہیں، جہان گاؤں آباد ہیں، باغ لگے ہیں، کھیتیاں ہوتی ہیں، کہیں کہیں جنگل ہیں، دامن کوہ سرسبز ہے اور وہاں بھی آبادی ہے، لیکن زیادہ آباد در سرِ بحر حصہ وہ ہے، جو بحرِ احمر کے سواحل پر واقع ہے، ان مقامات کے علاوہ تمام حصہ رگستان ہے، جان کنسی قسم کی زراعت نہیں ہو سکتی، حجاز کا سب سے بڑا ساحلی شہر جدة ہے، جو کہ کابند رگاہ ہے، اسکے بعد دوسرا ساحلی مقام نیج ہے جو مدینہ کا بندر گاہ ہے، اندرون ملک کے بڑے شہر مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور طائف ہیں،

۱۔ مکہ یا کہ جسکا تیسرا نام امّ القریٰ ہے، حجاز کا دار الحکومت ہے، یہ شہر ایک بوڑھے پتیلے پہاڑ کی بنا، ایک نوجوان پیغمبر (اسماعیل) کی قبر گاہ اور ایک قدیم پیغمبر (محمد) کا مولد ہے، شہر عرض البلد ۲۱ درجہ ۳۸ دقیقہ اور طول البلد ۴۰ درجہ ۹ دقیقہ پر واقع ہے، سطح آب سے تقریباً ۳۳ میٹر بلند ہے، چاروں طرف پہاڑوں نے قدرتی دیواریں کھینچی ہیں، بفصل شرقاً غرباً تقریباً ۳ کلومیٹر لمبا اور جنوباً شمالاً تقریباً ۱۵ کلومیٹر چڑھا ہے، مشرقی سلسلہ شمالی سلسلہ جبلِ خلیج (فلق) جبلِ قیقان، جبلِ ہندی، جبلِ سلح، جبلِ کدرا سے مرکب ہیں آخر الذکر جبلِ دبی ہے جسکی راہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بروز جمعہ مکہ میں داخل ہوئے، جنوبی سلسلہ جبلِ ابوحدیہ

جبلِ ثمودی، اور جبلِ ابی قیس کے بعض سلسلہ سے مرکب ہو، مشرق میں جبلِ ابی قیس اور
اس کے پیچھے جبلِ خندہ واقع ہو، مغرب میں جبلِ عرواق ہو،

حضرت مسیح سے دھائی ہزار برس پہلے یہ کاروان تجارت کا ایک منزل کا مرقع
تقریباً دو ہزار ق م میں حضرت ابراہیم نے اپنے فرزند عزیز حضرت اسماعیل کو یہاں آباد کیا، باپ
بیٹے نے خدا کے نام پر یہاں ایک قراکھ بنا لی جس کا کعبہ نام قرار پایا، فرزند ان اسماعیل کی اولاد
ایک مدت تک یہاں دیگر قبائل پر بالادست رہے، اسکے بعد قطانی قبائل (درودایت عام) آئے
اور انھوں نے اپنا استیلا ظاہر کیا، بنو اسماعیل میں سے قحس نے آخر یہاں کی ریاست حاصل کی،
قحس قریش کا پدر اعلیٰ تھا، عہد قرآن میں یہاں کے مالک قریش تھے، امور مملکت و صیغہ
حکومت ایک ایک شیخ خاندان کے زیرِ نگرانی تھے، شہر کے علاوہ اسماعیلی قبائل شہر کے آس پاس
بھی آباد تھے، مکہ کے جنوب میں جو پہاڑیاں ہیں، وہ مشہور قبیلہ ذہل کا مسکن تھیں، جنوب کی طرف
وادئ القریٰ ہو، جو قدیم قبائل کا مسکن تھا، اسکے اطراف میں قبائل کثرت رہتے تھے، مکہ کے
پاس جبلِ حبشی کے دامن میں قبائل احابیش رہتے تھے

۲۔ مدینہ منورہ: قبل ہجرت نبوی اس شہر کا نام یشرب تھا، ہجرت کے بعد اس کا نام بدل کر
مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر ہوا، اور کثرت استعمال سے ال قام مقام مضاف الیہ
ہو کر المدینہ رکھا، یہ شہر سمندر کی سطح سے ۶۱۹ میٹر بلند اور طول بلند ۳۹ درجہ ۵۵ دقیقہ اور
عرض ۲۴ درجہ ۵۰ دقیقہ شمال خط استوا پر واقع ہو، گرمی میں یہاں حرارت کا درجہ ۲۸ درجہ تک پہنچتا
ہو، اور جاڑوں میں دن کو صفر سے دس درجہ اور رات کو صفر سے ۵ درجہ نیچے ہوتی ہے،
اس لیے جاڑوں میں اکثر صبح کو پانی یہاں نہج ہو جاتا ہو، پہلے یہاں عالیق تھے، لیکن عہدِ اسلام
میں یہاں یہود اور قبائل اوس و خزیمج آباد تھے، محققین حال کا بیان ہو کہ شرب مصری لفظ

”اتھریس“ کی تعریف ہو، ہمارے یہاں کے مؤرخین کا بیان ہے کہ سب سے پہلے یہاں عیسیٰ آباد ہوئے تھے اور اب یہ ثابت ہو گیا ہے کہ عیسیٰ ۲۲۰ سال قبل مسیح کے حکمران تھے اور ۲۲۰ سال قبل مسیح میں وہاں سے نکالے گئے، اس بنا پر قمریہ شہر کا زمانہ ۲۲۰ سال قبل مسیح اور ۲۲۰ سال قبل مسیح کے درمیان ہے، عیسیٰ کے بعد یہاں سب سے اول یہود آکر آباد ہوئے اُس کے بعد قبیلہ اذکی و قحان اوس اور حنزلہ نے یہاں آکر آباد ہوئے، یہ اوس و حنزلہ وہی قبائل ہیں جن کا لقب اسلام میں انصار ہوا، اور جنہوں نے اسلام کی دعوت و لین قبول کی اور مسافرین اسلام کو اپنے گھروں میں اُتار، جسکی مکافات میں خدا نے اسلام کے انصار کے نام سے اُن کو زندگی جاوید بخشی، اور اُن کے شر کو پست کر دیا، اور نفوس کا مرکز قرار دیا،

بنو لام جو طلی کی ایک شاخ ہے، مدینہ کے کوہستانی مقام میں آباد تھے، ہمدانی نے لکھا ہے کہ بعد اسلام یہ شاخ دیار ربیعہ کو منتقل ہو گئی، بنو ظفر بھی حسب بیان ہمدانی مدینہ کے مقابل ہی سکونت پذیر تھے، بنو کلاب جو مشہور قبیلہ تھا، وہ مدینہ کے اطراف میں زندہ، فک، اور عوالی میں آباد تھا، بعد اسلام حسب روایات ہمدانی شام کو منتقل ہو گیا، جہاں اسنے اپنی ایک ریاست قائم کی،

۳۔ طائف حجاز کی جنت ہے، بے انتہا سرسبز و شاداب مقام ہے، امرائے حجاز عموماً گری وہی بسر کرتے ہیں، ابتداً قبیلہ عدوان کا سکن تھا، بعد کو وہ مشہور قبیلہ ثقیف کے قبضہ میں آیا، قبل ہجرت آنحضرتؐ یہاں دعوت اسلام کے لیے تشریف لائے، لیکن جس طرح سبیل کو ایک شہرے مسیح کو قبول نہیں کیا، طائف بھی آپ کو قبول نہ کیا، شہر میں آنحضرتؐ نے طائف کا محاصرہ کیا، شہر میں سردار ثقیف عروہ بن مسعود نے اسلام قبول کیا، اور خود اپنی قوم کے ہاتھ سے اسلام کی راہ میں مارا گیا، لیکن اسکی سنادی بے اثر نہ ہوئی، اسی سال وفد ثقیف،

خدمت نبوی بن حاضر ہو کر عقیدت کیش ہوا۔
۴۔ جوف ثمود، تبوک، خیبر، مدین،

ان شہروں کے علاوہ بعض ارمقانات بھی قابل ذکر ہیں، مدینہ سے کچھ آگے بجانب شمال وہ میدان واقع ہے جہاں ثمود کا قبیلہ آباد تھا، جوف اور وادی القری کے نام سے مشہور ہے، پایہ تخت کا نام حجر تھا جس کا قرآن میں بھی ذکر آیا ہے، یہ شہر زیادہ تر اپنے پرنسپل صاحب کے نام سے مدائن صالح کہلاتا ہے، سلسلہ میں تبوک کو جاتے ہوئے آنحضرتؐ کا اس شہر سے گزر ہوا تھا اسی سے متصل دوسری آبادی تھی اور حجر اب حجاز ریلوے کا ایک اسٹیشن ہے حجر کے بعد ایک اسٹیشن انظم چھوڑ کر دوسرا اسٹیشن تبوک ہے جہاں آنحضرتؐ صلعم نے رومیوں کی مدافعت کے لیے اقامت فرمائی تھی، مدینہ کی جانب مغرب خیبر جو یہود کی جنگی قوت کا مرکز تھا، اور جہاں یہودیوں کے بڑے بڑے قلعے تھے، سلسلہ میں آنحضرتؐ صلعم بیان تشریف لائے، اور اسکی تسخیر فرمائی، حجر کے مقابل جانب مغرب بحر احمر کے ساحل پر شہر مدین آباد تھا، جو حضرت موسیٰؑ کا دار البجۃ، اُنکے خضر فریاد و جواب (حضرت نعیب کا وطن اور دیانیت کا پایہ تخت تھا، عہد ظہور اسلام میں یہ تمام شہر یہودیوں کے قبضہ میں تھے، اور یہاں اُنکے بڑے بڑے قلعے تھے جنکو اسلام نے عہد نبوت میں یکے بعد دیگرے فتح کیا،

(عرب شام)

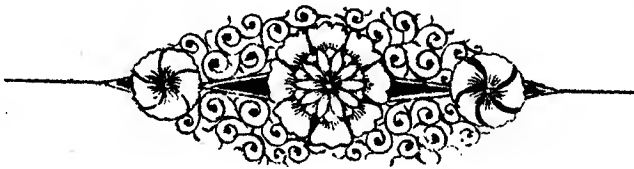
یعنی وہ قلم عرب جسکو یونانی عرب سنگستانی کہتے ہیں اور جو ماہین، شام، مصر، بادیہ شام اور حجاز و نجد واقع ہے، یہ آبادی عرب کا بہت قدیم حصہ ہے بلکہ اولین حصہ ہے، اکتشافات جدیدہ سے پہلے بھی گو اس ملک کی وقعت کم نہ تھی کہ اس کے صحرائین بنو اسرائیل کا مسکن اس کے

ایک پہاڑ پر اسرائیل کا ایک نبی حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے ہوا، اُس کے متصل ارض موعود واقع ہو جسکو خدا نے بزرگیم واسحاق و یعقوب نے، فرزند ان اسرائیل کو ورثہ بخشا، لیکن انکشافات جدیدہ کے بعد اسکی اہمیت اور زیادہ بڑھ گئی، یہاں عالمہ عرب کی آبادی تھی، انھیں کھنڈرون میں ایک عظیم الشان حکومت قائم تھی، جس کا سلسلہ حجاز تک پھیلا تھا، اور زمین بقا، عمان، بصری، تدمر وغیرہ شہر داخل تھے، تدمر ایک مشہور تجارتی مقام تھا، زبایہ بیان کی ایک ملکہ کا نام ہمیشہ عربوں میں ضرب النثل رہا ہو، عہد آخر قبل اسلام میں یہ ملک بنو جندبہ ایک عرب خاندان کے زیر حکومت تھا جو غسانہ کے نام سے موسوم ہو اور جسکا پایہ تخت بصری تھا، قبیلہ جندبہ کی سند شاخیں بیان آباد تھیں، ہمدانی نے لکھا ہو کہ بعد اسلام عرب شام میں تاحلب بنو عجل آباد ہوئے تھے، ربیعہ شاخ طلی کی بھی یہیں آبادی تھی، بنو جندبہ کی اکثر شاخیں غزوہ کے پاس سکونت پذیر تھیں، ظہور اسلام کے وقت یہ تمام اطراف زیر سایہ دم عرب عیسائی امر اور یہود کے قبضہ میں تھے،

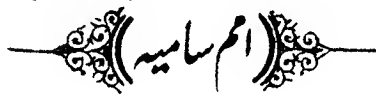
عرب عراق

عرب عراق سے وہ سرزمین مراد ہو جسکو یونانی عرب ریگستانی کہتے ہیں اور خلیج فارس، دریائے فرات، بادیہ شام اور نجد کے مابین واقع ہو، اب عام طور سے لوگ اس کو عراق عرب کہتے ہیں، اس حصہ میں بھی عہد قدیم میں عالمہ عرب نے ایک شاندار حکومت قائم کی تھی، قبیلہ ربیعہ کی ایک شاخ یہاں بھی آباد تھی، بعد اسلام عہد فاروقی میں اسی سرزمین میں کوفہ اور بصرہ آباد ہو، جو خالص عربی تمدن کا مظہر اور علمائے اولین کام کر رہے تھے، جسکی سرزمین میں متعدد علوم اسلامیہ کی بنیادیں قائم ہوئیں،

ابن خلدون نے لکھا ہے کہ اسی عرب عراق میں سنجار نام مقام میں نہر فرات کے پاس
 قبیلہ عبید کی ایک ریاست تھی (قبل اسلام) جس کا آخری بادشاہ ضیز بن معاویہ تھا، اس
 خاندان کے آثار عمارات اب تک میدان سنجار میں باقی ہیں۔ زبید شاخ طلی بھی اسی مقام
 میں آباد ہوا تھا، بنو عجل کی ایک شاخ یا مدہ سے عراق تک پھیلی ہوئی تھی،
 ظہور اسلام کے وقت ایک عرب خاندان (مناذرہ) زیر سایہ حکومت فارس یہاں کا فرمانروا
 تھا، اُس کا پایہ تخت شہر حجرہ متصل کوثر تھا،



اقوام ارض القرآن



تاریخ ارض القرآن (عرب) کو جن قوموں سے تعلق ہے وہ عموماً امم سامیہ ہیں، امم سامیہ کیا چیز ہے؟ اسکی حقیقت تفصیل ذیل سے واضح ہوگی

علم الاقوام اور علم الاسنہ کے محققین نے اقوام عالم کو اخلاق، عادات، اعتقادات، اور زبان کے اتحاد و تشابہ اور جسم و اعضاء و دماغ کی مماثلت کے لحاظ سے تین مختلف خاندانوں میں تقسیم کیا ہے

- ۱۔ اریائی (ایرین یا انڈو یورپین) مثلاً ہندوستان، ایران، فرنگستان،
 - ۲۔ تورانی (ڈیونین یا سنگولین) مثلاً ترکستان، چین، منچولیا وغیرہ
 - ۳۔ سامی (سینک) عرب، آرامی، عبرانی، سریانی، کلدانی، فینییشین وغیرہ
- بعض علمائے اقوام عالم کی علم الاقوام، یعنی اختلاف رنگ کی بنا پر تین تقسیم کرتے ہیں

- ۱۔ جنس ایشیائی، عام امم سامیہ و فرنگستان
- ۲۔ جنس اسیویا، احرار، باشندگان افریقہ
- ۳۔ جنس اصفہر، جاپان، چین و بقیہ امم تورانیہ

تیسری تقسیم تو راقی ہو طوفان نوح کی زندگی ثانی کے بعد وہ بھی دنیا کی تمام قوموں کو تین

خانداون پر منقسم کرتی ہو، حضرت نوح کے تین بیٹے تھے، یافث، حام، اور سام تمام دنیا انہیں
کی تین نسلوں کی یادگار ہو، تفصیل حسب ذیل ہو،

بنو یافث

یافث کی اولادین ہوئیں، خامر، ماجح، ماوسی، یادان، توبال، موئوخ، تیرس،
تورات کا بیان ہو کہ جزائر میں رہنے والے اقوام اسی خاندان سے ہیں،

بنو حام

حام کی چار اولادین تھیں، کوش (پدر حبش)، مصرائیم (پدر مصر)، کنعان (فنیقیہ)
اور فوط،

۱۔ کوش سے سہا، حویہ، سبتاہ، رگماہ، متیکاہ پیدا ہوئی کسی کوش کی نسل ہو عمرو و کا خاندان پیدا
ہوا، جو بابل کا پہلا بادشاہ تھا،

۲۔ مصرائیم سے لودی، انامی، ایسی، نافوتی، فطروسی، کفتوری اور کسلو ہی جس سے
فلسطین کا خاندان پیدا ہوا،

۳۔ کنعان سے صیدا، حتی، یابوسی، عموری، جرجاشی، ہوی، ارکی، سینتی، اردادی
سیاری، اور حاتی پیدا ہوئے،

عموماً یہ شام کے باشندے تھے جن میں سے شہر صیدا اور حماہ اب تک انکی یادگار باقی ہو
بنو سام

سام کے پانچ بیٹے تھے، عیلام، ارغشتد، لود، اشور، اسیریا، اور آرام،
توراة کو ان تمام خاندانوں میں سے صرف بنو سام سے تعلق ہو اور بنو سام میں سے بھی
صرف دو کی اولادون کا ذکر کرتی ہو، آرام اور ارغشتد،

۱۔ ارام کے بیٹے عوض، حوٰل، جشور اور مس،
 ۲۔ ارفخشذ کے بیٹے کا نام سلح تھا، سلح سے عبر پیدا ہوا، جو نام بنی عبر یعنی بنو قحطان، بنو ابراہیم
 بنو اسماعیل اور بنو اسرائیل کا باپ تھا، عبر کے دو بیٹے تھے، یقطن (یعنی قحطان جو قحطانی عربوں کا
 جدِ اعلیٰ ہے) اور فلج فلج سے رعو، رعو سے سروج، سروج سے نخرا، نخور سے تارح (آذر) اور تارح
 سے حاران اور حضرت ابراہیم پیدا ہوئے

حضرت ابراہیم کے تین بیٹے تھے تھے، اسماعیل جو شمالی عرب کے اسماعیلی عربوں کے
 باپ ہیں، اسحاق جن سے اسرائیل کا گھرانہ چلتا ہے، اور بنو قحطان جن میں ایک مدین ہے،
 توراۃ کی یقیسات کہانٹک تحقیقات علمی کے مطابق ہیں، اس سوال کے مختلف جوابات
 ہیں، علماء یورپ کا ایک فرقہ ان میں سے اکثر کو لے بھتا ہے، لیکن اس سے زیادہ محقق فرقہ
 کہتا ہے کہ یقیسات کشمی اور لسانی نہیں ہیں، بلکہ صرف عبرانی اور سیاسی ہیں،

لیکن یورپ کا وہ گروہ جو معقول و منقول کی تطبیق کا کوشاں ہے وہ سفر تکوین کے بیانات
 اور علم و بحث کے نتائج کو ایک ہی سمجھتا ہے وہ کہتا ہے کہ توراۃ نے جو نام گناہے ہیں وہ تلاش و
 تحقیق کے بعد تھوڑے تغیر کے ساتھ قدیم تاریخی نام سے خواہ وہ خود اشخاص کے ہوں یا ان کے
 مقامات کے ہوں بالکل مطابق ہوتے ہیں،

لیکن حقیقت یہ ہے کہ سفر تکوین کی اس فہرست الساب پر نظر ڈالنے سے یہ صاف ظاہر
 ہوتا ہے کہ یہ صرف فلسطین اور اس کے آس پاس کے اقوام و مقامات مثلاً سوریا (شام) اسیریا

۱۔ ان تمام بیانات کے لیے دیکھو سفر تکوین باب ۱۰-۱۱

۲۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ج ۲۲، ص ۶۱۸، Britanica. Vol. 24. P. 618.

۳۔ فصل جغرافیہ توراۃ Bevan

بابل، کلدان، میدیا، سینانیا، مصر، دمشق، لیبیا، افریقہ، سینا اور عرب کا ایک خاکہ ہو،
اور اسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہو کہ اس فہرست میں اشخاص کے بجائے زیادہ تر اقوام کے
نام ہیں اور جو اشخاص کے نام نظر آتے ہیں وہ بھی حقیقت میں اقوام کے نام ہیں جیسے مسکن
اب تک فلسطین کے آس پاس موجود ہیں اور خود اُن اشخاص یا اقوام کے نام جیسا کہ آگے ظاہر
کیا جائیگا، بجائے علیت کے اپنا جغرافی نام ظاہر کرتے ہیں،

بہر حال تورات کی تقسیم نسی سام، حام، یافث، یا علماے اسنہ کی تقسیم سانی (ایرانی، تورانی)
سامی یا علماے اقوام کی تقسیم دینی (ابض، امر، اصف) ان میں سے جو بھی معتبر ہو، اُن اقوام
کے لیے جو عرب و شام و عراق میں آباد ہوئیں یہ عجیب مریت ہو کہ وہ ہر نوعیت تقسیم کے لحاظ سے
ایک ہی جماعت میں داخل ہیں، اُن کو تورات کی بنا پر بنو سام کہہ سکتے ہو، تقسیم سانی کی بنا پر
اُم سامیہ اور تیسری حیثیت سے جنس ابض،

بنو سام اور ام سامیہ کی اصطلاح میں صرف اتنا فرق ہوگا کہ بنو سام صرف اُن قبائل
و اقوام پر مشتمل ہو، جنکو تورات سام کی اولاد بتاتی ہو، لیکن ام سامیہ کا اطلاق اُن تمام قبائل و اقوام
پر ہو جو سامی زبان بولتے تھے یا بولتے ہیں، اس خصوصیت کی بنا پر عیلام جسکا مسکن خلیج فارس
کے فارسی سواحل (سینیا جسکو سوستان بھی کہتے ہیں) ہیں، اور لود جسکا مسکن بھی اسی کے
پاس لودیان ہیں، اور ام سامیہ سے خارج ہونگے کہ اُن کی زبان کبھی سامی نہ تھی، اور کنعان (فیشیا)
بابل اول، کوش، (جش)، عورانی وغیرہ کا ام سامیہ میں شمار ہوگا کہ انکی زبان ہمیشہ سامی ہی ہو

(ام سامیہ کا مسکن اول)

ام سامیہ زائد تاریخ کے پہلے سے متفرق لیکن متصل مقامات میں آباد ہیں، اس لیے سوال یہ ہو کہ ام سامیہ جب صرن چند کنبدون سے عبارت تھیں تو ان کا مسکن کہاں تھا؟ مورخین عرب کے نزدیک اس کا ایک ہی جواب ہو کہ عرب!

یورپ کے موجودہ علمائے اقوام و السنہ کے نزدیک اس سوال کے جواب میں چار نظریے پیش ہیں،

اول یہ کہ ان کا مسکن اول افریقہ ہی جہاں سام کے بھائی حام کی اولاد زمانہ تاریخی میں آباد تھی، اس نظریہ کی دلیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ سامی اور حامی زبانوں میں مشابہت بہت شدید ہے نیز سامی اور حامی اور خصوصاً جنوبی عرب کے سامیون اور حامیون (شاید جیش و ہون) کے بعض اعضاء میں مشابہت تامہ پائی جاتی ہو،

لیکن یہ دلیل نہایت عجیب ہے، دو بھائیوں میں اگر مشابہت پائی جاتی ہو، اور ایک افریقہ میں رہتا ہو تو کیا ضرور ہو کہ دوسرا بھی افریقہ ہی میں اولاد رہتا ہو، یہ کیوں نہیں فرض کیا جاسکتا کہ خود حامی پہلے سامی خاندانوں کے ساتھ رہتے تھے، اور ایک مدت کی یکجائی کے بعد ان سے الگ ہوئے، اسی صحت و اجتماع و اتحاد نسل کا بقیہ آثار دونوں میں متحد موجود ہوگا جنوبی عرب (بین) اور حبشیون میں یقیناً تشابہ ہو لیکن اسکا سبب بالکل ظاہر ہے، حبش کوئی مستقل آبادی و نسل نہیں ہو بلکہ وہ مبنی عربوں کی ایک نو آبادی ہے اور انکی نسل کا منظر

مستشرق، اسی لیے عرب انکو ”جش“ (مخلوط) کہتے ہیں، اور اسی بنا پر قدیم مورخین میں جش کو دو مستقل ملک نہیں قرار دیتے ہیں، بلکہ ایک ہی ملک (ایتویا) کے انکو دو ٹکڑے سمجھتے ہیں، دوسرا نظریہ یہ ہے کہ بنو سام کا پھلا وطن ارمینہ و کردستان تھا، لیکن اس تھیوری کی صحت پر کوئی دلیل و جوتورات کے چند الفاظ کے (جسکے معنی غلط قرار دیے گئے ہیں جیسا کہ ہم آگے بتائیں گے) کچھ اونہیں ہے، اسی لیے نولیدی کی نے جو محقق ترین مستشرقین نے لکھا ہے کہ ”اس تھیوری کو اب کوئی تسلیم نہیں کرتا“

میسری تھیوری پر فیسر گڈی *Guidi* ایک اٹالین مستشرق کی ہے، اسکی رائے ہے کہ سامیون کا مسکن اہل فرات کا حصہ زیرین تھا، اگیدی نے اپنے دعویٰ کو عجیب و غریب مقدّمات پر مبنی کیا ہے، انکا اجمالی بیان یہ ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ ابتدائی زبان میں سب سے پہلے ابتدائی ضروریات اور گرد و پیش کی چیزوں کے لیے الفاظ پیدا ہوئے، اور اس لیے یہ الفاظ عموماً مختلف خاندانوں اور زبانوں میں تقسیم ہونے کے بعد بھی بطور ترکہ سورتی کے مشترک باقی رہیں گے، سامی زبانوں میں اس قسم کی چیزوں کے لیے جو مشترک الفاظ ہیں مجموعی طور پر ان کا وجود جہاں پایا جائیگا وہی ام سامیہ کا مسکن اول ہوگا، اس حیثیت سے جو مشترک چیزیں معلوم ہوتی ہیں ان کی شہادت ہے کہ وہ فرات کے حصہ زیرین کی پیداوار ہیں،

نولیدی کی اس رائے کی بھی تردید کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ اولاً ابتدائی ضروریات کے قدیم مشترک الفاظ تطاول زمانہ سے باقی کمان رہے ہیں، ثانیاً یہ اصول خود صحیح نہیں کہ تمام ابتدائی ضروریات

۱۔ یہ بحث مفصل ”اصحاب الفیل“ میں دیکھو،

کے لیے ابتدائی زبان اور اس کے فروع میں مشترک الفاظ ہو گئے، خیمہ، لڑکا، آدمی، بڑھا وغیرہ ان معانی کے لیے اکثر سامی زبانوں میں مختلف الفاظ ہیں، تو کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان کے لیے موطن اول میں الفاظ نہیں پیدا ہوئے تھے، حالانکہ زندگی کی یہ ابتدائی باتیں ہیں، تاہم جنوبی و شمالی اقسام میں بعض مشترک الفاظ ہیں، جو اصول مذکورہ کے مطابق مسکن اول کے متولدات ہوئے چاہیں حالانکہ بشکل ان کا وجود فرات کے مقام میں تسلیم کیا جاسکتا ہو۔

گیددی سے پہلے اسی قسم کی دلیل دان کریر نے قائم کی تھی، اور اس کے خیال کے مطابق اسکا یہ نتیجہ تھا کہ سامی قوموں کا ابتدائی مسکن ایشیائے وسطیٰ میں نہر حیون و سجون کے پاس ہے۔ ایک ہی قسم کی دلیل سے، مختلف نتائج کا ظہور دونوں کے ابطال کی دلیل ہے،

چوتھی تہیوری جو قرین ہدو اب با اعتبار دلائل مستحکم ہے، یہ ہے کہ بنو سام کا مسکن اول ملک عرب تھا، اس تہیوری کے طرفدار یورپ و امریکہ کے علما کی ایک کثیر جماعت ہے جس کے مشاہیر ارکان یہ ہیں، ڈی ونی DeGoege، شرڈر Schrader، وینکلر Winckler، ٹیل Tiele، میر Meyer، اور اسپرنگر Springer، فولڈیکی Noldake کی رائے بھی اسی طرف را ج ہے، انگریز علما میں کین Keane، روبرٹسن Roberteo، -Smith، سوال لے لانسو Samuel Laing، اور ولیم رائٹ W. Wright اور امریکن میں سائس Sayce اور راجرس R.W. Rogers وغیرہ محققین کبار کی یہی رائے ہے، اس جماعت کے دلائل کا خلاصہ یہ ہے،

۱۔ تاریخ شاہد ہے کہ عرب سے نکل نکلتے توین اور اہر اُدھر پھیلی ہیں

۲۔ عربی زبان تمام السنہ سامیہ میں سے قدیم سامی زبان کے قریب ہے،

۳۔ عربوں کی جسمانی ساخت خالص و صحیح سامی ساخت ہے،

۴۔ انکی اجتماعی و معاشرتی زندگی صحیح ابتدائی سامی یادگار ہے،

مزید توضیح کے لیے ہم بعض علمائے السنہ و اقوام کے خیالات کی ترجمانی بھی کرتے ہیں،
مرکیہ کا مشہور مصنف، اور السنہ سامیہ کا محقق، سائلس، اپنی تصنیف ”اسیرین گرامر“
میں اس مسئلہ کے متعلق اپنی حسب ذیل رائے ظاہر کرتا ہے،

”سامی روایات ہر حیثیت سے لک عرب کا اپنا اصلی گھر ہونا ظاہر کرتی
ہیں، دنیا کا یہی ایک ٹکڑا ہے جو خالص سامی باقی رہا ہے، جنسی خصوصیات
مذہب کی شدت، تو حش، غیر قوموں سے احتراز، بدویانہ زندگی، ان
تمام چیزوں کی بہترین تشریح ریگستان کی اصل ہے،
ڈاکٹر اسپرنگر ”جزائریہ عرب قدیم میں لکھتے ہیں“

”مصرے یقین کے مطابق تمام سامی قومیں عرب ہی کے تو بر تو طبقے ہیں،
انھوں نے اپنے کو طبقات و طبقات بنا رکھا تھا، اور کون جانتا ہے کہ مثلاً
کھانڈون سے پہلے جن سے ہم تاریخ کی ابتدا میں ملتے ہیں، کتنے طبقے
گزر چکے تھے“

شیرڈیر، ایک جرمن رسالہ میں اپنا خیال اس الفاظ میں بیان کرتا ہے،
”غہبی فسانے ٹھوسی تحقیقات، جزائی اور تاریخی بیانات سب ثابت کرتے
ہیں کہ ان مختلف سامی قوموں کا مسکن اول عرب ہے“

مشہور مستشرق ڈی خوی، مسئلہ میں ایک کاڈیمی کے خطبہ صدارت میں اپنا اعتقاد
بظاہر کرتا ہے،

عرب وسطیٰ ہی سامی قوموں کا مسکن اول ہو، جہاں سے مختلف طبقات منکر
شام، بابل، عمان، اویں وغیرہ میں پھیلے، اور اپنے پیشروں کو آگے لے کر
کردستان، آرمینیا، اور افریقہ میں ڈھیلے رہے۔

کیمبرج یونیورسٹی کا عربی پروفیسر لم رائٹ، اپنی تصنیف ”السنہ سامیہ کی نحو“ میں لکھا ہے،
”ان مختلف علمائین سے کسی رائے صحیح ہو، ہم آہستہ آہستہ اسکا فیصلہ کرینگے
لیکن اسی اثنا میں، میں صرف یہ کہہ نکا کہ میں خود کو عربی صفت میں، شرڈر
اور ڈی خوی کے ساتھ منسلک کرتا ہوں“

امریکہ کا پروفیسر جارجس اپنی تصنیف ”تاریخ بابل و آشور“ میں لکھا ہے کہ ام سامیہ کا مسکن اول
عرب ہونا اب عموماً مسلم ہو،

”سامی قومین کہاں سے آئیں، بعضوں کا خیال ہے کہ شمال کی جانب سے
کردستانی کوہستان سے آئیں۔۔۔ اور عرب، کتھان اور آرمینیا کے ملک میں
پھیلے،۔۔۔ لیکن یہ رائے اب ساقط ہے۔۔۔ دوسری تھیوری یہ ہے کہ ام سامیہ
کا ابتدائی وطن افریقہ ہے، ویل سامی وحامی زبانوں کا تبار ہے،۔۔۔ اس رائے
کی تائید میں سب کچھ کہا گیا ہے پھر بھی دوسرے نظریہ کے لیے قوی راہیں ہیں،
کہ سامی قوموں کا مسکن اول، عرب ہو، جہاں سے موجیں مارتی ہوئی وہ
وسطیٰ و زرخیز قطعات ملک کی تلاش میں، بابل و جزیرہ، میں آئے۔۔۔ اور ریز
کتھان کے مغربی ملک آئیں، یہ آخری رائے معلوم ہوتا ہے کہ نئے نئے طرفداروں

اپنی طرف کھینچ رہی ہو اور کہا جاسکتا ہو کہ اب موجودہ ارباب علم کی عموماً
قبول کردہ ہو۔

سموال لے اینک، انگلینڈ کا ایک مقبول مصنف، اور تاریخ قدیم کا و افکار ”اوائل الانسانیہ“
میں اپنی حسب ذیل رائے ظاہر کرتا ہے،

”غواہا اشارہ کرتے ہیں کہ سامی اقوام کا ابتدائی وطن جنوبی مغربی ایشیا،
(اور جنوبی مغربی ایشیائین) شاید عرب ہو، عرب کے سوا سامی اقوام ہر جگہ
بغرض سکونت یا بغرض فتح باہر سے آتی ہوئی نظر آتی ہیں، اور ہر جگہ وہ
اپنے سے پہلے قدیم باشندوں کو وہاں موجود پاتی ہیں، لیکن عرب میں وہ
اصلی باشندوں کی طرح معلوم ہوتی ہیں، کلدانیہ اور اسیرایہ کے قدیم روایات
میں بھی وہ جنوب سے (عرب جنوب میں ہی آتی ہوئی ظاہر کی گئی ہیں،
کچھ خلیج فارس سے اور کچھ بادیر عرب و شام کو قطع کر کے“

چند سطروں کے بعد پھر لکھتا ہے،

اور صرف عرب میں ہم اہم سامیہ کو اور تنہا اہم سامیہ کو نہایت قدیم زمانہ
سے پاتے ہیں،

ہیرن ایک مشہور مصنف جس کا موضوع ”قدیم تجارت و سیاست کی تاریخی تحقیقات“ ہے، اپنا عقائد
اس مسئلہ کی نسبت اس طرح ظاہر کرتا ہے،

”تقریباً یہ ظاہر ہوتا ہو کہ وہ (یعنی اہل اسیرایہ) عرب سے آئے، جو غالباً سامی

قبائل کا عوام اہل وطن ہو گو کہ دوسرے مقامات میں مقامی حالات کی بنا پر
انھوں نے اپنی اُس طرز زندگی میں جبکہ وہ اپنی مادری ملک کے رگستانی
صحرا میں عادی تھے تبدیل کر لی،

سب سے تازہ ترین تحقیق کا ماخذ انسائیکلو پیڈیا ہو، محقق کیمبرلڈیج کی جو موجودہ یورپ میں مشرقی زبان
و تاریخ کا سب سے بڑا فاضل ہو، اپنے مضمون ”انسائیکلو پیڈیا“ میں لکھتا ہو،

بعض مشہور محققین خیال کرتے ہیں کہ جنس سامی کا مود عرب ہو سکتا ہو بہت سی
چیزیں ہیں جو اس تھیوری کی تائید کرتی ہیں، تاریخ ثابت کرتی ہو کہ نہایت قدیم
زمانہ سے عرب کے رگستان سے قبائل نکل نکلتے قریب کے سرسبز ملک میں آباد
ہوتے رہے ہیں، آری اور عبری زبانوں میں بہت سے ایسے نشان پائے جاتے
ہیں جن سے ابتدائی خانہ بدوشانہ حالت پائی جاتی ہو، اور عرب کا شمالی حصہ صحرا
مابین شام و عرب خانہ بدوش قبائل کا سکون ہو، اور نیز عربوں میں قدیم سامی
کیرکٹر اپنے خالص رنگ میں باقی سمجھا جاتا ہو، اور انکی زبان قریب ترین اصل
زبان ہو،

نولڈ کی دوسری تھیوریوں کی تخلیط محض کے بعد اس تھیوری پر چند ریاض کرنا ہو، جبکہ آخری فقرہ یہ ہو
”بہر حال ہم خوشی سے قبول کرتے ہیں کہ یہ تھیوری کہ عرب ام سامیہ کا مسکن اول
ہو، کسی معنی سے غیر معقول نہیں ہو،“

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کا ایک اور مضمون نگار لفظ ”عرب“ کے تحت میں لکھتا ہو

ملک عرب ام سامیہ کا اصلی وطن ہے، اسکی تابعد متعدد علمائے کرام سے ہوتی
 ہو، گو ابھی یہ مسئلہ محقق نہیں ہے، لیکن تحقیقات السند اور کشفات آثار سے ثابت
 ہوتا ہے کہ یہ اسے بہت ممکن الصحیح ہے، عرب سے نکل کر قبائل سامیہ کا دوسری مملکت
 یمن بھی گھل جاتا آسانی سے تصویر میں آسکتا ہے، ابل کی جانب بھی حرکت کرنا آسان
 ہے، کہ کوئی قدرتی رُک ان دونوں ملکوں کے درمیان نہیں، اور خود تاریخی زمانہ
 میں اسکی مثالیں ہیں، آرامی اقوام کا انتقال و ہجرت بھی قدرتی موانع سے
 خالی ہے،

اب تک زبان، آثار، رسوم و عادات، تشابہ جسمی اور دلائل طبی کی بنا پر بحث تھی، اب تاریخ کا موقع ہے،
 سامی قوم کی سب سے قدیم تاریخ تو راقہ ہے، تو راقہ میں اس موقع کے حسب ذیل الفاظ ہیں،
 اور تمام روئے زمین میں ایک ہی بولی تھی، اور وہ جب پورب سے روانہ
 ہوئے تو ایسا ہوا کہ انھوں نے سنعار (بابل) کے ملک میں ایک میدان پایا
 اور وہاں رہنے لگے، تب خداوند نے انکو تمام روئے زمین پر گندہ کیا،
 ... اسیلے اسکا نام بابل ہوا،

بنو سام بابل میں پورب کے ملک سے آئے، پورب سے بیان کیا مراد ہے، علمائے توراۃ ابھی تک اسکا
 کوئی فیصلہ نہیں کر سکے ہیں، عام خیال یہ ہے کہ اس سے مراد آرمینیہ ہے، کیونکہ کشتی فوج جس پہاڑ پر گر کر کی
 تھی، عبری میں توراۃ نے اسکا نام ”اراراط“ بتایا ہے، اور اراراط کی نسبت، مفروض ہے، کہ وہ آرمینیہ
 میں واقع ہے، لیکن مشکل یہ ہے کہ آرمینیہ بابل کے پورب ہے، اور فلسطین کے پورب ہے، اس مشکل کو
 متعدد تدبیروں سے حل کر نیکی کوشش کی گئی ہے، بعض کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت موسیٰ مصر اور عرب

میں رہے تھے، اس لیے ان ملکوں کے اعتبار سے اسکو پورب کہا ہے، بعضوں کا جواب اس سے زیادہ تعجب انگیز ہے کہ چونکہ انسان نے سب سے پہلے سمت مشرق کو جانا کہ وہ مطلع خورشید ہے، اس لیے پورب کہا،

حقیقت یہ ہے کہ تورات کے ان فقروں سے یہ تو بالکل ظاہر ہے کہ بابل مسکن اول نہ تھا، وہ یہاں پورب کے ملک سے آئے تھے، اور وہی اُن کا مسکن اول تھا، سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ تورات کے محاورہ میں پورب سے عموماً فلسطین کا پورب مراد ہوتا ہے جو توراہ کی جائے تالیف ہے، اسکے بعد یہ طے کرنا ہے کہ فلسطین کے پورب سے کون سے ملک تورات میں مقصود ہوتے ہیں، تورات میں از رو استقصاء، متفقاً ثابت ہے کہ پورب سے دو ملک تورات میں عموماً مراد لیا گیا ہے، بابل اور عرب، لیکن جب اس فقرہ میں خود یہ مذکور ہے کہ وہ بابل میں پورب کے ملک سے آئے تو متین ہو گیا کہ یہاں پورب کے ملک مراد ملک عرب ہے،

مجموعہ تورات کے بعد سب سے قدیم ماخذ یوسفوس اسرائیلی کی تاریخ یہود ہے، جو ایک حیثیت سے کہا جاسکتا ہے کہ تورات کی تفسیر ہے، اس مسئلہ کے متعلق اس میں حسب ذیل فقرہ ہے،
بنو سام کی آبادی کے نسبت لکھتا ہے کہ:

”وہ نہر فرات سے بحر ہند تک آباد تھے“

نہر فرات سے بحر ہند تک عرب کے سوا کیا کوئی اور ملک ہے؟ ماریس اسرائیل
بحث کا فیصلہ اس سے ہو جاتا ہے کہ اہل عرب کے سوا قدیم الایام سے کوئی قوم اسکی عدا

۱۱-۹ تکوین ۱۱-۹ Cruden. P. 126. ل

۱۲ تکوین ۲۵-۱۶، نضارہ ۶-۲۳، اول سلاطین ۴-۳۰، تکوین ۱۰-۳۰، وغیرہ،

۱۳ ترجمہ انگریزی ۱۲۲۳ء ج ۱ ص ۲۵،

انہیں کہ ان کا ملک بنو سام کا مسکن اول اور ائم سامیہ کا مسقط الراس ہے عرب عام طور سے اسکے مدعی ہیں، اور حق یہ کہ شواہد و قرائن کی شہادت کے ساتھ جب کوئی دوسرا مدعی موجود نہیں تو مقدمہ انھیں کے حق میں فیصل ہونا چاہیئے، عربی تاریخوں میں اس دعویٰ کا مصدقہ ذکر ہے، مورخ ابن قتیبیہ جسے ۱۸۰۰ھ میں وفات پائی ہے، لکھتا ہے،

واما سام بن نوح فنکن وسط الارض المحرم وما حوله والین الی حضر موت الی همان الی البصرین	سام بن نوح نے دریائی زمین یعنی مکہ اور اطراف مکہ مثلاً یمن،
و یعرب و دبار والد و والدہنک -	حضر موت، عمان، بحرین، بصرین، دبار، دواور دہناؤ تک آباد ہوا،

مورخ یعقوبی جبکا زادہ بھی اسی کے قریب قریب ہے، ۱۸۰۰ھ میں وفات پائی ہے، لکھتا ہے،
 وصار لولہ لسام الجباز فالین و باقی الارض فرزدان سام کے قبضہ میں حجاز، یمن اور باقی ملکات
 ان مقدمات پر ایک دفعہ کا اور اضافہ کر کے قرآن مکہ کو اُمّ القریٰ (آبادیوں کی مان) کا خطاب دیتا ہے،
 لَتُنَادِيَنَّ اُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا



(سکن اول سے ہجرت)

عرب کے ملک میں پانی کا دریا نہیں، لیکن وہ انسانوں کا دریا ہو! تاریخ نے چار بار اس دریا میں طوفان آتے دکھائے، ایک مسیح سے ڈھائی ہزار یا تین ہزار برس پہلے، جب یہاں سے قبائل کا سیلاب مروجین بارتاجوا، بابل، واسیریا، مصر، اور فینیسیا (کنعان) میں پھیل گیا، اس سیلاب کا زور کم ہوتا تھا کہ ۱۰۰۰ سال میں ایک اور طوفان اودوی، موابی اور مدیانی قبائل کا اٹھا اور اطراف ملک میں پھیل گیا لیکن اس کا دائرہ پہلے سے کم تھا، تیسری بار معینی، سبائی وغیرہ اٹھے اور بھیلے، لیکن سب آخری طوفان جو پہلی صدی عریٰ میں مسیح سے چھ برس بعد اٹھا وہ سب سے زیادہ وسیع الاثر تھا جو ایک طرف گنگا کے دہانے سے لگیا اور دوسری طرف بحرِ عظیم سے! (سیر و نبیہ، اریہ، رام، کار)

اس باب میں صرف پہلی جنبش و حرکت کا بیان ہے، اس جنبش اول کی تاریخی شہادتوں کا ایک بڑا حصہ ہم ”ام سامیہ کا سکن اول“ میں پیش کر آئے ہیں لیکن نئی شہادتوں کے پیش کرنے سے بھی ہم نہیں کھٹکے ہیں، ایک امریکن مورخ ولیم راجرس، اپنی تاریخ بابل میں لکھتا ہے،
 ”ام سامیہ کا سکن عربیہ وہاں سے نکل کر اٹھال کان کی غوبین مارتے ہوئے آباد و سرزمین کی تلاش

میں بابل و بحرِ عربین اور زبیدہ قطعہ مغربی میں کنعان میں قیام گئے

ایک دوسرا انگریز مصنف سوال لے آگ اپنی مشہور تصنیف اداکل الانسانیہ میں لکھتا ہے

Rogers. Vol. 1. P. 307

۱۷

Sannual . P. 39 . 1903

۱۸

ہر گچہ عرب کے سوا ساسی قوم کو ہم نشان دے سکتے ہیں کہ وہ مسافرا ذہابہر سے بڑھ سکونت پائے مریخ
 آہی ہیں اور جو ہر گچہ جان وہ جاتی ہیں اپنے سے پہلی قوموں کو اپنے خالص پانی میں لکھن عرب میں
 قدیم باشندوں کی حیثیت سے نظر آتی ہیں، کلاذیر، ادو سیرا کی، بتدالی روایات میں ساسی قوموں کو
 جنوب سے آئے ہوئے ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ خلیج فارس کی طرف سے اور کچھ سیدھی بادیر عرب و
 شام سے جو رفتہ رفتہ قدیم اکادی آبادی کے ساتھ مل جاتی ہیں یا ان کو ہٹا کر خود ان کی جگہ
 لے لیتی ہیں،

مصر میں ساسی عنصر کا "چالان" اس کے بعد ہوا ہے، جس نے مصر کی قدیم تہذیب پر کوئی اثر نہیں
 کیا، سیرا (شام) اور فلسطین میں غالباً فنیقی، کنعانی اور عبرانی، خلیج فارس یا حدود عرب سے
 براہ راست یا سیرا (عراق) اور مصر کے توسط سے باہر سے آئے ہیں جنہوں نے کبھی
 اپنے کو ان ملک کا قدیم باشندہ نہیں کہا،

ایک فرینچ مورخ ہوا آرٹ Cl. Huart اپنی تاریخ عرب کے دیباچہ میں لکھا ہے،
 تین ہزار ق م میں ہم ساسی اقوام کو ادھر ادھر انتقال مکانی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں، کنعانی
 شام میں نظر آتے ہیں، جان فنیقی، فنیشین (خلیج فارس کے مواصلہ دہین) سے آکر
 تجارتی شہر قائم کرتے ہیں، جہاز رانی میں ترقی کرتے ہیں، ایجن تہذیب کو ختم کرتے ہیں،
 اور یورپ کو جلنے کا بحری راستہ پیدا کرتے ہیں، انیسکوس مصر میں داخل ہوتے ہیں
 اور ان کا ایک حصہ فتح کر کے دہان اپنا بادشاہ مقرر کرتے ہیں، لیکن خود ریگستان عرب کے
 بدوی عرب کی تاریخ اب تک مہمل ہے، اسی اثنا میں وہ بھی شہروں کی بنیاد ڈالتے ہیں،
 اور حکومتیں قائم کرتے ہیں جسکی دولت کا دار تجارت ہے،

شمرڈر Shradar اپنے اس نظریہ کی کہ تمام سامی قومیں عرب سے پھیلی ہیں، ان الفاظ میں
تشریح کرتا ہے

شمالی سامی قومیں یعنی ارمین، بابلی اور کنعانی، جنوب میں اپنے دوسرے بھائیوں سے جدا
ہو کر ایک متحد جماعت کی صورت میں باہل آئے، وہاں باہم ایک مدت تک اجتماعی حالت
میں رہے، امن و سب سے پہلے اس جماعت سے الگ ہوئے ہونگے، اور ان کے ایک معقول
رہانے کے بعد کنعانی، اور سب سے آخر میں اشوری،

میں اسی وقت میں ان میں سے بعض قوموں کی ہجرت جنوبی سمت میں واقع ہوئی، شمالی عربوں کو
عرب و سبلی میں چھوڑتے ہوئے، یہ ہجرت گزین جزیرہ نامے عرب کے جنوبی سواحل پر
آباد ہوئے، جہاں سے ان کی ایک جماعت دریا کو عبور کر کے افریقہ پہنچی اور حبشہ میں
خیمہ زن ہوئی

ان تشریحات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سامی قومیں ایک مدت کے اتحاد و اجتماع کے بعد، ملک عرب سے
محل ٹکڑا طرات کے مالک بنیں پھیل گئیں، اور وہاں انھوں نے زور و اقتدار پیدا کیا، عرب میں
بھی اس واقعہ سے ناواقف نہ تھے

مشہور مورخ ابن قتیبہ فرزند ان سام کی تقسیم و تفریق کے بعد لکھتا ہے،

فمنہم العمالیق، اموت قفر و فوافی
البلدان ومنہم فراعنة مصر
والحبابرة،
انھیں جن سے عمالیق ہیں، یہ متحد قوموں کے مجموعہ تھے،
جو مالک بن تفرق ہو کر پھیلے، انجملہ ان کے مصر اور
باہل کے بادشاہ ہیں،

ابن خلدون کا بیان ہے،

دکان لہذا کا لام ملوٹ و دول فی جزیرۃ العرب و امتہ ملکہم فیہا ال الشام و مصر فی شعوب منہا

ان اقوام میں بہت سے بادشاہ گذرے، اور ان کی عرب میں بادشاہان ہوں، جیسے چند قبائل کا سلسلہ حکومت مصر و شام تک وسیع ہو گیا تھا،

اسی قسم کی تصریحات دوسرے موضوعین عرب نے کی ہیں، ابن ہشام کلیبی جب کا مخصوص موضوع عرب جاہلیت کی تاریخ و روایت ہے، اُس نے اس موضوع پر کہ عرب سے یہ توہین مکمل ٹکڑا کہاں کہاں پھیلین، دو کتابیں لکھی ہیں، ابن ندیم نے کتاب الفہرست میں لکھا ہے کہ پہلی کتاب کا نام تفتیق حکام یعنی عادی قوم عرب کا کہاں کہاں لکھی، دوسری کتاب کا موضوع بیان، کتاب من نقل منہا و ثمود و العاقب و جہم بنی سواہل من العرب، یعنی عاد و ثمود، عاقب، جہم اور بنی اسرائیل جو عرب سے ٹکڑا ہر گئے اُن کے حالات،

۱۲۵ تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۲۵۹

۱۲۶ عاقب کی نسبت متعدد امور قابل تنبیہ ہیں:

۱۔ عاقب کی لفظی حقیقت کیا ہے؟ عاقب خود السنہ ساسیہ کے قواعد کی بنا پر علق کی جمع ہے، علق و لفظون سے مرکب ہوئے عاقب جسکے معنی عبری میں قوم و اہل کے ہیں، اور یہی لفظ عربی میں اُمتہ ہے، اور طوق عام ادبی کہہ سکتے ہیں لیکن قدیم زمانہ میں شمالی عرب کا راجع فارس تاحد و سینا جسکو رومی و یونانی ہیویاڈز یا یعنی عرب ترکستان یا عرب الادی کہتے ہیں نام تھا، دوسرے حصہ کو یعنی مغربی و شمالی عرب کو جازینا تاحد و مصر جو ”مغان“ کہتے تھے، ”الوق“ اور ”مغان“ انھیں ملکہ کے نام کی حیثیت سے باہلی کتبہ میں ... ۳ ق م میں متسل ہوئے ہیں، دیکھو:

۲۔ توراہ بن علق، عشاؤ بن اسحاق بن ابراہیم کے ایک پوتے کا نام بتایا گیا ہو (مکین ۳۶-۱۲) کا تین اسفار یہودی کے رے معلوم ہوتی ہو کہ قوم عالق اسی علق بن عشاؤ کی اولاد ہیں، لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ علق بن عشاؤ کا زمانہ پیدائش تقریباً ۲۰۰۰ ق م ہونا چاہیے، پھر ایک شخص کو کتبہ، کتبہ کو قلیل اور قلیلہ کو قوم ہونے کے لیے، اور خصوصاً اسی قوم ہونے کے لیے جو بنی اسرائیل کے کئی لاکھ آدموں کا مقابلہ کر کے کم از کم پانچ چھ سو برس تو دور کا رہیں، اس بنا پر علق کا ظہور قوی چودہ پندرہ سو ق م سے اوپر نہیں ہو سکتا، حالانکہ روایات عرب اور شہادت آثار کے رو سے علق کا وجود اس سے ہزار برس پہلے ثابت ہو،

لیکن اگر ہم بغور توراہ کا مطالعہ کریں تو ہم کو خود توراہ سے علق کا وجود اس علق بن عشاؤ سے بہت پہلے معلوم ہوتا ہو، حضرت ابراہیم کے عہد میں (۲۲۰۰ ق م) میں جب بابل و عیلام اور سادوم کے بادشاہوں میں جنگ ہوئی ہو وہاں لکھا ہو،

”مذکر اخون نے تمام عالق کے ملک میں انکو مارا“

دوسری جگہ بلعام کا ہن کی زبان سے توراہ میں جو پیشگوئی ہو اس میں عالق کو ”اول الام“ سے خطاب کیا ہو، اگر علق کسی علق بن عشاؤ کی اولاد ہیں، جیسا کہ عام طور سے سمجھا جاتا ہو تو اس کو بجائے ”اول الام“ کے ”خزلام“ ہونا چاہیے، کہ ۵۰۰ ق م سے پہلے بہت سی قومیں اٹھ چکی تھیں،

۳۔ علق سے غالباً قریب اہل عرب واقع نہ تھے، کیونکہ بائبل میں جبروت و غلگت، آیات قرآن، روایات احادیث اور صحیح و غیر مشکوک اشعار عرب میں ان کا نام نہیں آیا، توراہ میں اور یہودیوں کے طرزِ چہرہ میں اللہ بہ کثرت سے علق کا ذکر ہو، اور ان کو ایک جبار قوم کی صورت میں پیش کیا ہو، اس بنا پر ظاہر ہو کہ علق کا علم یہودیوں کی راہ سے عربوں میں آیا، اور اس طرح آیا کہ اس کو انھوں نے یہودیوں کی طرح بزرگترین قبائل قرار دیا، جسے سائے اٹھا ”عاد“ بھی دکر دیا گیا،

— — — — —

ام سامیہ کے انساب

بہر حال توراة کی سے ان سامیوں کے باہمی نسبی تعلقات بہ تفصیل ذیل ہیں،

طبقات انساب

۱۔ نوح کے بیٹے سام کی پانچ اولادیں تھیں، عیلام، اشور، ارکسد، لود اور ارم، ارم کے چار بیٹے تھے، عوض، حول، جہشتر اور مس، ارکسد کے بیٹے کا نام، سلخ تھا، سلخ سے عبر پیدا ہوا، عبر کے دو بیٹے ہوئے قحطان اور فلج،

۲۔ قحطان سے المداد، سلف، حضار موت، یاج، ہورام، اوزال، دستلا، عائل، ابی نائل، سبا، وافر، حویلاہ، اور اداب پیدا ہوئے، جنگی آبادی جنوب عرب میں یعنی یمن میں ماسے ظفار تک ہو،

۳۔ فلج سے رعو پیدا ہوا، رعو سے سروج، سروج سے خور، خور سے تاج، آذر، پدرا بلاتیم و حاران پیدا ہوا، یہ خاندان کلدانیوں کے شہر بابل میں آباد تھا، حضرت ابراہیم مع اپنے برادر زادہ لوط کے کنعان آئے جسکو فلسطین، اور اب عموگاسی قدر وسعت دیکر شام کہتے ہیں،

۴۔ حاران سے لوط پیدا ہوئے، لوط کے دو بیٹے، عمون، و جاب عمان کہلاتا تھا، اور مواب جو شمالی عرب میں سینا کے پاس ایک حکومت کا بانی تھا،

۵۔ حضرت ابراہیم کے متعدد بیٹے تھے، اسحاق پسر سارہ جنھوں نے کنعان یعنی فلسطین و شام میں حکومت کی، میان پسر قطورا، جو حجاز کے پاس بجر احر کے ساحل پر آباد ہوا، اسماعیل پسر راحہ جو اپنے بھائی

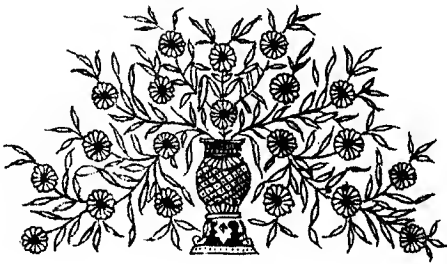
۱۱، ۱۰، ۲۵، کو، ۱۵، میان کے کئی بھائی تھے لیکن ان کے حالات نامعلوم ہیں،

میران سے کسی قدر آگے بادیہ فاران میں آکر رہے،

۶۔ اسحاقؑ کے دو بیٹے تھے یعقوبؑ (امرائیل پر بنی اسرائیل) جو پہلے کنعان میں تھے بعد ازاں حضرت یوسفؑ کے مصر پہنچنے پر مصر گئے، جہاں انکی اولاد کئی سو برس تک مصر کی غلامی میں رہ کر حضرت موسیٰؑ کے عہد میں پھر کنعان واپس آئی، دوسرے بیٹے کا نام عثیاؤ (اور لقب ادوم) تھا یہ شمالی عرب کے کوہ سروات میں ادومی قبائل کا جدِ اعلیٰ تھا،

۷۔ اسماعیلؑ کے بارہ بیٹے ہوئے جو توراۃ کی پیشگوئی کے مطابق خاندان کے بارہ رئیس تھے، نیا یوط، قیدار، ادب ایل، مبشام، شمع، دومہ، سا، حدور، تیما، جطور، نفیش اور قدسہ، یہ تمام خاندان عیلامین (سے سور) سیرا یعنی شام) تک پھیلے تھے،

ان ہم نسب اقوام و قبائل کا باہمی رشتہ تعلق حسب ذیل شجرہ سے واضح ہوگا،



طبقہ اولیٰ

ام سامیہ اولیٰ

ام سامیہ کی تفصیل اوپر بیان ہوئی، اُسکی بنیاد پر ام سامیہ اولیٰ سے مقصود وہ قدیم سامی قبائل ہونگے، جو عرب کے سب سے پہلے اور ابتدائی باشندے تھے، اور مختلف اغراض سے یہاں سے نکل کر بابل، مصر اور شام وغیرہ کے ملکوں میں پھیلے، عرب مورخین اُنکو امم یا مدہ (برباد) ہو جانے والے قبائل کہتے ہیں، کہ وہ اپنے ملک (عرب) سے نکل کر برباد ہو گئے، یا انقلابات حوادث سے مٹ گئے، بعض لوگ اُنکو عرب عاربعہ (خالص اور غیر مخلوط عرب) کہتے ہیں کہ وہ عرب کے خالص اور غیر مختلط النسل باشندے تھے، اور نیز یہودیوں کی غلط پیروی میں اُنکو عمالقی بھی کہا گیا ہو۔

یورپ کے علمائے آثار ان قوموں کے الگ الگ نام نہیں بتا سکتے، وہ بہم طور سے صرف اُنکو سامی کہتے ہیں، اہل عرب اپنے ان قدیم ہوطنوں کا ایک ایک کر کے نام بتاتے ہیں ان میں سے عاد، ثمود، جرہم، بحیان، طسم، اور جدیس وغیرہ مشہور قبائل ہیں، عاد سب سے بڑا اور سب سے وسیع قبیلہ تھا، اور تمام عرب بائدہ میں قوت حاکمہ تقریباً اُسی کو حاصل تھی، عربوں کی روایت کے مطابق عرب اور عرب سے باہر بابل اور مصر میں یہ عظیم الشان حکومتوں کا بانی تھا،

ان قبائل بائدہ کا سلسلہ نسب عملاً مورخین عرب نے ام بن سام اور اُسکی مختلف

شاخون سے ملایا ہو، لیکن کس قبیلہ کو ارم بن سام کی کس شاخ سے تعلق تھا؟ علمائے انساب کی بہن اس باب میں اس قدر باہم متعارض ہیں کہ فیصلہ مشکل ہو، ہم ذیل میں ارم کے مشاہیر قبائل کا نسب دو کتابوں سے نقل کرتے ہیں، جن میں سے ایک قدیم ترین ماخذ ہو یعنی معارف ابن قتیبہ اور دوسری متاخر ترین ہو یعنی سیالک الذہب سے قلعشندی،

ابن قتیبہ	قلعشندی
عمالیق بن لاؤذن ارام بن سام	علیق بن لاؤذن سام
جدیس بن لاؤذن ارام بن سام	جدیس بن ارم بن سام
عاد بن عوض بن ارام بن سام	عاد بن عوض بن عبیل بن ارم بن سام
ثمود بن خثرب بن ارام بن سام	ثمود بن جاثرب بن ارم بن سام
طسم	طسم بن لاؤذن سام

ان انساب کی تحقیق بظاہر سخت مشکل ہو، مورخ ابن خلدون نے ان مشکلات کو کسی قدر حل کرنا چاہا ہو، لیکن انسان کے لیے بیکار ہو گا کہ ظلمت کدہ میں وہ روشنی کی جستجو کرے، مجھ کو اس قدر یقینی ہو کہ وہ بنو سام تھے، اور زیادہ آگے بڑھیں تو یہ کہیں گے کہ ارامی عنصر ان میں غالب تھا، عربی زبان میں ارامی الفاظ نہایت کثرت سے پائے جاتے ہیں، یہاں تک کہ قدیم شہر عرب "مکہ" کا نام بھی آرا می ہو، ثمود کے جو کتبائے مے ہیں وہ بھی بخط آرا می ہیں، اور خود ثمود کا نام ثمود ارم تھا، اور عاصو کے نام کا تو ارم جز، لائیفک ہو۔

کان یقال ماد ارم فلما هلك قيل ثمود ارم فلما | پہلے ماد ارم کہا جاتا تھا جب وہ مٹ گیا تو ثمود کہا گیا جب وہ بھی

س ۱۰، مصر ۱۵ ص ۱۳، ۱۴، بی بی ۱۵، سواد ۱۵، سیل پر فیس فی مارنڈ، لاہور ۱۵، العرب من الاسلام ص ۱۲

۵۵ برٹانیکا، ج ۲۴ ص ۶۲۶، ۱۵ ابن خلدون ج ۲ ص ۷۱

ہلکو قیل منرود ادم (ابن خلدون ج ۲ ص ۵۰) | بر با و ہو گئے تو فرود ارم کہا جائے گا۔

عجیب ترین یہ کہ یہ ارامی سامی خاندان جن جن مقامات میں پھیلے ہوئے اکانام ”ارام“ ہو گیا
چنانچہ تورات کی زبان میں مابین النہرین (عراق) کانام ”ارام نہرا“ اور ”پدان ارام“ ہو گیا۔ ارامیوں کو
”ارام“ اور ”ارام دمشق“ اور شمالی عرب کو ”ارام“ کہا گیا، ہنوز ایک اور شہادت یہ ہے کہ بابل،
اسیریا، شام، کنعان، فینیشیا اور شمالی عرب میں جو قدیم کتابت پائے گئے ہیں ان کی زبان اکثر ارامی
ہو یا ارامی الفاظ سے پر ہے۔

کوئی بڑی قوم جب برسرِ اقتدار ہوتی ہے تو حقیقت میں اس کُل کے ضمن میں کوئی جز متاثر
ہوتا ہے اور اُس کے امتساب سے مجموعی قوم مقتدر اور متاثر تسلیم کر لی جاتی ہے، ام سامیہ کی
کثیر الافراد جمیعت میں ضروری ہے کہ کوئی خاص جز، قوت حاکمہ کا مالک ہو، اور بقیہ اجزاء اُس کے
اشارہ پر حرکت کرتا ہو، اس جز کا حقیقی نام کچھ ہو لیکن اہل عرب اُس کا نام عادتاً بتاتے ہیں !
ولامشاحۃ فی الاصطلاحات

تاریخ قدیم کے بعض یورپین مصنفین عا و کو صرف ایک فرضی اور مذہبی کہانی (میتاوجی) سمجھتے ہیں، لیکن یہ انتہائی غلطی ہے، تحقیقات جدیدہ نے فیصلہ کیا ہے کہ عرب کے قدیم باشندے
(ام سامیہ) ایک کثیر الافراد با عظمت جمیعت تھی جس نے بابل، مصر و شام میں بڑی بڑی حکومتیں
قائم کیں، حقیقت اور واقعہ ہے، اہل عرب اگر اپنی زبان میں ان قدیم باشندوں کو ہم بائزہ

۵۲

۱۰-۱۲ء

۵۳ء تک ۲۵-۲۸، ۳۱، ۳۱، ۳۱، ۳۵، ۳۶، ۳۹-۱۵، ۱۵ء طوک باب ۲۰ و ۲۲،

۵۴ء ۲۳-، ۵۵ء برٹانیکا، طبع یازدہم

۵

اور ان کی جماعت کے افراد کو عاود و ثود و طسم و جدیس کہتے ہیں تو کیا اس وضعِ اسلام و کجرم میں حقیقت کا واقعہ مٹ جائیگا؟

سب سے مستند ذریعہ ہمارے پاس قرآن مجید ہے، قرآن مجید نے عاود کی حقیقت یہ بیان کی ہے اَنَّهُمْ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرم، اس آیت سے یہ ظاہر ہوا کہ عاود ارم ہی کا حصہ تھا، دوسری جگہ خدا فرماتا ہے،

وَ اذْ كُنَّا اِلٰذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ | اے عاود کے لوگو خدا کے اس احسان کو یاد کرو کہ اُس نے قوم نوح کے بعد تم کو اپنی خلافت عطا کی، (یعنی حکومت دی)

(احزابہ ۲۶)

قوم نوح کی بربادی کے بعد عرب میں جو سب سے پہلی مقتدر اور حکمران جماعت ظہور پذیر ہوئی، قرآن کی زبان میں اُسی کا نام عاود ہے، کیا قدیم و ابتدائی امم سامیہ کی یہی حقیقت نہیں ہے، فرانس کا مشہور اسلامی مورخ مسیدو سیدوہالہ اپنی تاریخ عرب میں لکھتا ہے،

قبائل بائدہ کے حالات قابلِ دقت و تین، زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوتا ہے

بلکہ مفروض ہو سکتا ہے کہ عاود مسیح سے ۲۰۰۰ برس پہلے مصر و بابل پر قابض تھے

اور ان کا نام اُس زمانہ میں چوہان یا ہیک سوس (چرواہے بادشاہ سینے

بدوی بادشاہ) تھا،

لیکن امم سامیہ کی حقیقت سمجھنے کے بعد یہ ”فرض“ یقین سے بدل سکتا ہے،



بلخندون میں ذکر کیا ہے، تمیز کے لیے عدادل کو عداوہ لی اور عدثانی کو عداوہ ثانیہ کہتے ہیں،

عاد کا مقام

عاد کی مرکزی آبادی عرب کے بہترین حصہ یعنی مین و حضرموت میں از سوا حل خلیج فارس تاحدود عراق تھی، دراصل حکومت کا مرکز ملک مین تھا لیکن خلیج فارس کے کنارہ کنارہ وہ عراق تک وسیع تھی، جس سے نہایت آسانی سے وہ راہ معلوم ہو سکتی ہے جدھر سے یہ قوم عرب سے عراق میں اور عراق سے دیگر ممالک میں پھیلی، اور یہی جدید تحقیقات کی رو سے بھی اہم سامیہ کا راستہ سمجھا جاتا ہے،

عاد کا دور دراز ممالک میں جانوروں میں اس قدر مسلم تھا کہ وہ شعرا کے ہاں تیشلون میں آگیا ہو ایک جاہلی شاعر مخزبن کعبی کہتا ہے

مالہم تر قبلہم عاد ولا ادم

حتی انتم لم یاء الجوف ظاہرہ

یہ وہ رفتار تھی جو اس سے پہلے عاد و ادم میں چلی

وہ وسط صحرا کے تالاب پر آکر رکھا

عاد کی سلطنتیں

عرب کا ملک ایک بے آب و گیاہ صحرا ہے، جہاں بڑی لور جو صلہ مند قوموں کے لیے ترقی کا کوئی میدان نہیں ہے، ناچار پرجوش قوتیں باہر نکل پڑتی ہیں، عرب کا جزیرہ نما جنوب، مغرب اور کس قدر مشرق کجانب پانی سے گھرا ہوا ہے، اس لیے آسان اور قدرتی راستہ اُس کے لیے بعض مشرقی اور عموماً شمالی ممالک ہیں، یعنی بابل و شام و سینا، بابل سے ایران کا راستہ ہے، شام سے بحر

موجود ہو کر یورپ اور افریقہ کی طرف بھی منہ کیا جاسکتا ہے، شام سے پہلے جب نہر سوئز موجود تھی

۱۰۰ مصر

بحرِ بیض اور بحرِ احمر کے درمیان آبِ کل کی طرح متصل دریائی راستہ نہ تھا، نہ جزیرہ نما سائے سینا اور مصر کے درمیان سویز کی مصنوعی نہر تھی، ایک پتلی سی خشک زمین تھی جو شام، عرب اور جزیرہ نما سائے کو خشکی کی راہ سے مصر سے ملاتی تھی، ہندوستانی کی قدیم حملہ آور قوموں کے لیے سطحِ درخت پر مشہور راستہ ہو، اسی طرح مصر کے قدیم حملہ آوروں کے لیے بھی پتلی گلی ایک پامال راہ تھی، ام سامیہ ولی یا عادیسیا کی تاریخ کے دو جولا نگاہین، بیرون عرب و راندرون عرب،



بیرون عرب

از ۱۹۰۰ ق م تا ۱۹۰۰ ق م

۱۔ عرب سامیہ یا عباد بابل مین،

۲۔ عرب سامیہ یا عباد مصر مین،

۳۔ عرب سامیہ یا عباد دیگر ممالک مین،

۱۔ عرب سامیہ یا عباد بابل مین،

کسی مقدمہ کی صحت کے صرف تین جز ہیں، مدعی کا دعویٰ مدعا علیہ کا اعتراف اور گواہوں کی شہادت اگر کسی مقدمہ کے تینوں اجزاء ہم پہنچ جائیں تو مقدمہ کی صحت میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ اہل عرب کا دعویٰ ہے کہ انھوں نے عراق کے شہر بابل پر حکومت کی، اہل عراق قدیم اسکا اعتراف کرتے ہیں، اور تحقیقات جدیدہ کی شہادت، اسکی تائید کرتی ہے، پھر اہل مقدمہ میں کس کو شک ہوگا؟

اہل عرب کا دعویٰ

علامہ ابن قتیبة التوفی سلمہ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں،

فمنہم العمالق امم تغرقوا فی البلدان	انھین مین عاملق ہین، یہ متعدد قومین مین جو ملکوں مین منتشر
ومنہم فراعنة مصر والمجاورة	ہر گئی تھیں، اور انھین مین سے مصر اور بابل کے بادشاہ ہیں

مورخ ابن خلدون کی تحقیق ہے، جسکو اُس نے اپنی تاریخ میں کئی جگہ دہرایا ہے،

ان قوم عاد والعمالقة ملکو العراق، | عاد اور عاملق عراق کے بادشاہ ہو گئے تھے،

۱۔ کتاب المعارف ص ۱۰، مصر ۱۵، کتاب البحر ج ۲ ص ۲۵۹، مصر

یقال انھما انتقلوا الی جزیرۃ العرب من بابل لما زاحمہم فیہا بنو حامؑ، جب بنو حام نے انکی مزاحمت کی،
نزلوہا (الحجاز) ایام خروجہم من العراق یہ لوگ عراق سے نکلنے کے زمانہ میں بنو حام کے بادشاہ
امام المناذرۃ من بنی حام۔ سے بھاگ کر حجاز چلے آئے،

اہل ایران کا بیان

اہل ایران کا دعویٰ ہے کہ عراق و بابل کی قدیم ترین حکومت انہیں کے ہاتھ میں تھی، اس لیے
اس واقعہ کی نسبت ان سے بھی پوچھنا ہی، انکا بیان ہے کہ حمشید کے بعد جو بنو سام بن نوح کا
معاصر تھا ضحاک تازی (عرب) نے ملک پر قبضہ کر لیا، عرب بھی اسکو تسلیم کرتے ہیں،

والیمن تدعیہ و تزعمانہ من انفسہا وہو الضحاک بن علوان ... (طبری ۲۳ ج یورپ) اہل یمن بھی اسکے مدعی ہیں، اور لگاتار کرتے ہیں کہ بڑا شاہ
انہیں کی قوم کا تھا اور اسکا نام ضحاک بن علوان تھا،
و بلغنا ان الضحاک ہو محمود وان ابراہیم ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ ضحاک ہی فرو تھا، حضرت
ولد فی زمانہ و انہ صاحبہ الذی اراد ابراہیم اسی کے زمانہ میں پیدا ہوئے تھے، اور یہی تھا
احرافہ (۲۰۵) جسے انکے جلاتے کا ہند کیا تھا،

فروسی جو اہل ایران کی تاریخ کا ترجمان، ضحاک تازی (عرب) اور اسکی ہزار سالہ عہد
حکومت کا مفصل بیان شاہنامہ میں کرتا ہے۔

توراة کا بیان

بنی اسرائیل کا قدیم خاندان عہد ابراہیمی سے پہلے، اسی ملک کا باشندہ تھا، اور نہایت قدیم

۱۔ کتاب المبرج ۲ ص ۱۸، مصر ۱۵۵۰، ابن ندیم ص ۲۸، یورپ ۱۵۵۰، کتاب العبرج ۲ ص ۲۰، مصر

تھانہ سے (۲۵۰۰ ق م) اُسکے تعلقات یہاں سے قائم ہیں، اس بنا پر اس باب میں انکی رسائی بھی وقعت کے قابل ہوگی، توراة کی روایت ہو کہ ”بابل کا سب سے پہلا بادشاہ کوش کا بیٹا نروہ تھا“ اصل عبارت یہ ہو،

”کوش حام کا بیٹا تھا... کوش کی اولاد، سبنا، حویہ، سباتا، رعماہ اور سباتیکا، اور رعماہ کے نیٹے شبا، اور دیدان، کوش نے نروہ کو پیدا کیا... اور اُنکی حکومت کی ابتدا، بابل اور ایرخ (عراق) میں ہوئی“ (سکونین

(۱۰-۱۹، ۸۷، ۶-۱۰)

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ ابتدائی تقسیم اقوام، حسب آراء موجودہ نسلی نہیں، بلکہ جغرافیہ پر ہے یہ نام اقوام جبکا اولاد کوش کے نام سے ذکر ہوا ہے، وہ سب جنوبی سمت اور سواحل خلیج فارس کے باشندے ہیں، یعنی عرب ہیں، یورپ میں نایخ قدیم کا سب سے بڑا مورخ جرمن منسل ڈنکر Duncker ہے، وہ بابل کی فصل تاریخ میں توراة کے اس فقرہ کی تفسیر کرتا ہے،

سفر سکونین، مثل متاخرین یہود کے ”کوش“ کے نام کے اندر ان اقوام کو داخل کرتا ہے، جو جنوبی سمت میں رہتے ہیں، نوبی، اثوبی، (اتھوپین) اور جنوبی عرب کے قبائل، یہاں پر ہم ان فرزندان کوش کو جنھوں نے بابل کی بنیاد ڈالی، جنوبی قبائل کے باشندے کہہ سکتے ہیں، جو تقریباً خلیج فارس کے سواحل پر مقیم تھے!

(اہل عراق کا بیان)

بابل کا ایک کلدانی مورخ بروکتوس نامی جو اصلًا بابلی اور بعل کے معبد کا ایک کاہن تھا، یہ

لہ تاریخ قدیم ج ۱ ص ۲۳۹

مسح سے شائد ۴۰۰ برس پہلے تھا، اسے بابل کی قدیم تاریخ لکھی تھی، اصل کتاب تو ضائع ہو گئی لیکن یہودی اور یونانی مصنفین نے اُس کے حوالہ سے بہت سی باتیں لکھیں ہیں، اور سند آٹکی بعینہ عبارت بھی نقل کی ہے، انھیں منقول عبارتوں میں ایک ملوک بابل کا نقشہ ہے، مونیخ موصوف کلدانی بادشاہوں کے بعد عرب بادشاہوں کا ذکر کرتا ہے، ان کی تعداد وہ ۱۹ اور ان کی مدت حکومت ۲۲۵ برس قرار دیتا ہے، اصل نقشہ یہ ہے، نقشہ قابل تنقید ہے، لیکن قابل تفیظ نہیں،

رد	خاندان ملوک	سال
۱۰	بادشاہان قبل طوفان نوح	۴۳۲۰۰۰
۸۶	بادشاہان بعد طوفان	۳۴۰۰۰
۸	سیدیا کے غاصب بادشاہ	۲۲۴
۱۱	بادشاہ ...	۲۴۸
۴۹	کلدانی بادشاہ	۴۵۸
۹	عرب بادشاہ	۲۳۵
.....

تحقیقات جدیدہ

اہل عرب اور اہل بابل کے بیانات سے اس سے زیادہ کوئی اور علم حاصل نہیں ہوتا کہ کسی قدیم زمانہ میں عرب سامیہ کے ایک خاندان نے عراق پر حکومت کی، اس سے زیادہ حالات قدامت کی تاریکی میں بھی ہیں، لیکن اگر کیا لوجی کی اعانت سے آثار و حضرات بابل نے قدامت کے پردہ کو چاک کر دیا ہو، اب نئے سرے سے بابل کا تمدن زندہ ہو رہا ہے، اور علم الآثار کے چرچے طلسمی

میں اب نظر آ رہا کہ بابل و اسیریا کا ہر پتھر حقیقت انکی تاریخ کا ایک صفحہ ہے،

قدیم بابل (اہل فارس سے پہلے) کے جو کتبات و آثار نے ہین زبان کی حیثیت سے یہ قوم کے ہین، سامی اور غیر سامی، ان سے بابل کے قدیم باشندہ کی قومیت کا راز فاش ہوتا ہے، ان میں سے اکثر کتبات پر سلطین کی تاریخیں ہین اور خبر تاریخ مرقوم نہیں ہر ان کے زمانہ کی تعیین قرآن سے کی گئی ہے، غیر سامی کتبات و آثار عموماً قدیم ترین ہین اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر سامی آبادی سلیون سے پہلے یہاں آباد تھی، انکی زبان سومری اور اکادی ہے، جس سے ہم اس نتیجہ تک پہنچتے ہیں کہ وہ غیر سامی آبادی اکادی اور سومری تھی جو تباہ نام و زبان کے علاقہ سے غالباً تورانی نسل ظاہر ہوتی ہے،

۱۔ ہر خرد سب سے شرح ہوتی ہے، تورات بابل اسیریا کے سلطین اور شہروں کے نام سے پڑے ہر نوع انسان کا ان سرق بابل میں ہوا کہ کوہن باب ۱۰ حضرت ابراہیم بابل و کلدان کے شہروں سے نکل کر فلسطین آئے تھے، یہودیوں کی تباہی اہل بابل کے ہاتھ سے ہوئی ان وجہ سے ضروری تھا کہ یورپ کے علمائے آثار ان ممالک کی تقیب و انکشاف کی طرف توجہ کریں اہل اجداد سو اسیں صدی سے ہوئی اور اب تک جاری ہے، سیکڑوں کتبات، خطوط، کتابیں (منقوش بر سنگ) مجسمات، اسکے اعمار، آثار، نشانات، واقعات تاریخی کی منقوش یادگارین زمین سے نکالی گئیں، خط اور زبان کی شکل مل کی گئی، اور باقاعدہ ان انکشافات و تحقیقات کا سلسلہ جاری کیا گیا، تا آنکہ بابل و اسیریا کی عظیم الشان تاریخ مدون ہوئی، سیکڑوں علمائے مشرقیات نے ان تحقیقات میں اپنی زندگیاں وقف کیں، ان میں سے مشاہیر کے نام حسب ذیل ہیں، ہر برٹ مشلہ، سروان چارڈن، مشلہ، کارنلس ٹی برون، مشلہ، زیویرر، مشلہ، جولیس موہل، مشلہ، جارج اسمتھ، مشلہ، اور ہالہس وغیرہ اس وقت بھی ایک جہنم سوسائٹی مشغول کاری اور اسکے حیرت انگیز نتائج ابھی سال شائع ہوئے ہیں، اس سلسلہ میں عجیب بات یہ کہ بابل و اسیریا کی تحقیقات و انکشافات میں دولت عثمانیہ اور مصر ترک سلطان محمدی بجاور خلیل بیہ کے نام بھی نہایت روشن ہیں،

ارض بابل کے اس عہد کے تمام کتبات کو بہ ترتیب رکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ... ۴۴ ق کی ابتدا میں قدیم سومری الفاظ کی بجائے ان میں سامی الفاظ کی آمیزش شروع ہوتی ہے، اور یہ آمیزش اور اختلاط رفتہ رفتہ بڑھتا جاتا ہے تاکہ الفاظ، نام، خطا و خیالات بالکل سامی ہو جاتے ہیں اور ایک مدت تک کتبات و آثار بالکل سامی رہتے ہیں، پھر ایک زمانہ کے بعد سومری کتبات کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے، جس کا خاتمہ ایک اور تورانی اہلس زبان عیلام پر ہوتا ہے، جس کا وطن خلیج فارس کا فارسی ساحل تھا پھر ایک زمانہ کے بعد ۲۵۰۰ ق میں زبان بالکل سامی ہو جاتی ہے، بعد ازاں ایک مرکب متحد زبان کی صورت نظر آتی ہے (اس کے بعد کے انقلابات ہمارے موضوع سے الگ ہیں)

نقشہ کی ان سادہ لکیروں میں اگر ہم رنگ بھریں تو ایک قومی و سیاسی تاریخ کا مسلسل متحرک طیارہ ہو جائیگا، کہ پہلے یہاں سومری و اکادی قوم آباد تھی، رفتہ رفتہ عرب کے سامی عنصر کی آمیزش شروع ہوئی جس نے آہستہ آہستہ سیاسی قوت حاصل کر لی، اور ایک مدت تک حکومت کی تھی، تا آنکہ سومریوں نے پھر جدید قوت حاصل کر لی، جس کا عیلامیوں کے ہاتھ سے خاتمہ ہوا، عیلامیوں کی حکومت کے بعد پھر عربی سامی قوت کا عروج شروع ہوا اور اُس نے عیلامیوں کو ہٹا کر اپنی پہلی جگہ پھر حاصل کر لی، بعد ازاں ایک مدت کے بعد ایک مشترک وطنی حکومت کی بنیاد پڑی، ان قدیم ترین حکومتوں بابل کے سلسلہ میں ہم نے دو جگہ عرب سامی مظان و ظنون کا ذکر کیا ہے ایک ۴۴۰۰ ق م، اور ایک ۲۴۰۰ ق م میں، یہ دونوں علیحدہ علیحدہ بیان کے متعلق ہیں،

چار ہزار ق م

اس خاندان کے متعلق صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ سامی تھا، باہر سے آیا تھا، اور ابتداً نہایت وحشی تھا، یہ بیرونی وحشی سامی کون تھے؟ غالباً عرب! اس خاندان کے حالات کے متعلق جدید ترین تحقیق یہ ہے:

مذہب پر تاج ہزار ق م کی ابتدا میں سومری لوگوں نے جو ایک اعلیٰ تمدن حاصل کر رہے تھے اپنے ملک کو ایک بار (اسکے بعد) وسیع التعداد و برتری قبائل سے پڑ پایا، یہ سامی تھے جو نہایت قریبی خونی تعلق عربوں سے رکھتے تھے جو ایک بار (اسکے بعد) اسپین تک دوڑ چکے ہیں اور عبرانیوں سے بھی اسی قسم کی مشابہت رکھتے تھے جو ایک بار ہزاروں کو عبور کر کے کنعان پہنچے،

بعضوں کا خیال ہے کہ یہ کردستان سے آئے، اور بابل پہنچ کر بیان سے آئینا، عرب اور کنعان وغیرہ میں پہنچے لیکن یہ خیال اب متروک ہے کہ ایک دو آدمیوں کے نام اب بھی اسکے موبدین میں نظر آتا ہے، دوسری راے یہ ہے کہ وہ افریقہ سے آئے اور مصر کو تمام پھیلے... اس تھیوری کے اثبات میں بہت کچھ کہا گیا ہے، لیکن پھر بھی ایک تیسری تھیوری کے لیے بہت کچھ باقی ہے کہ ”ان کا اصل مسکن عرب تھا، جہاں سے نکل کر ایک سرسبز وسیع قطعہ کی تلاش میں البحرہ، بابل اور دوسرے مغرب میں کنعان میں موجود ہیں لیتے ہوئے نکل آئے،

یا آخری خیال روز بروز نئے نئے طرفداروں کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ عموماً اب ہی جدید علم کی مقبول رائے ہے، (مختصراً از باب کتاب ۱)

سومری حکومت کے اسی عہد کا ایک چھوٹا سا اور ٹوٹا سا کتبہ ملا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس وقت تک جدید داخل ہونے والی قوم سے جسے شامی بابل کو لے لیا تھا، دوبارہ اسکی واپسی کے لیے کو شان تھی، یہ نئی آنے والی قوم کون تھی، سامی! جس کا اصلی گھر غالباً عرب تھا، لیکن اب وہ کچھ دنوں سے بابل کے شامی و مغربی حصہ میں غالباً البحرہ میں آباد تھی، سامیوں نے ملک کے تمام آباد

اور زرخیز شہر جن پر سوری جیتے تھے اپنے قبضہ میں کر لیے (باب کتاب ۲)

اس زمانہ میں حکومت ایک شہر سے عبارت تھا، جسکے آس پاس کچھ گاؤں کچھ خیون کی آبادی اور کچھ ادھر ادھر رہنے والے قبائل پر مشتمل ہوتا تھا، شہر میں ایک شاہی قصر اور ایک نیکل پتھروں کا بنا ہوتا تھا، ہیکل کا کاہن اور قصر کا بادشاہ عموماً ایک شخص ہوتا تھا، اور کبھی دو ہوتے تھے، ہر شہر کے ہیکل کا ایک خاص دیوتا ہوتا تھا، جسکے قبضہ قدرت میں تمام شہر کی جان ہوتی تھی، اسوقت شہر "کش" و "غشبان" سومروں کے خاص شہر تھے،

جس عہد کا قصہ ہم لکھ رہے ہیں، تقریباً دو سالی شہر کو حکومتوں کا ذکر پاتے ہیں، حکومت کش و غشبان واریخ جس کا تہیدی ذکر اوپر ہوا، اور حکومت اعاد،

حکومت کش و غشبان واریخ

یہ حکومت بابل میں پہلی سالی حکومت ظاہر ہوتی ہے، اس حکومت کے صرف تین کاہن بادشاہوں کے نام معلوم ہیں، "اوکوش" کاہن غشبان، "لوغل زراغسی" بن اوکوش، لوغل اوکیلسی (۱) "اوکوش" کے متعلق اتنا معلوم ہے کہ وہ غشبان کا کاہن اور سیاسی قوت سے زیادہ مذہبی قوت زیادہ رکھتا تھا،

(۲) "لوغل زراغسی" نے باپ سے زیادہ سیاسی قوت حاصل کی، وہ کش اور غشبان دونوں کا بادشاہ تھا، تقریباً ۴۰۰ ق م میں اس نے تیسرے شہر "اریخ" یا "ارک" (عجب نہیں کہ لفظ عراق کی ہی اصل جہاں کی بنیاد اہل، جسکو اس نے کل ملک کا دارالحکومت مقرر کیا،

(۳) "لوغل کیلسی" اپنے باپ کے بعد تخت نشین ہوا، اسکے عہد میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوری طاقت نے پھر عود کیا ہے، اور اس شہر کو بیرونی قوموں سے واپس لے لیا،

حکومت اعاد۔

کتابت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس خاندان میں چار بادشاہ گزرے ہیں، لطی بن لعل (لعل ایک دیوتا کا نام)
شرغنی شرعی، کر نام سن کر، اور بن شرعی،

(۱) "لطی بن لعل" کے نام کا خود کتبہ نہیں ملا، لیکن اس کے بیٹے "شرغنی" کا ایک کتبہ ملا جو حسین وہ
اپنے باپ کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے،

"شرغنی شرعی بن لطی بن لعل شاہِ قادر اغادہ..... بانی ایکو بیکل لعل در سرنور"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بادشاہ ہونے کے علاوہ بہت سی عمارتوں کا بانی بھی ہے،

(۲) "شرغنی شرعی کر" (۳۸۰ ق م) اس کا پورا نام ہے، لیکن کبھی صرف "شرغنی" بھی پایا گیا

ہو، لیکن زیادہ مشہور یہ شرغون اول یا سرغون اول کے نام سے ہے، شرغون اس خاندان کا

اگل سرسبد ہے اور حکومت اے بابل کے بزرگترین بادشاہوں میں اس کا شمار ہے، اس کے جو کتابت

اس وقت تک ملے ہیں وہ متفقاً اس کی عظمت و جلال کے بیان سے پُر ہیں، اس نے ایک

طرف سومریوں کی قوت کا خاتمہ کر دیا اور دوسری طرف فارس میں عیلامیوں کو مغلوب کر لیا،

بعد کی تاریخوں میں شرغون کے کارناموں کے بیان میں اتنا سبائفہ کیا گیا ہے کہ وہ معمولی نسبت

سے نکل کر ایک غیر معمولی انسان بن جاتا ہے، ایک لوح پر جو آٹھویں صدی ق م کی کتابت ہے، "اول"

جسکی نسبت مفروض ہے کہ وہ شرغون کے مجسمہ کی نقل ہے، اسکی پیدائش و ظہور کے متعلق عجیب

واستان تحریر ہے،

(۳) "کر نام سن کر" (۳۷۰ ق م) بھی عظمت میں اپنے باپ سے کم نہیں، اسکا خطاب تھا "شاہ"

چار دانگ عالم، "کر نام سن" کی خاص ہم زمین "معان" پر حملہ ہے "معان" سے غالباً جزیرہ سینا

الحق شمالی مغربی مراد ہے، اس کے قریب شہر "معان" (اب تک معلوم ہے)

فلاح ہونے کے علاوہ یہ بادشاہ بانی عمارات بھی ہے، انہو کا در اغادہ میں رکھل، تعمیر کر اسے اور شہر

بنو امین، سفارین آفتاب دیوتا کا ہیکل طیار کر آیا،
(۴) ”بن غلی شر علی“ خاتم خاندان اور مہجول بحال لڑے

۲۰۰ ق م

گزشتہ صفحات میں دھائی ہزار برس کا موقع پیش کیا گیا، جیسین بابل کے ایٹج پر سومری، عیلامی، اور
سامی قوتوں کا کبھی بصلع و آشتی، کبھی جنگ و جدال نمودار ہوتا رہا، ۲۰۰ ق م میں ایک ورسامی قوم کا
نمودار ہوا، جسے تمام قوموں کا خاتمہ کر دیا، اور ایک متحد سامی حکومت کی بنیاد ڈالی، اس حکومت
کی حقیقت قومیت ان الفاظ میں امریکن مورخ راجر س ادا کرتا ہے۔

”سومری تہذیب اب پیری کو پہنچ چکی تھی، موت کے جزائیم اب اُسین
پیدا ہو چکے تھے، دوسری طرف سامی تمدن زندگی اور جوش سے لبریز تھا

۱۔ اس فصل کے لکھتے وقت حسب ذیل کتابیں ہمارے پیش نظر تھیں، تیدی اور اُسکی یادگارین Nineveh
and its remain by A.H. Layard 1849 London تاریخ قدیم رالنسن پروفیسر تاریخ
قدیم کیسیرج A manual of ancient History by G. Rawlinson تحقیقات آثار
تینوی د بابل Discoveries in the ruins of Nine and Baly by A.H
Layard 1853 لیکن رالنسن کی کتاب صرف تاریخ یونان و روم و یورات سے ماخوذ ہے اور بے بار و کی کتابوں
کے معلومات جو گوسیاخت بابل و بینوی کے نتائج ہیں، تاہم اسکے معلومات پرانے ہو چکے ہیں، راجر س،
R.W. Rogers کی تاریخ بابل و اشور جو بالکل جدید تصنیف ہے، اور جبکی بنا صرف تحقیقات تازہ پر ہے اور
جو تمام پرپ کے دارالآثار اور کتب خانوں کے مطالعہ کے بعد لکھی گئی ہے، اس فصل کا ماخذ ہے، جلد اول کتاب اول
باب ۱۱، ۱۲ اور کتاب ۲ باب اول سے یہ تمام معلومات ملخص ہیں،

سامی ریگستان عرب کی آزاد ہوا ہے باہر آئے تھے، وہ اپنی رگوں میں
زندگی رکھتے تھے۔

اس خاندان کا شجرہ ملک جیسا کہ کتبات سے ظاہر ہوا ہے، حسب ذیل ہے۔

۱- سمو۔ ابی	۲۴۵۴ - ۲۴۴۰ ق م	۱۵ برس
۲- سمو۔ لایلو	۲۴۳۹ - ۲۳۹۱ ق م	۳۵
۳- ذابو	۲۴۰۴ - ۲۳۹۱ ق م	۱۴
۴- آفل۔ سن	۲۳۹۰ - ۲۳۴۳ ق م	۱۸
۵- سن۔ مبلط	۲۳۴۲ - ۲۳۴۳ ق م	۳۰
۶- حمور۔ ابی	۲۳۴۲ - ۲۲۸۸ ق م	۵۵
۷- سمو۔ ایلونا	۲۲۸۴ - ۲۲۳۵ ق م	۳۵
۸- ابی۔ شوع	۲۲۵۲ - ۲۲۲۸ ق م	۲۵
۹- عمی۔ ستانا	۲۲۲۴ - ۲۲۰۳ ق م	۲۵
۱۰- عمی۔ صادق	۲۲۰۲ - ۲۱۸۲ ق م	۲۱
۱۱- سمو۔ ستانا	۲۱۱۸ - ۲۱۵۱ ق م	۳۱

اس فہرست میں پہلا نام "سمو ابی" کا ہے، اسکی نسبت کوئی واقعہ نہیں معلوم، اسکا نام صرف
سلاطین کی فہرست میں ملا ہے، اسکے بعد کے جانشینوں کی نسبت بھی ہر کوئی صحیح علم نہیں ہے،
"سمو لایلو" کے متعلق اتنا جانتے ہیں کہ اُسے بابل میں چھ قلعہ تعمیر کرائے تھے، تیسرا بادشاہ
"ذابو" صرف ایک ہیکل کے بانی کی حیثیت سے معلوم ہے جو فہر کے دیوتا کے نام سے بنا تھا۔

۱۴ Rogers vol. 1. P. 338 ۱۵ Rogers vol. 1. P. 383

”افسوس“ اور بنی مملکت بھی بھول الجھال ہیں،

اس خاندان کا مشہور و ممتاز بادشاہ حمورابی ہی جسکی نسبت ہماری اطلاعات کس قدر وسیع ہیں، اسکا سب سے بڑا کارنامہ یہ کہ اسنے ملک کو عیلامیوں سے پاک کر دیا، اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حمورابی سے پہلے تک عیلامیوں کا زور ملک میں باقی تھا، اور عجب نہیں کہ حمورابی کے اسلاف کا عدم اہمیت و شہرت اسی علت کا معلول ہو، اور یہی وجہ ہے کہ حمورابی سے پہلے کے بادشاہوں کے ساتھ شاہی القاب نظر نہیں آتے

اتبک جو کلمات اس خاندان کے ملے ہیں وہ عموماً حمورابی ہی کے ہیں، جن سے اس بادشاہ کی عجیب و غریب عظمت ظاہر ہوتی ہے

تورات میں سب سے پہلا جیسا سی واقعہ مذکور ہے وہ حضرت ابراہیم کے عہد میں شمالی عرب میں عراق اور شام کے بادشاہوں کی باہمی جنگ ہے، اس موقع پر شمعار (بابل کے بادشاہ کا نام امرا فیل یا امورا فیل مذکور ہوا ہے) الف اور ح کا اور ب، پ اور ف کا مبادلو، السنہ ساسیہ میں بہت متداول ہے، اسلئے عجب نہیں کہ امرا فیل، اصلاً امورانی ہو اور امورانی، حمورابی کا عبری تلفظ ہو، ”ال“ کا اضافہ (یعنی خدا) صرف عبری ناموں کی مناسبت سے کیا گیا ہے، جیسے اسرائیل، شامیل، حزقیل وغیرہ، امرا فیل اور حمورابی کے اتحاد کی بڑی دلیل و توثیق تقریباً اتحاد عصر اور اتحاد ملک بھی ہے، بہر حال اگر یہ قیاس صحیح ہے تو حمورابی اور حضرت ابراہیم کا باہم ایک ہی زمانہ ہوگا

۱۵ Rogers. vol. 1. P. 391

۱۵ کنونین باب ۱۲ - ۱۱

۱۶ Rogers. vol. 1. P. 390.

حمورابی کے ایک اور کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاید یہ دنیا کا سب سے پرانا متفقین ہو
 بابل کے ایک مندر پر اس کے قوانین کا خلاصہ درج ہے، جو تورات کے احکام سے بہت مشابہ
 ہیں جیسا کہ کثیراً ذکر کیا ہے، اہل ضلال کہتے ہیں کہ تورات کے احکام یہین سے ماخوذ
 ہیں، اور باب ہی کہہ سکتے ہیں کہ احکام ابراہیم کی شریعت کے ہیں، جنکو حمورانی نے سنا اور قبول کیا
 فَامَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَعَلِمُوْۤا اَنَّهٗ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّہِمْ
 حمورابی کے بعد جواد شاہ اس خاندان میں ہوئے وہ باب کی عظمت کو قائم نہ رکھ سکے



۱۴۵ حمورابی کے یہ قوانین انگریزی میں ایک رسالہ کی صورت میں چھپ گئے ہیں،

۱۴۵ اس باب کے تمام حوالوں کے لیے راجرس ٹائیٹل بابل و اسیر یاد رکھو،

عرب سامیہ یا عاصمیین

عراق کی طرح مصر میں بھی اس واقعہ کے تین اجزاء ہیں، روایت عرب، بیان اہل مصر اور تصدیق تحقیقات جدیدہ، بلکہ اس مقدمہ میں ایک چیز اور زیادہ ہے یعنی اشارات تورات،

روایت عرب

علامہ ابن قتیبہ کی عبارت ہے

فتنة العماليق امم تفرقوا في البلدان ومهم
فراعنة مصر،
مورخ یعقوبی لکھتا ہے

فاما ملكو النساء طمع فيهم العمالة ملو
الشام ففراعهم ملك العمالة، وهو يومئذ
الوليد بن دوسم ووطئ البلاد فرضوا
ان يملكو عليهم فاقام دهرًا طويلا، ثم
ملك بعده ملك اخر من العمالة يقال له
الريان بن الوليد وهو فرعون يوسف،
مصريون نے جب عورتوں کو بادشاہ بنایا، شام کے
بادشاہ جو عمالین تھے انہوں نے طمع کیا، عاملی کے بادشاہ
نوح کا نام ولید بن دوسم تھا ملک کو پالی کیا تھا، اہل مصر
اگلی بادشاہی پر راضی ہو گئے، ایک زمانہ تک یہ بادشاہ
زندہ رہا، پھر عاملین کا دوسرا بادشاہ ہوا، جس کو لوگ
ریان بن الولید کہتے تھے، حضرت یوسف کا سام فرعون ہی ہے

۱۔ کتاب المعارف ص ۶، مصر

۲۔ تاریخ یعقوبی جلد اول ص ۲۱۱، نیڈن،

جزئیات بیان اور نام کو صحیح نہیں لیکن اصل واقعہ ثابت ہو، اور کیا عجب کہ یہ عربی نام اصلی
ناموں کا ترجمہ ہو، اسی قسم کا بیان اور تاریخوں میں بھی ہے، عجم یا قوت میں ہے،

وقبل ان فراعنة مصر كانوا من العالمين
وكان منهم فرعون ابراهيم
وفرعون يوسف . . . وفرعون موسى (۶) . . .
مورخ طبری کی روایت ہے،

وانه ملك على مصر اخاه سنان بن علوان وهو
اول الفراعنة وانه كان ملك مصر حين
قدمها ابراهيم خليل الرحمن (۲۰۲ ج ۱ یوپ)
اُسے مصر پر اپنے بھائی علوان بن سنان کو بادشاہ
بنایا، یہ مصر کا پہلا فرعون تھا، حضرت ابراہیم جب
مصر گئے تو یہی فرعون تھا،

اس معاشرت کی تائید دیگر ذرائع سے بھی ہوتی ہے، جس کا بیان آگے آئے گا،

مورخ ابن جندبہ و ان کی تحقیق ہے

ان بعض ملوك القبط استنصر ملك
العمالقة لعهد فجاء معه
وملك مصر،
تبط (قدیم باشندگان مصر) کے بعض سلاطین نے
اپنے زمانہ کے شاہ عاملین سے مدد مانگی، وہ آیا اور
اُسے مصر قبضہ کر لیا،

اہل مصر کا بیان

سبع سے دو ہزار برس پہلے مصر پر ایک اجنبی قوم نے قبضہ کیا، اس کا نام اہل مصر سوس
(چرواہے) اور ہیک سوس (چرواہے بادشاہ) بنائے تھے، یہ چرواہے بادشاہ کون تھے،
عرب! جو اکثر شترانی سے جہان بانی تک پہنچے ہیں، اور اُس وقت بھی ان کو یہی لقب دیا گیا

لیکن کیا کیا جائے کہ چرہ اہموناہ مصر عرب کا بلکہ تمام اہم سامیہ کا قومی و ملی پیشہ ہوا اور اس کی تحریری شہادت آج سے دو ہزار برس پیشتر کی ہمارے پاس موجود ہے، تا آنکہ پیشوایان اہم سامیہ بھی اس سے ششٹی نہیں!

برہم اہموناہیں عرب چرہ اہموناہ کی نسبت اہل مصر کا اعتراف ہو کہ مسیح سے دو ہزار برس پیشتر مصر حکمران تھے، مصر کا قدیم مورخ اسکندرہ کا مانیثو جو، جس نے مسیح سے ۲۶۰ برس پیشتر یونانی میں مصر کی تاریخ لکھی تھی، اصل کتاب تو مفقود ہے، لیکن اسکی جستہ جستہ عبارتیں بعد کی یونانی اللسان مصنفین کے بیان منقول ہیں جن میں سے ایک یہودی مورخ یوسفوس بھی ہے۔

یوسفوس نے ایک خاص رسالہ ان یونانیوں کی رو میں لکھا ہے جو یہودیوں کی قدامت عہد مجد کے منکر تھے، اور اسی میں غیر یہودی مورخین کی شہادتیں نقل کی ہیں، جن میں سے ایک اسکندرہ کا یہ مانیثو بھی ہے، مانیثو نے سیکسوس کی نسبت جو کچھ لکھا ہے ہم اس کا بیان اقتباس کرتے ہیں

”ایک ہمارا بادشاہ طماؤس نامی تھا، اسکے عہد میں یہ ہوا، لیکن ہم نہیں جانتے کہ کیونکر ہوا، خدا ہم پر ظنا تھا، ایک عجیب طریقہ سے شریرا غفلت لوگ، ”اطراف مشرق“ سے چلے آئے، وہ اس قدر بہادر تھے کہ وہ ہمارے ملک میں گھس گئے نہایت آسانی سے بزورِ سرخ کر لیا، گو ان سے ہماری ایک قسمت آنا جنگ ہوئی، جب انھوں نے ہمارے سرداروں کو گرفتار کر لیا جنھوں نے انہیں

لے کر مدینہ مدینہ، یوسفوس نے ذکر دیا ہے کہ انھوں نے مدینہ صلیب پر لٹا کر ہرنی نے بکراں چھین اور میں نے بھی سر لہم بود جو انھوں نے بکراں چھانے سے پاکی دلت دھتھکا پہنکا لیتے ہیں ان کو یوسفوس پڑھنا چاہیے اور اپنی مذہبی کتاب تورات میں دیکھنا چاہیے کہ براہیم، اسحاق، یعقوب اور موسیٰ کا کیا پیشہ تھا؟

اپنی طاقت سے ہم پر حکومت کی تھی تو ہمارے شہروں کو جلا دیا، ہمارے دیوتاؤں کے پتھروں کو برباد کر دیا.....

آخر وہ حاکم بن بیٹھے، اور اپنا ایک بادشاہ بنایا جس کا نام ”سلاطیس“ تھا... سلاطیس نے مصر بالا اور مصر زیرین دونوں سے خراج وصول کیا، اور مناسب مقامات پر سڑکیں بنائیں، خاص طور پر مشرقی حصوں کی حفاظت اہل سیر کے مقابلہ میں پیش بینی کے لیے بہت کرتے تھے جو اس زمانہ میں قوی ترین قوت تھی.....

سلاطیس نے ۳۰ برس حکومت کی، پھر ایک دوسرا بادشاہ ہوا، جس کا ”پرو“ نام تھا، اور یہ ۴۴ برس زندہ رہا، بعد ازیں ۳۶ برس سات مہینے کے لیے ”ایوفیس“ بادشاہ ہوا، اور پھر ”جیناس“ نے ۵۰ برس اور ایک مہینہ تک حکومت کی، اور ان سب کے آخرین ”ایس“ بادشاہ ہوا، ۹۴ برس مہینے اسکی بادشاہی کا زمانہ ہو.....

اس تمام قوم کا نام ”ہائیک سوس“ رکھا گیا تھا، یعنی ”چرواہے بادشاہ“ کیونکہ ”ہائیک“ کے معنی مقدس زبان میں ”بادشاہ“ کے ہیں، اور سوس عام زبان میں چرواہے کو کہتے ہیں، اور ان دونوں لفظوں سے ملکر ”ہائیک سوس“ بنا ہے، لیکن ”بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ عرب تھے“..... ۱۱۰ برس یہ مصر پر قابض رہے،

ان عرب حملہ آوروں کے نام و لقب کے متعلق ایک بات یہاں قابل ذکر ہے، روایات صحیح عرب

میں فاتح مصر کا نام ”شَداد“ ظاہر کر گیا ہو، مائیتوں نے ”سلاط“ کہا ہو، حقیقت میں یہ دونوں لفظ
 معنی ایک ہی ہیں، ”شداو“ کے معنی قومی اور ”جابر“ کے ہیں اور ”سلاط“ بھی سامی زبانوں
 میں بھی معنی رکھتا ہے جس سے عربی زبان میں ”سلطان“ ”سلاطیہ“ اور ”سلطہ“ نکلے ہیں،
 ”ہیک“ کو اگر ہم ”شیخ“ کا محرف نہ کہیں جو امیر و کا خاص لقب ہے تو اس کو خاص
 مصری لفظ تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ مائیتوں نے بتایا ہے لیکن ”سوس“ کا لفظ تو خاص عربی ہے ”سوس“
 کے اصل معنی نگرانی و انتظام کے ہیں، اسی مناسبت سے چرواہے کو بھی ”سوس“ ابتدا کرتے
 ہونگے، جس سے منتقل ہو کر گلہ بانی سے جان بانی کے لیے عربی میں یہ لفظ ستمل ہوا، اسی لفظ
 سے سیاست کا لفظ اب عام طور سے اس معنی میں بولتے ہیں، (سیاست کا اصل ادہ، لغت میں ہی
 ”سوس“ ہی معنی اول یعنی گلہ بانی چوپانی کا اثر باقی صرف ایک لفظ میں ہمارے ہاں باقی ہے،
 یعنی ”سکیس“ خادم اسپ، عجب نہیں کہ عبری میں یہی لفظ ”صوص“ DAD گھوڑے
 کے لیے ستمل ہوا ہو تیسرے بادشاہ کا نام ”ابوفیس“ بھی عربی وضع کا ہے، آخری نام ”اسیس“
 وہی نام ہے جس کو ہم ”عزیز“ کہتے ہیں، اور اب تک امرائے مصر کا لقب جانتے ہیں، اور ایک عجیب
 بات یہ ہے کہ قرآن مجید میں حضرت یوسف کے قصہ میں ”عزیز“ ہی کا لفظ پاتے ہیں،

قرآن تورات

توراة میں حضرت ابراہیم کا جب پہلی بار ظور ہوتا ہے تو وہ اپنے خاندان کے ساتھ عراق سے
 مصر تک کی زمینوں میں سفر کرتے ہوئے ملتے ہیں، وہ اپنی بیوی سارا کو جو رشتہ کی بہن بھی تھیں،
 اپنی بہن ظاہر کرتے ہیں،

فرعون مصر قرا بت کی درخواست کرتا ہے، پھر جب واقعہ ظاہر ہوتا ہے تو خود اپنی بیٹی

سہ ”سی“ اور ”س“ جو سلاطیس کے آخری ابجد ہیں، ان کے آخر میں یونانی و رومن میں، نام لکھ کر دیے جاتے ہیں،

”ہاجرہ“ کو کنیزگی میں پیش کرتا ہوا، کیا اس سے منہی قلع کی بوہین آتی!

ڈیڑ سو برس کے بعد اتفاقاً حضرت یوسف مصر تشریف لیجاتے ہیں، اور بادشاہ کے کہ ان کا عبرانی ہونا ظاہر ہو جاتا ہو، اور اہل مصر عمران یون کو ذلیل جانتے ہیں اور ان کے ساتھ کھانا عار سمجھتے ہیں، فرعون مصر یوسف کی عزت کرتا ہو، ان کو اپنا نائب السلطنت مقرر کرتا ہو، یوسف کے پدربزرگ اور حضرت یعقوب اور ان کے خاندان کے مصر آنے پر فرعون اور ارکان سلطنت خوشی کا اظہار کرتے ہیں، اور ان کے مرنے سے نہایت رنجیدہ ہوتے ہیں۔ اور سب سے عجیب یہ ہو کہ حضرت یوسف اپنے خاندان کو تاکید کرتے ہیں کہ فرعون اگر پوچھے کہ تم کون ہو؟ تو یہ جواب دینا کہ ”ہم چرواہے ہیں! اور چوپانی ہمارا آبائی پیشہ ہو!“ اور پھر خود تورات کا یہ عجیب تر بیان کہ ”مصری ہر چوپان سے نفرت رکھتے تھے، اور یقیناً یہ سیاسی نفرت تھی، ان آثار سے ثابت ہوتا ہو کہ چرواہے بادشاہوں کا درجہ تاریخی ہو، اور حضرت یوسف اور بنی اسرائیل کا قیام انھیں عرب سامیہ یا چرواہے بادشاہوں کے عہد میں ہوا، جیسا کہ مورخین عرب کا بھی بیان ہو، اور یہ بھی اُس سے واضح ہوتا ہو کہ ان عبرانی اور مصر کے خاص شاہی خاندانوں میں ضرور کوئی خاص قومی تعلق تھا، جب کا اظہار گناہ حضرت یوسف بادشاہ واس علم کے کہ مصری ہر چوپان سے نفرت رکھتے ہیں، ”چوپانی“ کے ذریعہ سے کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ جیسا کہ اوپر گذر چکا اہل مصر اس بدوی حکمران خاندان کو تحقیراً ”شاو“ یعنی چوپان کہتے تھے،

۱۔ تورات تکوین۔ باب ۲۲-۲۶۔ ۲۔ تورات تکوین باب ۲۶-۳۲۔ نیز باب ۴۰-۴۱۔

۳۔ یہ واقعہ کہ ہاجرہ فرعون کی بیٹی تھیں، تورات میں نہیں مگر یہودی روایات میں موجود ہو اور ان کا مصری ہونا تورات میں بھی مسلم ہو، ۴۔ تورات تکوین باب ۴۱-۴۲۔ ۵۔ تورات تکوین باب ۴۵-۴۶۔ ۶۔ تورات تکوین

باب ۵۰-۵۱۔ ۷۔ تورات تکوین باب ۴۶-۴۷۔

ہمارے خیال کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ تاریخ نے عرب سامیہ کی حکومت مصر کی جو مدت قرار دی ہو یہ تقریباً وہی ہے جو ابراہیم سے (جو ابتدا سے حکومت کا زمانہ ہم فرض کرتے ہیں) حضرت موسیٰ سے کچھ پہلے تک (جو اختتام کا زمانہ ہے) تورات نے قرار دی ہے، یعنی تقریباً ۵۲۵ برس، کیونکہ بنی اسرائیل کی سکونت مصر کا زمانہ جو حضرت یوسف سے حضرت موسیٰ تک امتداد تو راتہ نے ۴۳۰ بتایا ہے، اس پر حضرت ابراہیم سے حضرت یوسف تک کا زمانہ اور اضافہ کرو، یہ چار پشتیں ہیں جنکے لیے ۱۰۰ برس فرض کیا جاسکتا ہے، مجموعہ ۵۳۰ ہوتا ہے، اور ایفٹو اس حکومت کا زمانہ ۱۱۵ بتاتا ہے، چند سال جو تورات میں فاضل ہیں یہ وہ ہیں کہ دوسری وطنی حکومت مصر میں قائم ہوئی جسکے چند سالہ مظالم سہکربنی اسرائیل مصر سے نکلے،

بنی اسرائیل اور عرب سامیہ کے باہمی تعلق مصر کا نہ صرف تورات کے ان فقرہوں سے ثبوت ملتا ہے، بلکہ مصر و عرب دونوں کی تاریخ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، یعقوبی کی عبارت ہم نے پہلے بھی نقل کی ہے، اور پھر نقل کرتے ہیں،

فخر ملک بعداً مملکت اخومن العالفة
یقال له الریان بن الولید وهو فرعون
یوسف... ثم مملک فرعون... ثم مملک الودیدان المصطفیٰ
اسکے بعد القیین سے ایک اور بادشاہ ہوا جسکا نام ریان بن ولید تھا، وہ حضرت یوسف کا فرعون ہے،... پھر حضرت موسیٰ کا فرعون بادشاہ ہوا جسکا نام ولید بن مصعب ہے،

لیکن ایک بڑی غلطی ان روایات میں یہ ہے کہ فرعون موسیٰ کو بھی عمالیق میں شمار کیا گیا ہے حالانکہ حضرت موسیٰ سے پہلے ہی ان کا اخراج ہو چکا تھا،

ادھر تو یہ غلط سمجھتے ہیں، ادھر مائیتو کے ہاں تاریخ مصر میں دو سر غلط بحث ہے وہ عربوں کو اور بنی اسرائیل کو گویا ایک ہی سمجھتا ہے، اور ظاہر ہے کہ باہر کا آدمی ایک قبیلہ کے باہمی خاندانوں کے

و فصل و وصل کو کیا جانتا ہو؟ ہندوستان میں تمام یورپین انگریزین، یورپ میں ترک ہر مسلمان کا نام
ہو، اسپین میں عرب اور مسلمان ایک تھے مانیشو کہتا ہو،

مصر کے بادشاہ... نے ان چرواہوں کو مفتوح کر لیا، اور درحقیقت
انکو مصر کے اطراف سے نکال دیا، لیکن وہ اوارس نام ایک زمین میں نظر بند
کر دیے گئے جسکی وسعت دس ہزار ایکڑ تھی،..... پھر اس شرط پر کہ
وہ مصر چھوڑ دینگے ربا کر دیے گئے... اور انھوں نے اپنا راستہ صحرا
کی طرف شام کا لیا، اور چونکہ وہ اسیر یا سے ڈرتے تھے اس لیے اُس ملک
میں جسکو یہودیہ کہتے ہیں... ایک شہر بنالیا جسکو یرد سلیم کہتے ہیں،

مانیشو نے یہاں متعدد غلطیوں کی ہیں اولاً وہ اقحون کو باہم ملا دیا، عرب سامیہ کی جلا وطنی اور
بنی اسرائیل کی قید دونوں کو ایک ہی خاندان سے متعلق سمجھا اثنانیا یہ کہ بنی اسرائیل عمالیق
سے خون زدہ تھے نہ اسیر یا سے، سوم یہ کہ بنی اسرائیل نے دریا کا راستہ اختیار کیا نہ صحرا کا،
تو راہ کے بیانات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہو کہ ام سامیہ میں سے عربوں کے تعلقات
مصر سے سب سے زیادہ تھے، اسماعیلی عربوں کی مان ”ہاجرہ“ مصر کی تھیں، خود حضرت
اسماعیل کی مان کے سوا بیوی بھی مصر تھیں، عربوں کے قافلے برابر مصر کو آتے جاتے تھے
خود حضرت یوسف کو دربار مصر تک جسے پہنچایا وہ عرب ہی تھے، حضرت یوسف کے
عہد میں جب مصور اُس کے آس پاس کے ملکوں میں قحط پڑا، تو میں سے جو عام روایت کے

Against Book I. Sect. 14.

۱۵۴ تک میں ۱۵۳ تک میں ۲۱-۴۱ ۱۵۴ تک میں ۳۰-۲۶ ۱۵۴ تک میں ۲۶-۲۹

روستے عاد و عمالین کا وطن تھا، یہاں کی شاہزادی نے مصر سے غلبہ طلب کیا تھا، یہ واقعہ اُس
کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جبکہ مسلمان علمائے آثار نے ابتدائی صدی میں پن مین پائے
اس کتبہ سے نہ صرف وراثت کے اس فقرہ کی تائید ہوتی ہے کہ ”تمام زمین میں قحط پڑا“ بلکہ
اُن عربوں میں جو یمن میں تھے اور اُن سامی عربوں میں جو اس وقت چرواہے بادشاہوں کے نام
سے مصر میں تھے، باہم تعلقات کا اظہار ہوتا ہے،

تحقیقات جدیدہ

مائنو نے جو کچھ لکھا ہے، اسے ایچ بیٹا لو جسٹ (عالم مصریات، یعنی آثار مصریہ) اس پر کچھ اضافہ نہیں کرتے
وہ صرف اُس کی شرح کرتے ہیں، آثار سے ثابت کرتے ہیں کہ ہیک سوس سامی عرب تھے بعض
اُس سے بھی آگے بڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خود مصری اصلاً شاید سامی عرب ہیں۔

”ہائیک سوس“ کے عرب ہونے کی نسبت سب سے پہلی شہادت ایک مستند جرمن

مورخ **ہیرن** H. L. Heeren کی پیش کرتے ہیں، مورخ موصوف لکھتا ہے،

”اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مختلف جہات سے مصر میں یہ قبائل حملہ آور تھے“

لیکن وہ جو مشرق سے آئے تھے یعنی عرب سب سے زیادہ زبردست تھے

یہ مصر میں تک دوڑ پڑے، ...

آگے چل کر لکھتا ہے،

”اُنکی لمبی داڑھی لمبے کپڑے ہر چیز اُن کے عرب ہونے کو ظاہر کرتی ہے“

۱۔ ابن ہشام اس کتبہ کی اصل عبارت کو ہدانی نے اکیل میں نقل کیا ہے، محمدی عبارت کا عربی ترجمہ مدسین لکچکا ہے،

۲۔ تاریخ مصر قلم، مصنفہ جی رالفسن، ج ۱ ص ۹۸، ۳۔ ج ۲ ص ۱۱۲، ۴۔ ج ۲ ص ۱۱۸،

جارج رالنسن G. Rawlinson. جو اسکوفڈ یونیورسٹی میں تاریخ قدیم کا پروفیسر تھا اور مصر کی تاریخ قدیم کا مصنف ہو گیا ہے:

مصر پر پانچ سلطنتوں میں بٹ گیا تھا، اس کے ضعف نے شمالی مشرق سے باہر کے حملہ آوروں کو طمع دلایا۔ ۲۰۰۰ ق م میں یا اس کے کسی قدر بعد ایک طاقتور دشمن شمالی مشرق سے مصر پر یمن میں داخل ہو گیا، یومفط کی حکومت کے برباد کرنے اور ملک کے حصہ زیرین واقع طول البلد ۳۹ - ۳۰ پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

یہ حملہ آور، ہائیک سوس یا چرواہے بادشاہ تھے، جو شام یا عرب کے صحراؤں اور بدوی لوگ تھے،

یہی مصنف دوسری جگہ لکھتا ہے۔

”مصریوں کے دوسرے دشمن اس جانب میں شاشوش تھے“ جو شاید

ہیک سوس ہیں، اور بظاہر عرب معلوم ہوتے ہیں۔“

ایک جرمن فاضل بروکش ہرنخ Brugsch Heinrich نے مصر کی تاریخ

صرف کتبات و آثار کی بنا پر لکھی ہے، تاریخ مذکور میں فاضل موصوف کی تحقیقات کا خلاصہ یہ ہے

کہ ہائیک سوس یقیناً سامی تھے، مصر کی زبان قدیم میں ”ہائیک“ بادشاہ، اور ”سوس“ چوپان

اور اہل باد یہ کہہ سکتے ہیں، اہل عرب کی اس روایت کو بھی اس نے تائید نقل کیا ہے کہ ”شداد

بن عادی نے مصر پر حملہ کیا تھا“

برٹش میوزیم، لندن میں مجموعہ مصری Egyptian Collections

میں، ۱۹۰۹ء میں ایک اٹکا دلیل نامہ Gurde لکھا گیا، جو معلومات تازہ کا خلاصہ ہے،
 ”ہائیک سوس“ کے متعلق اس میں حسب ذیل تحقیق ہو کر

تیرہویں خاندان حکومت کے زوال کے بعد نسبتاً فوراً ہی مصر زیرین (ڈولٹ)
 اور شمالی اطراف مصر پر متحدہ سامی بدوی قبائل نے آہستہ آہستہ قبضہ کر لیا،
 جسکے سرداروں کا نام بروایت یوسفوس (التوفی سنہ ۶۷ء) ”ہائیک سوس“
 یا چرواہے بادشاہ تھا، لفظ ”ہائیک سوس“ دو مصری لفظوں سے اخذ ہوا
 ”ہیکو“ اور ”شاشو“ یعنی ”شیخ“ یا حاکم قبائل بادئہ و صحراے مشرق
 و شام وغیرہ

W. Cook Toy ایک انگریز مورخ صاحب جو ایک چھوٹی سی لیکن مستند تاریخ کے مصنف

ہیں، فاتح عربوں کی شجاعانہ قوت سے ہم ہم ہو کر لکھتے ہیں،

زمین عرب، جان کے بادیشین قبائل جو تاریخ کے قدیم ترین عہد سے

گلہ بان اور غارتگر ہیں اور اب تک ہمارے زمانہ تک بھی وہ ایسے ہی ہیں، ان
 مصر میں داخل ہونے والی قوموں کی مان تھی، جنہوں نے نہایت سختی سے
 قدیم مصریوں کو تباہ کیا، — ان کا نام ”ہائیک سوس“ تھا، یا ”چرواہے
 بادشاہ“

اس عصر جدید میں مسلمان مورخین میں ”عالمہ“ یا عرب سامیہ اور ”ہائیک سوس“ کے ایک ہونے کا
 خیال سب سے پہلے ایک مصری مسلمان عالم، علامہ رفاعة یک طہادی کو پیدا ہوا، جسکی ذات

مصر کو دور انقلاب علی کا پسلا نتیجہ، اور معلومات مغربی و مشرقی کے پیوند کا پہلا اثر تھا، انکی تاریخ مصر بنام ”انوار توفیق الجلیل“ ۱۲۸۵ھ میں آج سے تقریباً پچاس برس پہلے شائع ہوئی ہے اس موقع کی عبارت یہ ہے:

ودولتہم تسمی دولة المقصود، واشتہروا | ان کی سلطنت کا نام ہیک سوس کی سلطنت ہے بادشاہ
بالتواذیخ باسم الملوك الوعاقد فی کتب | چر دا ہے بادشاہوں کے نام سے مشہور ہیں، اسلامی تاریخ
التواذیخ الاسلامیة یقال لہما لعلقة، | میں انکا نام عالم ہے،

جمہور کی اس آواز متفق ہیں کہ ہائیک سوس ”سامی عرب“ تھے، کبھی کبھی ایک ہی آواز بھی سنائی دیتی ہے کہ وہ تورانی یا منگلین تھے، آج سے ۸۰ برس پیشتر مشرور سی لینی Roselin نے خیال ظاہر کیا تھا، اس دعویٰ کے پاس اس دعویٰ کی صرف یہ دلیل ہے کہ ”سواس“ Scios جو ”ہیک سوس“ کا جز ہے اور ایک تورانی قوم کے یونانی نام سیٹینیس Scythies میں بعض حروف کی تسویر انگیز لفظی مناسبت ہے، جرمن عالم ہیرن Heeren نے اس کی تردید میں کہا ہے،

”ہائیک سوس جو مصر کے ایک بڑے حصہ پر مصر کے ۱۶-۱۷ اور ۱۸ خاندان حکومت میں قابض ہو گئے تھے، مشرور سی لینی کا اور میرا اس پر اتفاق ہے کہ وہ بدین تھے، کیونکہ آثار میں جو انکی تصویر دکھائی گئی ہے وہ گلوں اور چوپایوں کے چھبڈ کے ساتھ ہے، اس سے سب نے طبعی طور سے سمجھا ہے، کہ وہ حدود مصر کے بدوی قبائل تھے،

میں یقین کرتا ہوں کہ ان میں عرب قوم کو میں اپنے مخصوص خصوصیات میں

ڈاڑھی، لنبے کپڑے، اور کھلے رنگ میں پاتا ہوں، اور جو ایک ایسی راس
 جو جسکی قوت کے ساتھ شہادت خود ناقل روایت یہ یوسفوس نے دی ہو،
 مشرورسی لینی ان کو سیتیننس فرض کرتے ہیں، سیتیننس سے مقصود
 شاہ ایشیائے وسطیٰ کے تورانی بروی قبائل ہیں، لیکن اُنکے ذکر کردہ بیان
 سے علاوہ ازیں کوئی چیز ایسی نہیں ہو جو یہ دکھاسکے
 کہ ان قبائل نے اس قدر بعید زمانے میں کوئی ہم بغرض فتح اس قدر بعید
 فاصلہ کے لیے اختیار کی ہو،

مشرورسی لینی کی دلیل صرف لفظی تشریح پر مبنی ہو جسکی بنا پر انکو نظر آتا ہو کہ مصری
 نام Scios "سائس" Scythas "سیتینس" ہو جسکے معنی برباد کنندہ
 کے ہیں، میں اس مسئلہ کے اندر پڑنے کی جرأت نہیں کر سکتا، لیکن میں اپنے
 اعتراف و بیان میں بھی ترسیم نہیں کر سکتا۔

پچاس ساٹھ برس کے عرصے میں اس دھیمی آواز میں اور بھی ضعف آگیا ہو، آج سے دس بارہ
 برس پہلے ایک کتاب لکھی گئی ہو جس میں یہ تسلیم ہو کہ تنہا تورانی نہ تھے بلکہ سامی عرب بھی سین
 شریک تھے،

اس میں معتد بہ حد تک شک ہو کہ ہائیک سوس کس قومیت سے تعلق رکھتے
 تھے، وہ بعض صورت کفانی، عرب اور دوسرے سامی قبائل سمجھے گئے ہیں
 لیکن حجتی (ایک تورانی قبیلہ) بھی اُنکے ساتھ شریک معلوم ہوتے ہیں، اور
 ان کے لیڈر تورانی معلوم ہوتے ہیں اس فیصلہ کی بنا پر کہ آخری سلاطین

ہیک سوس کے جو دو حصے ابھی حال میں ملے ہیں وہ بالکل قرآنی شکل کے ہیں،

بعض اشخاص کی مشابہت شکل کو بغیر کسی تاریخی اور اثری دلیل کے قومیت کا فیصلہ عجیب ہوا اور اسی لیے یہ آواز ہمیشہ بالکل غیر سموع رہی ہر تازہ ترین خیال جو برٹش میوزیم آپشنین کا ڈیوینس آثار مصریہ اور سائیکلو پیڈیا طبع یازدہم، مضمون (ایجپٹ) کو چھٹکر تنقہاً تسلیم شدہ نظر آتا ہو ہی کہے ہیک سوس "متحدہ سامی" تھے،

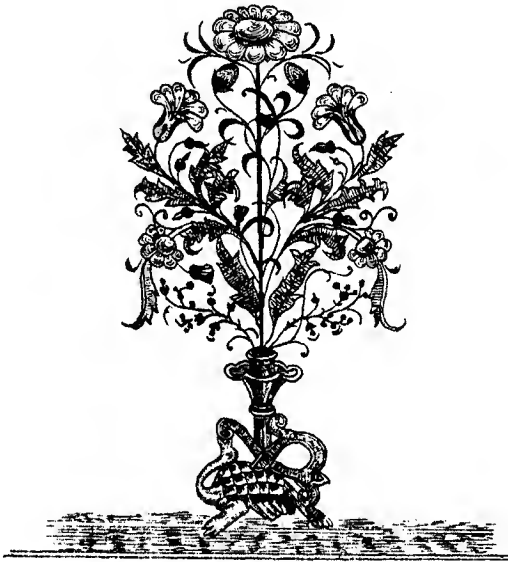
اور حقیقت یہ ہے کہ ہیک سوس کے عرب ہونے پر اس قدر سہم دلائل موجود ہیں جن کا استغناء محکم ہے، تم ان پر ایک بار اور مجموعاً نظر ڈال لو،

- ۱۔ عربوں کا بیان کہ انھوں نے زمانہ قدیم میں مصر چکومت کی،
- ۲۔ قدیم اہل مصر کا اعتراف کہ عرب یہاں حاکمانہ داخل ہوئے،
- ۳۔ ہیک سوس کے بادشاہ اول کے نام کا عرب کے ذکر کردہ فاتح مصر سے مطابقت معنوی لفظی،
- ۴۔ سلاطین ہیک سوس کے نام کا عربی اللفظاً سامی الماخذ ہونا،
- ۵۔ آثار میں ان کے حصے کا عربی شکل و لباس میں ہونا،
- ۶۔ عرب و مصر کے قدیم تعلقات،

- ۷۔ ہیک سوس کے جو اوصاف بیان کیے گئے ہیں ان کا بعینہ عربوں میں موجود ہونا،
- ۸۔ تورات کے قرآن و اشارات،
- ۹۔ علمائے آثار کی تائید،

- ۱۰۔ موزین یورپ کا علی الاکثر بیانات قدیمہ سے انکی عربیت کی تصدیق،
- ۱۱۔ ان تمام مباحث و مطارعات کے بعد سب سے آخری قطعی اور فیصلہ کن شہادت خود اُس

توم کی نقل کرتے ہیں جس نے ”شاسو“ کو اپنے ملک سے نکالا کہ وہ خود ”شاسو“ کو کیا سمجھتے تھے؟ مصر کا
 قدیم بادشاہ رعیس سوم اپنے ایک کتبہ میں اپنی ایک فتح کی نسبت لکھا ہے
 ”میں نے ساعیر کو جو ”شاسو“ کے قبائل میں ہیں برباد کر دیا“
 ساعیر سے مقصود اہل ساعیرین، جو شمالی عرب میں ایک کوہستانی مقام ہے اور جبارن، دومی عربوں نے
 ایک حکومت قائم کی تھی، تو راقمین کوہ ساعیر کا نہایت کثرت سے ذکر ہے،



عرب سامیہ

اسیریا، ایران، فنیقیہ، قریطاجنہ، کرسٹ اور یونان میں،
عرب سامیہ اولیٰ کا ان ممالک میں گزرا یہاں کسی حکومت کی تاسیس ایک تعجب انگیز واقعہ
ہو لیکن غیر معقول نہیں، ... انا مین بابل کی جگہ اسی ملک میں اسی کی حکومت قائم ہوئی، ایران
اس وقت تک کوئی مستقل ملک نہ تھا، اسیریا اور بابل کا ایک جز تھا، فنیقی (فنیشین) شام و فلسطین کے
سوا حل بحر ابیض پر آباد تھے، توراہ میں ان کو آرامی کہا گیا ہے، یہ دنیا کی سب سے پہلی تاجروں اور ایشیائے
یورپ کا سفر کرنے والی قوم سمجھی جاتی ہے، اور یہی قوم، جسے قدیم یورپ میں تہذیب کی روشنی پیدا کی،
اس نے ایک طرف افریقہ کی زمین شومرین کا تہج تمدن کی تخم ریزی کی اور دوسری طرف یورپ کے
برفستان (یونان) میں تہذیب و تمدن کی آگ روشن کی،

ان مباحث کی نسبت تفصیلاً بحث و اثبات تو طول کلام ہو، مستند چند کتابوں کے حوالہ
سے ضروری نتائج پر ہم اکتفا کرتے ہیں،

اسیریا۔

اسیریا کے متعلق سب سے آخری بحث میں ثابت ہو چکا ہے کہ وہ سامی قوم تھی اور یہ معلوم ہے کہ وہ
خلیج فارس کے سوا حل عرب سے ٹھیک اُسی راستہ سے بابل آئی تھی جس راستہ سے اس سے
پہلے دو مین عادیام سامیہ اولیٰ کا ادھر گزر ہوا تھا، اس بنا پر حقیقت میں اسیرین مسلمان عرب تھے،
اور اسیریا کی انٹری تاریخوں میں اس کے دلائل ہر جگہ عین گے۔

۱۔ سائیکس ریوڈس کے جلد ۱۱، ص ۵۲ راجس امریکی کی تاریخ بابل ج ۲، ص ۲۶، اسیریا۔

ایرانوں کی قدیم روایات میں مذکور ہے کہ جیشد کے بعد ضحاک نامی ایک عرب نے (خاندان ضحاک سمجھنا چاہئے) ہزار برس تک ایران پر حکومت کی۔

ہمارے مورخین کہتے ہیں کہ ضحاک مین کے ایک بادشاہ کا نام تھا، لیکن تاریخاً اور اثر اُس نے نام قدیم مین مین کا براہ راست ایران پر حملہ اور حکومت معلوم نہیں، اسکی صحیح توضیح یہ ہے کہ مین سے سواہل طلح عرب سے ہو کر اسیرا مین جو عرب خاندان حکمران تھا وہ ایران پر حملہ اور ہوا، اور ایک مدت تک اُس پر حکومت کی ایران کا بابل و اسیرا کی محکومی مین سید با کے عروج (۹۰۰ ق م) تک رہنا اب ایک مسلم واقعہ سمجھا جاتا ہے،

اسیرا کا دور جو دستملہ ق م اور زمانہ عروج دستملہ ق م سے متعلق ق م تک ہے،

فنیقیہ

فنیقی سواہل بحر ہض پر آباد تھے، تائراٹکے دارالحکومت کا نام تھا، اور ایشیا سے لیکر یورپ تک تجارت قدیم کے مالک تھے، عبرانی نام ان کا آرامی ہے، عادارم کے ذکر میں معلوم ہو چکا ہے، کہ بنو آدم کا مسکن عرب تھا، یہ تو اہل عرب کا دعویٰ ہے، لیکن خود ان اراسیون کا بیان ہے کہ وہ اس مقام پر بحرین کے پاس آئے ہیں جو عرب کا ایک ساحلی قطعہ ہے، اور جب کا پہلا نام تائرتھا، آتار کے رو سے بھی یہ تصدیق ہوتی ہے کہ ان کی زبان، مذہب اور رسوم نامتسا می ہیں، اس بنا پر اہل فنیسیا کے نامتسا کارنامے اہل عرب کی طرف راجع ہوتے ہیں،

قرطاجنہ

جہاں اقبا نسل بادی، فنیقی نیشن، آرامی عربوں کی آبادی تھی، جسکو عابدیہ کا ترجمہ

لے نزدیکی، کو ضحاک نازی، لے ناریخ طبری ج ۱ ص ۱۹۰، مصر لے بیات کے بعد، سوال لے رنگ ص ۷۷

کہتے ہیں، ان ارامی عربوں نے یہاں ایک عظیم الشان حکومت کی بنیاد ڈالی جس سے رومہ الکبریٰ کی حکومت بھی لرز گئی ہندسبال وغیرہ اسی خاک کے فرزند تھے، رومیوں سے متعدد معرکے ہوئے اور آخر زمین کے ہاتھ سے اسی سنہ میں برباد ہو گئے،

یونان و کریت

یورپ کا سب سے پہلا تمدن ملک یونان ہے اور یونان کا نام ترمدن و علوم و خطافیشیا سے ماخوذ ہے اور زمین سے اُنکی ترقی کا باب شروع ہوتا ہے، اس واقعہ سے اس مسئلہ پر روشنی پڑ سکتی ہے کہ عربی اور یونانی بین کیوں لازم تمدن و اشیاء تجارت کے بہت سے نام مشترک ہیں،

لیکن اس سے بھی زیادہ دلچسپ یہ مسئلہ ہے کہ عربوں کی براہ راست آبادی یورپ کے شمالیونان و کریت میں تھی، پلینی ایک یونانی جغرافیہ نویس اہل معین واقعہ میں کے ذکر میں لکھتا ہے کہ ”معین کے لوگ اپنے کو مینوس شاہ کے خاندان سے بتاتے ہیں“ ایک دوسرا یونانی مصنف اسٹرابو نیز یو بیا ملکہ یونانی کا ایک کتبہ ہے کہ قدیم باشندوں کی نسبت لکھتا کہ یہاں پہلی آبادی ایک ”عرب“ نوآبادی تھی جو قید موس کے ساتھ یونان میں تھی“

ہم ان فرقوں کا حاصل اتنا سمجھتے ہیں کہ عرب تاجر قدیم زمانہ میں یونان تک پہنچ چکے تھے اور وہاں اپنی کوئی تجارتی نوآبادی بھی قائم کر لی تھی۔



عاد اور قرآن

گزشتہ صفحات پڑھ لینے کے بعد معلوم ہوا ہو گا کہ عاد و صرف کوئی محدود اور مختصر قبیلہ نہ تھا، وہ ایک عظیم انسان قوم تھی جو دنیا کی قدیم ترین تہذیب کی بانی تھی، ایشیا اور افریقہ کا کثیر حصہ اُسکے زور و قوت کا نشانہ تھا، بڑی بڑی اور عظیم الشان عمارتیں اُسکے دست صنعت کا نتیجہ تھیں، اس بنا پر عرب کے لیے اس قوم سے زیادہ عبرت و بصیرت کا کوئی دوسرا نمونہ نہ تھا، اسی لیے قرآن مجید نے عرب کی اس عظیم الشان قوم کی داستان بار بار دہرائی ہو،

اب تک تاریخ قدیم اور تحقیقات جدیدہ کے روستے اس قوم کے حالات کا جو موقع پیش کیا گیا ہو، آپ دیکھیں کہ قرآن کی تصویر کیا اس سے لگتی ہے،

۱۔ معلوم ہو چکا کہ عاد بن سام کی نسل سے تھے، قرآن بھی یہی کہتا ہو

اَلَمْ نَخْلُقْكَ فَعَلْ رَبُّكَ بِعَادٍ اِذْ مَدَّ اَیْہِ	تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے خدا نے اُس عاد و ارم کے بھائی
اَلْعَصَادِ الَّذِیْ كَفَّٰهُنَّكَ مِنْ شَاہِہِ	کیا کیا؟ جو بڑی بڑی عمارتوں کے بانی تھے، جنکی نظروں پر
اَلْجِلَادِ (خود)	میں نہیں پیدا کی گئی،

بعض داستان گو مفسرین نے ”ارم“ سے ایک عجیب غلیظت باع مراد لیا ہو، جس میں سونے چاندی کی اینٹیں تھیں، اور لعل و گوہر کی بچہ کاری تھی، عاد کے بادشاہ شمشاد نے اُسکو بہشت کے مقابلہ میں بنوایا تھا، لیکن یہ دانشمند یہ نہ سمجھے کہ اس محال میں عاد و ارم میں باہمی نجوی تعلق کیا ہو گا؟ مشہور قراءۃ میں یہ بل مبدل منہ ہیں، شاید وہ مضنا و مضنا الیہ کی ترکیب قرار دیتے ہوں،

لیکن اس حالت میں قرآن شاذہ کے لزوم کے علاوہ، قافیہ جبکہ نظم قرآن معقوسی ہو باطل ہوتا ہو،
ابن خلدون نے اس موضوع پر ایک محقق بحث مقدمین لکھی ہو، اس موقع پر وہ قابل
مطالعہ ہو

۲۔ ہم نے دعویٰ کیا ہو کہ عا و ام سامیہ کے ہم معنی یا تقریباً ہم معنی ہیں، نیز یہ کہ وہ ایک عظیم الشان
حکمران قوم تھی، قرآن پاک باعلان عام اسکی تصدیق کرتا ہو،

وَ اِذْ كُنَّا اِذْ جَعَلْنَاكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذْ قُلْنَا لَكُمْ اَنْتُمْ اٰمُومٌ (اعران) | عا کے لوگو یاد کر خدا کے اس احسان کو کہ اُس نے
قوم نوح کی تباہی کے بعد تمکو خلافت (حکومت) عطا کی
قوم نوح کے بعد عرب اور اطراف عرب میں معلوم ہو کہ نوح کے بیٹے سام کی نسل (ام سامیہ)
نے ظہور کیا تھا،

۳۔ عا کی عظمت و جلالت اور تفوق سیاسی کے مفصل بیانات گذر چکے ہیں، انکو دعویٰ
تھا کہ مَنْ اَشَدُّ قُوَّةً (حم السبحہ) ہم سے بڑا دے زمین پر آج کون ہو؟ ان کے پیغمبر نے
کہا وَ تَتَخَلَّفُ رِجَالُهُمْ وَاٰخِرُكُمْ (ہو د) عجب نہیں کہ خدا تم سے لیکر اپنی خلافت کسی دوسری
قوم کو عطا کر دے؛

۴۔ عا بڑی بڑی عمارتوں کے بانی تھے، قرآن مجید نے اس واقعہ کو مشدود مقامات پر دہرایا
ہو، اور اسی لیے وہ اس قوم کو ”ذَاتُ الْاِعْمَادِ“ (ستونوں والے) کا خطاب دیتا ہو،

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ وَاِسْرَافٍ | تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے پروردگار نے اُس عا و ام
ذَاتِ الْاِعْمَادِ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ جَعَلْنَا مِنْكُمْ اٰمُومًا | کے ساتھ کیا کیا، جو بڑی بڑی عمارتوں والا تھا، جسکی
فی الْاِبْلَاقِ (البحر) | نظیر دنیا میں نہیں پیدا کی گئی،

دوسری جگہ حضرت ہوو کی زبانی ارشاد ہو،

اَتَّبِعُونَ بِكُلِّ دِينٍ اٰیةً تَعْبَثُوْنَ
وَتَعْبُدُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ
تُخَلَّدُوْنَ (شعراء)

اے عباد و انوار تم ہر خوش طبع مقام میں بیغایہ یا دگار
اور رکار گیری کے مٹکان بناتے ہو، شاید تم ہمیشہ
دنیا میں رہو گے

انہیں عمارات باقیہ کی طرف خطاب کر کے قرآن کہتا ہے۔

وَعَادًا وَتَعْمُودًا وَتَبَيَّنَ لَكُمْ
مِنْ مَّسْجِدِهِمْ (عنکبوت)

اور عادیث و تھوڑ کو ہلک کیا، اور ان کے گھروں کے کچھ حصے
تمہارے سامنے ہیں

دوسری جگہ کہتا ہے

فَاَصْحَبُوا اٰلِیَّیْہِ الْاَمْسَا کِنْہُمْ
(احقاف)

عادیہ مقام عام روایات میں بین بتایا گیا ہے، ام ساسیہ کو مسکن کو بیان میں کسی خاص مقام
نظر نہیں آتا،

کی تین بنین کی گئی ہے، صرف جزیرہ نامے عرب تک محدود کیا گیا ہے، لیکن قرآن نے ایک موقع
پر کہا ہے،

وَادُّكُمْ وَاَحْضَاہُمْ، اِذْ اَنْذَرْتُمْ مَہْ
بِالْاَحْقَافِ،

برادر عادیہ کو یاد کرو جب احقان میں اس نے اپنی
قوم کو ڈرایا،

”احقان“ صحراے رگستان کو کہتے ہیں، یہ صحرا جنوبی اور شمالی عرب میں دونوں طرف واقع
ہے، اس بنا پر پیغمبر عادیہ کے مقام نبوت کو جنوبی صحرا (میں) کے ساتھ تخصیص کا کوئی سبب نہیں ہے،
تو مولیٰ ملکی موعود اور سیاسی بدعتی خود اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے اخلاق و صفات
عالیہ کا پائیدار کس حد تک بہت ہو گیا ہے، عادیہ کے سیاسی تفوق و امتیاز کا دیگر مالک میں ابطال اس کی
دلیل ہے کہ وہ اس حد تک گر چکے تھے کہ جہاں پہنچ کر خدا کا غضب قوموں پر پھڑکتا ہے، اور ان کو

نہایت و نابود کر دیتا ہے، بابل، اسیرا، فیثیا، قرطاجنہ، یونان، رومان، فارسِ قدیم سب اسی
 کلیہ کے جزئیات ہیں سُبْحَانَ اللَّهِ فِي الْكَذِبِ خَلَقُوا مِنْ قَبْلُ، وَكَانَ جَدُّ لِسْتَةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا
 ایسے موقع پر خدا کا یہ قانون بھی ہے کہ قوم میں وہ کسی روحانی مصلحِ عظمٰی یعنی خود پیغمبر یا نائب
 پیغمبر (علما و مصلحین) کو پیدا کرے گا، جو قوم کو عبرت دلاتا ہو، اُسکے عیوب و مفاسد کی اصلاح کرنا
 چاہتا ہو، اُسکا مصلح وہی کی دعوت دیتا ہو، وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ بَيِّنَتْ رُسُلُنَا
 لَكُم بَيِّنَاتٍ تَمُوتُ مِنْكُمْ كَيْفَ تَارِخِ شَاہِدِ ہے کہ کبھی بد بختی کی انتہا یہ ہوتی ہے کہ ایک جماعت قلیل کے
 سوا، عموماً اُسکی آواز ہر طبقہ میں غیر مسموع ہوتی ہے، اور جو سنتے ہیں وہ سمجھتے نہیں اور جو سمجھتے ہیں اُنہیں اور
 نتائج صرف اُنکی موتوں ہیں، اس وقت خدا کا غضب، تلوار میں چمک کر، آسمان سے گرج کر
 یازمین سے پھٹ کر ظاہر ہوتا ہے، اور دوسری قوم کے لیے پہلی قوم کی جگہ صاف کر دیتا ہے،

بشت ہوا

اب وہ وقت آگیا کہ اس عظیم الشان و عظیم الجبروت قوم کو جس نے اپنے زور و قوت سے دنیا کو ہلا دیا تھا
 آخری دعوت دی جائے، آخر انھیں میں ہو و مبعوث ہوا جس نے اُن کو خدا کی آخری وارستانی
 پیغمبر نے کہا،

وَالْإِلَٰهَ أَخَاهُ هُوَ ۖ قَالَ يَقَوْمِ	اے میری قوم خدا کو بوج، اُسکے سوا تیرے لیے کوئی دوسرا
اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ	خدا نہیں، کیا اور کئی نہیں، اُسکی قوم کا وہ ملحد طبقہ جو کافر تھا
أَفَلَا تَتَّقُونَ ۚ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ	ہوا؟ اے ہود ہم تم کو قاتل میں مبتلا پاتے ہیں، اور تم کو
كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ ۚ إِنَّكَ لَمَّا كَرِهْتَ	مبعوث ہوئے والہا میں پاتے ہیں، ہود نے کہا اے

۱۔ ترجمہ: خدا کا قانون گذشتہ قومن میں بھی ہی تھا، اور خدا کے قانون میں تبدیل نہ ہوا گے،

۲۔ ترجمہ: اور ہم کسی قوم کو اس وقت تک مبتلا نہ کریں گے جب تک اُن میں پیغمبر بھیج دیں،

سَفَاهَةً وَرَأَيْنَاكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ، قَالَ
لَقَوْمٌ لَّيْسَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَلَكِيْ رَّسُوْلٌ مِّنْ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ، اَبَلَا تُكْمِرُوْنَ رِیَّیْ وَاَنَا لَكُمُ نٰجٍ
مِّنْهُنَّ، اَوْ حِجْبٌ مِّنْ جَاہٍ فَرُّوْا مِنْ رَبِّكُمْ عَلٰی كُلِّ
مَسْلَمٍ لِّیِّنْذٍ رَّكُّوْا ذُرُوْا رَدِّ جَعَلَكُمْ خُلَفَاۗءَ
مِّنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَرَاٰكُمُ الْخٰنِیْنَ بِصَلٰةٍ
فَاذْكُرُوْا اَلَّاۤءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُوْنَ

قَالُوْا اِحْشِنَاۤ اَتَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَدَّ مَا كَانَ
یَعْبُدُ اَبَاؤُنَا فَاْتِنَاۤ بِمَا نَعِدُ نَارِیْ كُنْتَ مِنَ
الصّٰدِقِيْنَ،

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَیْكُمْ مِّنْ رَبِّكُمْ رِیْحٌ وَعَصَبُ
اُجْحَادٍ لَّوْنِیْ فِی السَّمٰوٰتِ سَمِیْمُوْهَا اَنْتُمْ
وَاٰبَاؤُكُمْ مَا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ،
فَاَنْتَظِرُوْا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ
(۱ اعراف ۹)

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ
وَكَانُوْا مِنْ اَشَدِّ قُوَّةٍ، اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ
اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ اَسَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَكَانُوْا
بِاٰیٰتِیْ حٰجِدُوْنَ، (المجدة)

میری قوم، مجھ میں حماقت نہیں، میں میں پروردگار عالم کی
طرف سے رسول ہوں، اپنے پروردگار کے پیام کو پونجا ہوا
اور میں وحی قیت تمہارا خالص خبر خواہ ہوں، کیا تم کو تعجب ہوا
کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت، تم میں سے ایک
شخص پر اتاری، تاکہ تم کو تنبیہ کرے، یا وہ خدا کے اس
کو کہ اس نے تم کو قوم نوح کے بعد خلافت و حکومت دی، اور
تم کو خلق میں دست عطا کی، خدا کی نیت کو یاد کرو کہ خلق پر
کافروں نے جواب دیا، کیا تو اس لیے ہمارے پاس آیا
ہو کہ ہم ایک خدا کو چھوڑیں، اور دین کو ہمارے بزرگ پر چھوڑتے
اُن کو چھوڑ دیں، جس عذاب کا تم دعویٰ کرتے ہو، اگر تم سچے
ہو تو اسے آؤ،

پیغمبر نے کہا، تمہارے پروردگار کا عذاب و عظم پر آیا، کیا تم مجھ سے
اُن چند ناموں میں جھگڑتے ہو، جنکو تم نے اور تمہارے بزرگوں
نے رکھ لیا ہو، خدا نے اُس کے لیے کوئی دلیل نہیں اتاری،
عذاب کا انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں
لیکن ماونے بلا شتقاق، زمین میں غرور کیا، اور کہا کہ
مجھ سے طاقت میں بڑا ہو، کیا وہ بھی نہ سمجھے کہ جس خدا نے
اُن کو بنا یا وہ طاقت میں اُن سے زیادہ بڑا ہو، وہ ہماری
نشانیوں کے منکر تھے،

وَ اذْكُرْ اَخَاعَادٍ، اِذْ اَنْذَرْتَهُمْ
بِالْاَحْقَافِ، وَ قَدْ خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ بَيْنِ
يَدَيْهِ دَمْنٌ خَلِقُهُ، اَلَا تَتَّقُوْنَ اَلَا يَآه
اِنَّ اِخَادُنْ عَلَيْكُمْ عَذَابٌ يَوْمَ
عَظِيْمٍ،

قَالُوْا اَرَجَعْنَا اِلٰهَا فَلَکُنَا عَنِ الرَّحْمٰتِ، فَاْتٰنَا
بِمَا تَعِدُوْنَ اِنَّ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ،
قَالَ اِنَّمَا اَوَلَعُمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَبْلَیْکُمْ
مَا اُرْسِلْتُ بِہٖ وَلَیْسَتْنِیْ اَرَاکُمْ
قَوْمًا یَّجْہَلُوْنَ، (احقاف)

وَ اِلٰی عَادٍ اِخَاہُمْ هٰؤُلَاءِ، قَالَ فِیْہُمْ
اَعْبُدُوْا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِہٖ
لَآ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ، یَعُوْمُ لَا اَسْئَلُکُمْ
عَلِیْہِ اَحْجًا، اِنْ اَجَزٰی اِلَّا عَلٰی الَّذِیْ
فَطَوْرُنِیْ، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ وَ لَقِیْمُ اسْتَغْفِرُ
رَبِّکُمْ ثُمَّ تَوْبُوْا اِلَیْہِ یَسِّرِ
السَّمَاءَ عَلَیْکُمْ مِّیْدَآءًا وَ نَزَّلَ کُمْ
فِیْہِ اِلٰی قَوْمِکُمْ، وَ لَا تَسْؤَلُوْا
مُجْرِمِیْنَ،

عاد کے بھائی (ہود) کو یاد کر جب اُس نے اپنی قوم کو حکم
رکستان میں منبہ کیا، خدا کی عین تک و حکیمان اُس کے سامنے
اور اُس کے پیچھے تھیں، اُس نے کہا، اس ایک خدا کے ساتھ
اور کسی کو نہ پوجو، میں دُعا ہوں کہ تم پر کوئی بُرا عذاب
نہ آئے،

انہوں نے کہا، اسے ہود تو اس لیے ہمارے پاس آیا
کہ ہم اپنے دیوتاؤں سے مر مر کر دے، جس عذاب کا تم
دعویٰ کرتے ہو، اگر سچے ہو تو اُس نے کہا کہ اس کا
علم خدا کے پاس ہے کہ عذاب کب آئے گا، جو پیغام
نیکرین بھیجا گیا ہوں وہ صحت نگو پہنچاتا ہوں لیکن میں
تم کو نادان قوم خیال کرتا ہوں،

نادان کی طرف ہم نے اُسے بھائی ہود کو بھیجا، اُس نے کہا میرے
بھائیو! خدا کو پوجو، اُس کے سوا انہما کوئی خدا نہیں، دوسرے
خداؤں کا نام کہتا صرف افتراء ہے، بھائیو! اس غلط فہمی
کا کوئی معاوضہ میں تم سے نہیں چاہتا، میرا سعاد و رضا میرے
لازم ہے جسے مجھ پر پیدا کیا، کیا تم نہیں سمجھتے؟ : بھائیو!
خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو، اُس کی طرف جمع کرو
تو وہ آسمان کو تم پر برساتا ہوا بھیجے گا، اور تمہارے زور و
قوت میں ترقی دے گا، گناہ و نیکر منہ نہ پھیرو،

قَالُوا يَهُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ
بِتَارِكِي آلِ هَارُونَ عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ
بِمُؤْمِنِينَ إِنْ نَقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ
بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ

قَالَ إِنْ أَشْهَدُ اللَّهَ وَأَشْهَدُ أَنِّي بَرِيءٌ
مِمَّا تُفْرِكُونَ، مِنْ دُونِهِ فَلَيْدٌ بِي
جَمِيعًا نَمْلَكَ تَتَطَوَّلُونَ، إِنْ تَوَكَّلْتُ
عَلَى اللَّهِ رَزَقْنِي ذَرْبُكُمْ، مَا مِنْ دَابَّةٍ
إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنْ رَزَقْنِي عَلَى صَدَاقٍ
مُتَقَبِّلِينَ، فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبَلَقْتُكُمْ مَا
أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا
عَبْدَكُمْ، وَلَا تَصُورُونَ شَيْئًا، إِنْ رَزَقْنِي عَلَى
كُلِّ شَيْءٍ حَفِيفٌ، (هود ۱۰)

كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ إِذْ قَالَ لَهُمُ أَخُوهُمْ
هُودٌ، أَلَا تَتَّقُونَ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ،
فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاطِيعُونَ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ
أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ، أَتَنْبُوْنَ
بِكُلِّ دَبْعَةٍ تَتْبَعُونَ، وَتَجْهَدُونَ مِنْ مَتْنَانٍ
أَعْلَمُكُمْ ظُلْمَ دُونِ، وَإِذَا بَطَشْتُمْ مَبِطَشْتُمْ

اُسکے بھائیوں نے کہا، ہو یا تم ہمارے پاس کوئی دلیل
نہ لائے صرف تمہارے کہنے سے تو ہم اپنے خداؤں کو چھوڑ کر تم
نہیں ہیں، اور نہ تم ہمارے خداؤں کے دے ہیں، تم تو یہی کہتے
ہیں کہ ہمارے بعض دیوتاؤں نے تم کو کچھ کر دیا ہو،

ہو دے کہا، میں خدا کو گواہ شہرہا ہوں، اور تم بھی گواہ رہنا
میں جبکہ تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو، خدا کے سوا اس سے
پاک ہوں، تم سب کلمہ میرے لیے سازش کرو، پھر مجھے
مہلت دو، میں نے خدا پر ہر دوسرے کی طرح سبوتا دیا اور دوتا
پروردگار ہی کوئی چلنے والا نہیں جسکی پشانی اُس کے ہاتھ
میں نہیں، مرا پروردگار صحیح راستہ پر ہو، اگر تم انکار کرو تو
میں جو پیغام لیکر بھیجا گیا تھا وہ تم کو پوچھا چکا، خدا تمہارے
سوا کسی اور کو حکومت بخشے گا، تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے،
مرا پروردگار ہر چیز پر نگہبان ہو

عاد نے پیغمبروں کو چھوڑا کہا، جب ان سے ان کے بھائی
ہو دے کہا، تم پر ہر گار بنو، میں تمہارا پیغمبر ہوں میں اس
خدا سے ڈرو، اور میری بات مانو، میں اس کے پیغمبر سے
کوئی معاوضہ نہیں مانگا، میرا معاوضہ پروردگار عالم کو دینا ہو
کیا تم ہر دیش قطعہ تمام میں میٹھا دیا دگا نشانی اور کار کیا
کی عازین بنانے ہو؟ شاید تم ہمیشہ رہو گے، جب کسی کو

پکڑتے ہو تو جا بیکر، خدا سے ڈرو اور میری بات مانو، اس خدا سے ڈرو جس نے تمہاری اُن نعمتوں سے مدد کی جس کو تم خود بھی جانتے ہو، چو پائے، اولاد دین، باغ اور چشمے، جگہ ڈھوکہ تم پر کوئی بڑا عذاب نہ آئے،

انھوں نے جواب میں کہا، خواہ تم وعظ و نصیحت کرو یا نہ کرو ہم ماننے والے نہیں، یہ لگے زمانے والوں کی عادت ہے، انہم پر عذاب آیا گا، ان لوگوں نے پیٹر کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو برباد کر دیا، اس واقعہ میں عبرت کی نشانی ہے، یہ لوگ اکثر ایما دار نہ تھے،

جَبَّارِينَ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَالْطَّيِّعِينَ وَاتَّقُوا
الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ بِأَنْعَامِ
وَبَيْنَتٍ، وَجَنَّتْ وَحُيُونَ اِلَىٰ أَخَانٍ عَلَيْكُمْ
عَذَابٌ يَوْمَ عَظِيمٍ

قَالُوا سَاءَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ اَوْ عَظُمْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ
مِنَ الْوَاعِظِينَ، اِنْ هَذَا اِلَّا اَخْلُقُ الْاَوَّلِينَ
وَمَا نَحْنُ بِمُعَذِّبِينَ، فَكَذَّبُوهُ فَاهْلَاكْنَا لَهُمْ
اِنْ فِي ذٰلِكَ لَآيَةٌ وَمَا كَانَ اَنْزَهُمْ
مُؤْمِنِينَ. (الشعراء)

ان آیات پاک میں عاوی کی تباہی کے تین اسباب بتائے گئے ہیں جو ہمیشہ ہر قوم کی تباہی کے باعث ہوئے ہیں،

۱۔ غرور قوت، عاوی کو اپنی قوت پر ناز تھا، اور اسی طرح ہر قوم جو مجہد و تفوق پر قابض ہوتی ہے اپنے زندگی کے آخری دنوں میں بھی اپنی قوت پر مغرور رہتی ہے،
تکبرین عادی نے کہا۔ اے ہو دہین کس سے ڈراتے ہو،
قوت و زور میں ہم سے کون بڑا ہو!

حضرت ہوو نے کہا تمہاری قوت مسلم، لیکن اگر صلح و تقویٰ کی دعوت قبول کرو گے،
بِزِدْكُمْ قُوَّةً اِلَىٰ قُوَّتِكُمْ
لیکن وہ نہ سمجھے!

اَوْ لَعَنَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِي خَلَقَهُمْ اَشَدُّ
کیا وہ نہ سمجھے کہ جس خدا نے ان کو پیدا کیا وہ ان سے بھی زیادہ

اُن کو نہ صرف اپنی فوجی و سیاسی قوت پر ناز تھا، بلکہ اپنے افراد کی تعداد اور اپنی مواشی کی کثرت اور اپنے باغون کی بہتات پر بھی ناز تھا جو اس عہد کی سب سے بڑی دولت تھی، حضرت ہو نے کہا کہ یہ شکر کی بات ہو نہ شکر باری کی،

وَاَنْتَعُوْا لِلّٰہِ اَمَلًا کَہُمْ یَمَّا تَعْلَمُوْنَ، بِاَنْعَامِ اُس خدا کا خیال کرو جس نے تم کو وہ چیزیں عنایت دیں جنکو
وَبَنٰیْنَ، وَجَبَّتْ وَعُیُوْنٌ، تم جانتے ہو، مواشی، اولاد، باغ اور چشمے،
وَزَادَ کَہُمْ فِی الْخَلْقِ بَصۜطَةً، اور تم کو خلق و سعت عطا کی،

۲۔ ظلم و جور، قوم کی حاکمانہ زندگی کے لیے سب سے زیادہ ذہر قاتل ظلم اور جور و ستم ہے، اقوام عالم کی تاریخ اس دعویٰ پر بہترین شاہد ہے، عاوا اپنے ممالک مقبوضہ میں اکڑتے پھرتے تھے، بغیر کسی استحقاق کے تو یوں کو پھیرتے تھے، جیسا کہ ہر عہد کے عاوا زمین کے ہر قطعہ پر اکڑتے پھرتے ہیں اور مصدوم قوموں کو پھیر پھیر کر فنا کرتے رہے ہیں،

اَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ لٰیکن عاود نے زمین میں بلا استحقاق غرور کیا، اور کہا کہ کون ہے
وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِّنَّا قُوَّةً زور و قوت میں ہمارا،

عاو کی اس جباری و تنگبری کا ثبوت مفتوح اقوام کی زبان سے بھی ملتا ہے،

”خدا ہم سے ناراض تھا، ایک عجیب طریقے سے اطراف مشرق سے شریر خلقت لوگ چلے آئے، وہ اس قدر قوی تھے کہ ہمارے ملک میں گھس گئے اور بزور نہایت آسانی سے اُس کو مسخر کر لیا۔۔۔۔۔ جب اُنھوں نے ہمارے سرداروں کو گرفتار کر لیا۔۔۔ ہمارے شہروں کو جلادیا، ہمارے دیوتاؤں کے مندر گرادیے، اور تمام باشندوں کے ساتھ وحشیانہ طریقے سے سلوک کیا، اور نہ صرف یہ بلکہ بعض کو تھپا دیا“

سے مار ڈالا، اور انکی بیوی بچوں کو غلام بنایا،

۳۔ سب سے آخری چیز جو انتہائے بربادی عالم پر خداے واحد کا انگار، اور مہبودانِ باطل کی پرستش ہو! ہو دئے کہا،

يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ،
أَفَلَا تَتَّقُونَ۔ (اعراف)

بھائیو! خدا کو پوجو! اُس کے سوا کوئی خدا نہیں، کیا پرہیزگار نہیں بنے؟

يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ،
إِنَّا أَنْتُمْ لَا مُفْتَرُونَ۔ (ہود)

بھائیو! خدا کو پوجو! اُس کے سوا کوئی خدا نہیں، دوسرے خدا نہ ہمارا انتر ہو! نام تمہارا انتر ہو!

جواب وہی ملا جو اکثر تھا ہو،

قَالُوا يَا هُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي
الْآلِهَتِ نَا مِنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ بِلَكَ
بِعُودِينَ، (ہود)

اے ہود تم مجھے پاس کوئی حجت نہیں لانے صرف تمہارے کھنڈے سے ہم اپنے دیوتاؤں کو چھوڑنے والے نہیں، اور نہ ہم تم پر ایمان لانے والے ہیں،

ہو دئے اب خدا کا آخری پیغام پہنچایا،

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ
إِلَيْكُمْ وَيَسْخَرُ لَكُمْ
رَبِّيَ إِخَافِي عَلَيْكُمْ كِتَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ (احقاف سورہ)

اگر اعراض کیا تو میں تم کو جو پیغام دیکر بھیجا گیا تھا پہنچا چکا، خدا تمہارے سوا کسی اور کو حکومت دیگا۔ میں تمہا میں کہ تم پر بڑا عذاب آنے،

آخر وہ دن آگیا جب سنتِ الہی نے اپنی زمین کے لیے ایک وہ سری قوم کا انتخاب کیا، اور اس شریعہ کو احقاف کے باہر تلوار سے اور احقاف کے اندر ہموار دیگ کے طوفان سے برابر کر دیا، کہ یہ سب اُس کے ہتھیار ہیں، اُسکا ہاتھ انسانوں کے ہاتھ میں بھی دیسا یہی کام کرتا ہو جب طرح

ملہ یوسف کی تاریخ، جواذ سابق

ہوا، پانی اور آگ میں،

كَانَ رُسُلَنَا عَلَيْهِمْ رِيًا صَرَافِيًا يَكْلِمُ غِيَاثٍ
لِنُذِيرَهُمْ فَلَا بَاطِلَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَلَعَلَّكَ الْآخِرَةُ أَخْرَى (حم السجدة)

فَلَمَّا دَرَا آدَةً عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ قَالَ لَئِنْ
هَذَا عَارِضٌ مُعْطِرٌ لِّأَبْلِ هُؤُلَاءِ سَتَجِدُنَا فِيهِ
رِيًّا فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ، ثُمَّ مَكَرَ كُلُّ شَيْءٍ
بِأَمْرِ رَبِّهَا، فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ لَا يَأْكُلُ
مَسْكُونَتَهُمْ

(احقاف)

أَنَّا عَادُ فَاهْلَكُوا بِرِيٍّ صَرَافِيَةٍ
سَعَوْهَا عَلَيْهِمْ وَسَبْعَ لَيَالٍ وَتَمْيِيزَةً يَأْكُلُ
حُكْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى كَأَنَّهُمْ
أَعْمَادُ مُخْلِ حَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرَى لَهُمْ مِنْ
بَاقِيَةٍ، (الحاقة)

وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ
مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَنتَ عَلَيْهِ بِوَلَّاءٌ جَعَلْنَاهُ
كَالْهَبِ

ہم نے اُن پر خوش، دنوں میں پھر بھیجا تاکہ ہم اُن کو عذاب
ذلت کا اسی زندگی میں نرہ کھلائیں، اور عذاب اخروی
سب سے زیادہ ذلت والا ہو،

جب اُن کو بادِ مصر کا عذاب ایک بادل کی صورت میں بھیجا
تو اُنکی وادیوں کی طرف سے نظر آیا ہوا ہے ہم کو سیراب کر رہا
بادل ہے، نہیں بلکہ یہ وہ جو جسکی لے گنگنا رہا تو جلد ہی تھیں یہ
ہوا جو حسین دردناک عذاب ہے، جو اپنے خدا کے حکم سے ہر
کو برابر کر دیتی ہے، پھر وہ ایسے نیست و نابود کر دیے گئے کہ انکی
گھروں کے سوا اور کچھ باقی نہ رہا،

لیکن عادی وہ تند بادِ مصر سے برابر کر دیے گئے، خدا نے
جر کاٹنے والے سات روز اور آٹھ دن تک اُن پر اس ہوا
کو نگارنا تم دیکھتے ہو اس ہوا میں اُس قوم کو اٹھادہ جیسے
وہ کھوکھلے درخت کی جڑ تھے، کیا اب ان میں کالونی تم کو
زندہ نظر آتا ہو

اور عاد میں عبرت میں، جب ہم نے بے فائدہ خش ہوا کو
بھیجا جو ایسی تھی کہ جس شے پر اُسکا گذر ہو جاتا اُس کو برباد
ہوئی کی طرح کر چھوڑتی

اور لوگوں میں پانی کا دریا جو حسین کبھی کبھی طوفان آتا ہو، عرب اور افریقہ میں رگستان کا دریا ہے

کوسن تک ریگستان ہو، احقاق وہ عظیم الشان ریگستان ہو جس کی ٹون سیل تک وسیع ہو، اور اب اسکو المیہ الخالی کہتے ہیں، اس میں جتنے ہوا چلتی ہو زندگی دشوار ہو جاتی ہو، ریگ کے پہاڑ کے پہاڑ ہو اور اڑتے پھرتے ہیں، اور جہاں وہ تھمتے ہیں، اسکو دبا کر دفن کر دیتے ہیں، قافلہ کا قافلہ گاؤں کا گاؤں اس کے نیچے ویکرموت سے پہلے مدفون ہو جاتا ہو، پھر اتفاق سے جب بیان سے ریگ مٹی ہو تو بڑیوں کا قلعہ نظر آتا ہو، ایک انگریز سیاح جس نے اس طوفانِ سموم کا عرب میں نمونہ دیکھا ہو، اُسکی کیفیت یوں بیان کرتا ہو،

دو پہر تھی جنوب کی طرف سے دفنائو کے جھونکے آنے لگے، ہوا کی تیزی رفتہ رفتہ بڑھتی گئی..... میرے عرب رفیق نے اپنے چہرے کو کپڑے سے لپیٹ لیا، اور اونٹوں کو مارا کر تیز کرنے لگے، لیکن اونٹ بار بار بیٹھ جانے کی کوشش کرتے تھے، میں نے رفیقوں سے واقعہ دریافت کیا، لیکن نہایت گھبراہٹ کے ساتھ، صرف یہ کہا کہ ”سامنے کے نیچے میں اگر پہنچ گئے تو جان بچ جائیگی، اس نشان میں ہوا اور زیادہ تند و تیز ہو گئی، گرمی کی یہ شدت ہو گئی کہ معلوم ہوتا ہو کہ آسمان سے دوزخ اتر آئی ہو، بالآخر کوشش کر کے ہم خیمے تک پہنچ گئے، وہاں ایک عورت منہ لپیٹے اونڈھی پڑی تھی، ہمارے اونٹ ہوس کے رخ سے منہ پھیر کر ناک کو ریت میں گاؤ کر مرنے کی طرح پڑ گئے،

ہم بھی خیمہ میں جا کر منہ لپیٹ کر اونڈھے پڑ گئے، تاریکی اتنی شدید تھی کہ رات معلوم ہوتی تھی دس منٹ تک تقریباً یہی حالت رہی، پھر ہوا اور گرمی میں تخفیف ہوئی، جب ہم اُٹھے تو ہمارے چہروں پر مردنی چھائی ہوئی تھی،

حضرت ہو و کو عام طور سے ”عابر“ سمجھا جاتا ہے جو از رو سے توراۃ نام عبرانیوں کا باپ تھا، بظاہر ہم اس حق واد کی کوئی وجہ نہیں سمجھ سکتے، گو نصرانی مصنفین جو آبا سے توراۃ کا تاریخی ثبوت دھونڈتے ہیں، اور ایک ایک ذوق کو جو ان کے موافق ہو پہاڑ ماننے کو طیارے مٹے ہیں لیکن اپنی مخالفت میں پہاڑ کو ذرہ ماننے پر بھی آمادہ نہیں بدل و جان اس اتحاد کے مؤمنین،

عدن کے پاس عا دنا نیا کا ایک کتبہ ملا ہوا سین ہو و کا نام بھی مذکور ہو،

عام طور سے مشہور ہو کہ حضرت موت کے داس کو وہ میں حضرت ہو د کی قبر شریف ہو، اور اب تک لوگ اس کی زیارت کو آتے جاتے رہتے ہیں،

قوم عاد کی نسبت عام طور سے نہایت لغو باتیں مشہور ہیں، مثلاً یہ کہ ان کا قد کئی کئی گز کا ہوتا تھا، یہ شبہ اس لیے ہو کہ قرآن نے ان کو ذات العباد (ستونوں والے) کہا ہو اس سے وہ سمجھے کہ ان کا قد ستونوں کی طرح تھا، حالانکہ ”ستونوں والے“ سے مقصود ”عمار تون والے“ ہے دوسری جگہ قرآن میں ان کی نسبت ہو

وَدَا ذَاكَ فِي الْمَخْنَقِ بَصَاطَةً | خدانے تم کو بدن میں زیادہ تی بخشی،

بَصَاطَةً سے مقصود زور و قوت ہو یعنی خدانے تمہارے بدن میں و قوت بخشا ہو یہی محاورہ دوسری جگہ حضرت طالوت کی نسبت مستعمل ہو ہو، وَاذْكَ بَصَاطَةً فِي الْعِلْمِ ذَاكَ الْجَسَدُ اس سے یہ معنی کون سمجھ سکتا ہو کہ طالوت بڑے قد آور تھے، بلکہ یہ مقصود ہو کہ صاحب قوت تھے، یہ بھی عام طور پر مشہور ہو کہ عذاب کے بعد قوم عاد میں پھر کوئی زندہ نہ بچا، یہ غلط خیال قرآن کی ان آیتوں سے سمجھا گیا ہو،

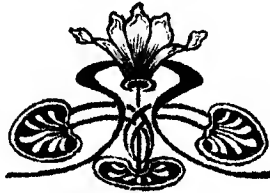
فَاَصْبَحُوا كَالْاَشْيَاءِ الَّتِي مَسَّا كُرْهُهُمُ (احقاف) | وہ اس طرح ہو گئے کہ ان کے گھروں و کچھ نظر نہیں آتا،

لہٰذا غلطی ترجمہ۔ خدانے اس کو بدن میں اور علم میں زیادہ تی بخشی ہو،

مَكَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى كَأَنَّهُمْ أُخِصُّوا غُلًى
 خَالِدِينَ فِيهَا قُلْ لِّهٖم مِّنْ بَاقِيَہٗ (الماعقہ)
 اس ہوا میں یہ قوم اس طرح اتار دی جیسی کہ کھلے درخت
 کی جڑ پھونکیاں ہیں سے اب کوئی زندہ نظر آتا ہو،
 لیکن یہ تو زمانہ نزول قرآن کا حال بیان کیا گیا ہو، اس سے دو ہزار برس پہلے کا حال کیا تھا، خود
 قرآن کہتا ہو،

كَأَنَّهُمْ مَّوَدَّعَيْنَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا
 وَكُتِبَ عَلَيْهِمُ الْمُنَافِقَةُ (اعراف ۹)
 ہم نے ہود کو اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے اپنی رحمت سے
 نجات دی، اور جنہوں نے ہماری نشانہ گیری کی تکذیب کی
 انکی جڑ کاٹ دی
 وَكَمَا جَاءَ أَمْرُنَا بِجَنَّتَيْنِ هَودًا وَآلِ هَارُونَ
 أَصْنَوْا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنَاهُم مِّنْ
 حَمَلٍ عَلَيْهِ غُلًى
 اور جیسے ہمارا حکم آیا ہم نے ہود کو اور جو لوگ اُس کے ساتھ
 ایمان لائے اپنی رحمت سے نجات دی، اور ان ہم نے
 ان کو بڑے عذاب سے نجات دی،

اور تیسری جگہ قرآن نے تفصیل کر دی ہو، اور ان ہلاک ہونے والوں کو عا داولیٰ کہا ہو،
 وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ، (نجم)
 اور اُس خدا نے عا داولیٰ کو ہلاک کر دیا،
 اس آیت سے خود بخود سمجھنا چاہیے کہ نجات پانے والوں کا عا دثانیہ نام ہو، ابن ہشام طبری نے
 عا داولیٰ و عا دثانیہ کے حال میں ایک کتاب لکھی تھی لیکن اب کہاں ملتی ہو۔



اندر وں عرب

یہ اُن قبائل کی سرگذشت تھی جو ملک سے باہر جا کر آباد ہوئے، خود اندرون ملک میں بھی بہت سی قومیں رہ گئی تھیں، جن میں ثمود سب سے زیادہ مشہور ہیں، اور انکی ترقی کا زمانہ عا داولیٰ کے بعد ہے، احم سامیہ کا جو حصہ باہر سے شکست کھا کر پھر عرب واپس آیا، اُس نے سو ڈیڑھ سو برس یہاں بھی اپنے عروج کو قائم رکھا، اسکی صبح مثال مسلمانوں کی ہو، فتنہ تاتار کے بعد بھی کئی سو برس تک وہ جیتے رہے لیکن اُنکی روح اُسی دن مر چکی تھی،

بہر حال خواہ باہر سے منہرانہ واپس آکر یا خود عرب میں رہ کر جن قبائل نے اندرون ملک میں جنگوں قائم کیں وہ یہ ہیں،

حضرت سے سوا اہل خلیج فارس کے طول میں عراق تک عا د ثانیہ، عرب میں حجاز سے حدود سینا تک ثمود یا سہین طسم جدیس، بین میں اہل معین،

۱۔ عا د ثانیہ، یا عا د عرب

اس سے پہلے یہ معلوم ہو چکا ہو کہ حضرت ہود نے مع اپنے قبیعین و صالحین عا د کے عذاب سے نجات پائی، روایات عرب میں ہر کہ وہ عذاب سے پہلے عا د کی آبادی سے منسلک حجاز چلے گئے تھے، بہر حال نہیں، لقمان ام ایک نیک بادشاہ ہوا، اس کی عمر کئی سو برس کی بیان کی گئی ہو، اور یہ کچھ عجیب نہیں،

۱۰۔ یقال انہم انتقلوا الی جزیرۃ العرب لما ذامہم فیہا بنو حام

تمام قدیم قوموں کی ابتدائی تاریخ اسی قسم کے طویل العمر بادشاہوں سے شروع ہوتی ہے، عام طور سے اب اس قسم کی روایات کے یہ معنی سمجھے جاتے ہیں کہ اُس شخص کے خاندان میں حکومت کئی سو برس تک رہی، اور مجازاً بجائے خاندان کے خود اُسکا شخصی نام خاندان قرار دیا گیا، اس بنا پر لقمان کی عمر سے خاندان کی عمر اولینی چاہیے،

حضرت لقمان

یہ لقمان کون تھا؟ روایات عرب میں ایک شخص لقمان مشہور ہے، جسکو لوگ اب عموماً حکیم لقمان کہتے ہیں، اسکی طرف حکایات و تشبہات حکیمانہ کثرت سے منسوب ہیں، قرآن میں بھی لقمان کا تذکرہ ہے، اور اُسکے بعض فصائح کا حوالہ ہے، ہم ان دونوں کو ایک ہی سمجھتے ہیں، اور اس اتحاد کی ہمارے پاس ایک قدیم شہادت بھی موجود ہے، مشہور مورخ ابن اسحاق المتوفی ۱۵۰ھ جسکی سیرت آج آنحضرت صلم کے حالات میں قدیم ترین تصنیف ہے، اور تصنیفات موجودہ کی بنا پر عرب قدیم کاتب سے پہلا مورخ ہے، کتاب التیجان میں جو مخصوص عرب قدیم کی تاریخ میں یہ روایت کرتا ہے،

قال وهب فلما مات شداد بن عاد صار	وهب (ایک مشہور راوی) نے کہا کہ شداد بن عاد جب مر گیا تو
الملك الى اخيه لقمان بن عاد وكان اعطى	حکومت اُسکے بھائی لقمان بن عاد کو ملی، خدا نے عاد کو وہ کچھ
الله لقمان مالم يعط غيره من الناس في زمانه	نے رکھا تھا جو کسی دوسرے کو اُس زمانہ میں نہیں دیا تھا،
اعطاه حاسة مائة رجل وكان طويلاً	اُسکو اس سوا آدمیوں کے برابر خدا نے دیے تھے، اور اپنے
لقادب اهل زمانه، قال بن وهب قال بن عباس	معاشرین میں سب سے زیادہ وہ طبعاً قاتم تھا، ابن وهب نے
كان لقمان بن عاد بن الماطط بن السلائك بن	کہا کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ لقمان بن عاد بن الماطط

دائل بن حمیر نبیا غیر موصول، | ابن سلک بن اہل بن حمیر و نسبہ اسمعین بن ابی ہاشم تھا
عام لوگ غلطی سے لقمان عا د اور لقمان حکیم کو دیکھتے ہیں، عرب کے افسانہ گو کہتے ہیں کہ لقمان حکیم
افریقہ الاصل تھا، اور ایک غلام کی حیثیت سے عرب میں آیا تھا، بعض علماء یورپ، لقمان حکیم
اور ایساپ نام ایک یونانی حکیم کو ایک قرار دیتے ہیں اس اتحاد کی جو دلیل وہ پیش کرتے ہیں
وہ یہ کہ ان دونوں کی طرف جو حکایات و مثیلات منسوب ہیں وہ تقریباً ایک ہی قسم کے ہیں، لیکن یہ
ایک تعجب انگیز استدلال ہے، کسی دو تصنیف کے مطالب کا اتحاد، ان کے مصنفین کے اتحاد شخصیت
کو اگر مستزم ہو تو افسوس ہو کہ اس جرم میں ہکو سینکڑوں تاریخی اشخاص کے شجائے کا افسوس ہوگا، اسکے
بعد دوسرا سوال یہ کہ قدیم عرب حکماء یونان سے کب واقف تھے؟ عرب کا ایک شاعر جاہلی
سلمیٰ بن ربیعہ کہتا ہے،

اهلکن طسما و بدبا غنی ہم و ذاجدن | حادث زمانہ نے قبیلہ طسم کو اور اسکے بعد ذاجدون
واہل جاش و مادب دُحی لقمان، واللقون | شاہین، کو اور اہل جاش و مادب کو اور قبیلہ لقمان کو، متا دیا
اس دوسرے شعر میں سرف لقمان کا عربیے ناظا ہنر تاہو کہ ایک قبیلہ کا لاکھین کا باشندہ، اور عظمت
و شوکت میں ”سبا“ کا مقابل، اور یہ تمام باتیں لقمان عا د پر صادق آتی ہیں،
عرب میں لقمان نہایت مشہور تھا اسکا صحیفہ حکمت، خود عرب میں موجود تھا، اور لوگ
اسکو پڑھتے تھے،

عا د کا ایک کتبہ جو سلسلہ میں ملا تھا آئین چند حسب ذیل فقرے ہیں،
ہم پردہ بادشاہ حکومت کرتے ہیں جو کمینہ خیالات سے بہت دور، اور شریروں کو
سزا دینے والے تھے، اور ہود کی شریعت کے مطابق ہمارے واسطے پیدا ہوئے تھے

لہ ابن ہشام ذکر سوع و بیت عقبہ،

”اچھے فیصلہ ایک کتاب میں لکھے جاتے تھے“

کیا ہم ان آخری الفاظ سے جو کاغذ پر نہیں پتھر پر لکھے پاس لگے ہیں، نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ صحیفہ لقمان لقمان کے ”اچھے فیصلے ایک کتاب میں لکھے ہوئے“ تھے،

اس نیک دل بادشاہ کا جو ہود کی شریعت کا متبع تھا، قرآن نے بھی ذکر کیا ہے، اور انکی

نیکلی اور دانائی کی شہادت دی ہے،

جسک ہم نے لقمان کو دانائی دی کہ خدا کا شکر کرو اور جو خدا کا شکر ادا کرتا ہو اس کا نفع خود اسکو ملتا ہو اور جو کوئی ناشکری کرے ہو تو خدا بے پروا اور رحمہ کیا گیا ہو،

لَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَفِيرٌ حَمِيدٌ،

باد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا
فرزند من! خدا کے ساتھ شرک نہ کرنا، شرک بڑے ظلم کی بات
ہو، خدا کہتا ہے کہ، مے انسان کو مکلم دیا ہو، بچے ان باپ کے
ساتھ نیکی کریں اسکی مان نے اسکو بیت میں رکھا،
مکڑوری پر مکڑوری، دو برس کے اندر اسکا دودھ پھیر لانا ہو
اسے انسان مراد اور اپنے مان باپ کا شکر گزار ہو، ہمارا گشت
میری طرف ہو، اگر والدین تجھو میرے شرک پر مجبوز کریں تو نیکیا
کنا دانا، لیکن دنیا میں نیکی کے ساتھ انکے ساتھ رہنا،
اور ان لوگوں کا پیرو بن جو میری طرف جمع کرتے ہیں
پھر میری طرف باز گشت تمہاری ہو، تمکو بتاؤ گا جو تم کیا کرتے
تھے، فرزند من! اگر رانی کے دانکے برابر بھی کوئی چیز ہوگی

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَبْنِي كَلَامًا
تُشْرِكُ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ،
وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا، طَعْنَةً أُمِّهِ
وَهُنَا عَلِيٌّ وَهَنٌ وَفَضْلُهُ فِي عَائِشَةَ إِنَّ اشْكُرْ
وَلِلَّهِ دِيكَ إِلَى الْمَصِيرِ، وَإِنْ جَاهَدَاكَ
عَلَىٰ أَنْ تَشْرِكَ بِِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ حِلْمٌ،
فَلَا تَطْعَمْهُمَا، وَمَا جِئَهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا،
وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَىٰ تَعَالَىٰ مَرْجِعُكُمْ
فَأَنبِتُكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ، يَبْنِي كَلَامًا مُنْقَالًا
حَبَّةً مِنْ حَرْدَلٍ فَكُنْ فِي صَحْوَةٍ أَقْوَىٰ لِمَوْلَاكَ
أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ، إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ

اور وہ کسی چٹان کے اندر یا آسمان میں یا زمین میں جہی تو
تو وہ بھی خدا کے آئیگے خدا کے شہر باریک بین اور خبر رکھنے والا
ہو، فرزندِ مین! نماز پابندی سے پڑھا کر، اور نیک بات کی
لوگوں کو ہدایت کرو اور بُری بات سے روک کر، اور جو چھپرے
آئے اُس پر صبر کیا کر، یہ بُری باتیں ہیں، غور سے منہ لوگوں
سے نہ پھیر کر، اور نہ زمین میں اترا کر چل، یقین رکھ کہ خدا
مغفرواد و نفا رکھو بپار نہیں کرنا، اور اپنی چال میں سیانہ
بھی اختیار کر کر اپنی آواز کچھ نرم کر کہ بدترین آواز گدھوں کی
آواز ہو، (جو زور سے پچھتے ہیں)

خَيْرٌ يَنْتَ أَفْمَا الصَّلَاةَ وَأَمَّا الْمَرْغُفَ
وَأَنَّهُ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَأَصْبِرْ عَلَى مَا
أَصَابَكَ، إِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ
وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي
الْأَرْضِ مَكْبَهُ، إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُكْبِ
مُتَعَالٍ فَخُورٌ، وَأَقْصِدْ فِي مَشْيِكَ
وَاعْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ، إِنَّ أَنْكَرَ
الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ

(لقمان)

عادۃ ثانیہ کی تاریخ اثری

عادۃ ثانیہ کے متعلق کوئی مزید تاریخی یا اثری حال نہیں معلوم، اب تک اس قوم کا صرف ایک کتبہ جسے غزا
(واقع قریب عدن) کے کھنڈروں میں ۱۳۳۷ھ میں ملا ہوا اسکی دو سطریں ہم نے اوپر نقل کی ہیں،
یہ کتبہ ایک منہدم عمارت میں پھر پکندہ تھا، ایک انگریز افسر جیکب نام ولشد Wellsted تھا
ان کتبوں کا کشف ہوا، اور یہ سب سے پہلا عربی کتبہ ہے جو یورپ نے عرب کی سرزمین میں دریافت
کیا، اس کتبہ کی زبان اور خط جنوبی عربی ہے جسکو متاخرین غلطی سے حمیری کہتے ہیں، اور اب سنی نام
سے مشہور ہے، کتبہ کی اصل حمیری عبارت الگ صفحہ پر ہے، اسکا اردو ترجمہ بہ ترتیب سطر یہ ہے،
۱۔ ہم مدت تک اس وسیع قصر میں رہے ہماری حالت بد نصیبی اور دوبار سے
دور تھی، ہماری نہروں ہیں،

۲۔ اہل کتبہ اور مکمل و تزویر، اولاً انہیں ایک سوسائٹی کے جرنل ہیں چھاپا تھا، لیکن ہم نے فارٹسٹے نقل کیا ہے،

- ۲۔ دریا کا پانی اُمنڈ آتا تھا، سمندر موجیں مارتا ہوا ہمارے قلعہ کی دیواروں سے غصہ بنا کر ہو کر کٹرین مارتا تھا، ہمارے چشمے خوش آئند آواز سے بہتے تھے،
- ۳۔ بلند کھجوروں کے اوپر۔ جنگے باغبان خشک چھو ہارے ہمارے دیواروں کو چھو ہارے زمینوں لگاتے تھے اور خشک چاول بونے تھے، (۹)
- ۴۔ ہم پہاڑی بکروں کا اور جوان خرگوشوں کا شکار بنجروں اور جالوں سے کرتے تھے اور پھلیوں کو
- ۵۔ ہبل ہبل کر باہر نکال لیتے تھے، اور ہم آہستہ آہستہ خزانہ خزانہ، رنگ بزرگ کے ریشم کے کپڑے اور کاہی بنے مختلف الاوان جامہ پہنکر، چلا کرتے تھے اور ہم پروہ بادشاہ حکومت کرتے تھے جو مکینہ خیالات سے بہت دور اور سرنگو سزا دینے والے تھے ہود کی سرپرست کے مطابق،
- ۶۔ اچھے فیصلے ایک کتاب میں لکھے جاتے تھے اور ہم معجزات کا یقین رکھتے تھے، قیامت کے زاراؤ تہنون کے راز پر ایمان تھا
- ۷۔ رہن (دشمن) گھس آئے اور وہ ہمارے ساتھ کچھ جھگڑا کرتے، مگر ہم ڈگھو ڈنگو پوہ ڈال دیا، اور ہمارے کریم نوجوان سخت اور نوکدار نیزوں کو لیکر آگے بڑھے
- ۸۔ ہمارے خاندان کے مغرور بہادر مرد، اور عورتیں گھوڑوں پر بڑھ رہی تھیں جنگی گردین لمبی تھیں اور جو چمکا رکیت رنگ کے تھے،
- ۹۔ ہماری تلواریں پرستور دشمنوں کو زخمی کر رہی تھیں اور چھید رہی تھیں، یہاں تک کہ اُن کے قلب پر حملہ کر کے اُن کو مفتوح اور بالکل پست کر دیا جو بدترین نوع انسان ہیں تھے،

مقدمہ میں بیان ہو چکا ہے کہ یہی کتبہ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں بھی بعض مسلمان علما نے اُتارنے پڑھا تھا، اور اس وقت ان کا ترجمہ یہ کیا گیا تھا،

غینا زامانا فی عراصة ذال قصر	بیش رخ غیری ضنا ولا نزد
یفیض علینا الجربا لمد ذاخرًا	وانهارها بالعام مبزعة تجرے
خلال تخيل باسقات بالقب المجزع والتمہر ؟
ونضاد صید الجربا بالخیل والقنا	وطورا نصید النون من لبح الجرب
ونزفل فی الخزا المرقم تارة	وفی القزا حیا نا وفی لجلل الخضر
یلینا ملوک یبعدون عن الخنا	شدیدا علی اهل الخیانة والعدہ
یقیم لنا من دین ہود شرا بعا	ونومن بالایات والبعث والنشر
اذا ما عدو حل ارضا یریدنا	برزنا جمیعًا بالمشقة السمہر
مخاصی علی ولادنا ونساءنا	علی لشہب والکت العقق والشقر
نقاد حمن یبغی علینا و یعتری	باسیافنا حتی یولون بالبدہر

اس کتبہ سے نہ صرف عاداتِ انبیہ کے بعض حالات پر روشنی پڑتی ہے بلکہ متعدد حیثیات سے یہ قرآن کی تائید کرتا ہے، اول یہ کہ ہود کی تاریخی شخصیت ثابت ہو، ثانیاً یہ کہ بقایا سے عاصرون متبعین ہود تھے، ثالثاً یہ کہ عاداتِ العباد اور عارتون کے بانی تھے، رابعاً یہ کہ وہ حقیقتہً جدید کیا قرآن نے کہا ہے، بڑے بڑے باغ پشے، آل و اولاد اور چوپایوں کے مالک تھے،

اَمَّا كُمْ بَعَاثُكُمْ بِنِعْمٍ وَبِنِینِ، وَ
جَنَّتِ وَ عُبُونِ (شعراء)

مدد کی

یونانی تاریخ و جغرافیہ میں عاداتِ انبیہ کا نام مدین کے شمالی و مشرقی جانب نظر آتا ہے انکا

نام بتلف یونانی عادات *Oaditae* لیا گیا ہے، مسلمان بھی عادی کے اس سکھ سے واقف تھے لیکن عربوں کے عام روایات کے مطابق بن مین اسکی سکونت بھی یونانی جغرافیہ سے ثابت ہو، بطلمیوس جنوبی عرب کے قبائل میں عادیٹا *Adremata* اور عادات *Adite* کا ذکر کرتا ہے، ہم پہلے نام کو عادیٹا اور دوسرے کو عادی سمجھتے ہیں، بطلمیوس دوسری صدی عیسوی میں تھا، اس بنا پر عادی کا وجود اس زمانہ تک مسلم ہے،

عدن،

یمن و حضرموت کے طبقات حدود پر عدن نام ایک مشہور شہر واقع ہے، اور اب تک اسی نام سے مشہور ہے، اور آجکل انگریزی مقبوضات میں داخل ہے، لفظ عدن کی حقیقت پر تھوڑی دیر غور کر لینا چاہیے،

عہد قدیم میں عموماً سامی مذاق یہ رہا ہے کہ شہر کا نام بعینہ بانی شہر کے نام پر رکھتے تھے، عرب کے شہر ارقیم، سبا، حضرموت، عمان، مدین، ادفرا، حیلہ، تیما، وغیرہ کے اسی قسم کے نام ہیں، اس بنا پر اگر مین کے قدیم شہر ”عدن“ کو جسکے قریب وہ تمام قدیم عمارات واقع ہیں جنکو عرب ”عادیات“ کہتے ہیں اور تاریخ جسکے قریب عادی کی آبادی کا نشان بتاتی ہے، اگر ہم ”عادیین“ کا مخفف سمجھیں تو کیوں غلط ہوگا؟ ”عادیین“ کی جمعیت پر اعتراض نہ کرو کہ قبیلہ کے نام کے پہلے بنو (فرزندان) کا اضافہ کرنا شمالی عرب کی زبان ہے، عموماً قدیم طریقہ یہی ہے کہ پدر قبیلہ کے نام کی جمعیت سے قبیلہ کا نام پیدا کر لیتے ہیں، مثلاً اودیم، مصرایم، جبرایم، وغیرہ عربی میں جمع منکر میں اب تک یہ قاعدہ جاری ہے، مثلاً منذر سے منذرہ، عسنان سے عسانہ، ارقم سے ارقمہ،

۵۲ *Bewan.ch. Arabia* ۵۱ *Gold mines of Midian*

۵۳ یا فزت ”دادی القرئی“

فارسطرعدن کو عدنان سے نسبت دیتا ہو، حالانکہ عدنان کو مین سے کوئی تعلق نہیں ہو اُس کا مسکن تو عرب کا شمالی حصہ تھا،

نیو بھر Newbher اٹھارھویں صدی کا ایک یورپین سیلح، عدن کو (نیم) کے دو اُن کے ساتھ تطبیق دیتا ہو، لیکن شاید نیو بھر کو خر قیال کے اُس ورس کی خبر نہیں جس میں عدن اور دو اُن ایک ساتھ واقع ہیں،

مین و حضرموت کے احقاق میں جسکو جوت بھی کہتے ہیں ہالوسے اور گلازرد و ماہر اثریا نے سیکڑوں کتبات پائے ہیں، لیکن جس مقام میں پائے گئے ہیں اُس کا نام شہر معین معلوم ہوا ہو، اس لیے ان کتبات کو ”معینی“ اور یہاں کی انٹری تاریخ کو ”اہل معین“ نام ایک جمہول الاصل قوم کی طرف منسوب کرتے ہیں، لیکن چونکہ موقع اور مقام وہی ہے جہاں عربا و ثانیہ کی آبادی بیان کرتے ہیں، اور کتبات کی تاریخ بھی حسب رائے علمائے جرمن ۱۶-۱۷ سو ق م تک پہنچتی ہے، اس لیے بہتر ہو تا کہ معین کے باشندوں کی قومیت ”عاد و ثانیہ“ قرار دی جائے لیکن اب ”اہل معین“ کی اصطلاح پھیل چکی ہے تو اتباع لازم ہے،

۲۔ ثمود

عاد کے بعد شہرت اور سیاسی جانشینی ثمود کو حاصل ہوئی

وَأَذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ | ثمود! یاد کرو کہ خدا نے تم کو عاد کے بعد جانشین بنایا۔

”ثمود“ کی لفظی تحقیق شاید عربی میں صحیح نہ مل سکے، ”ثم“ عربی میں ”آب قلیل“ کو کہتے ہیں،

لیکن اس سے کوئی خاص مناسبت نہیں معلوم ہوتی، عبری میں ایک لفظ تاامید.....

جلد ۲ ص ۲۷۳-۲۷۴ یسعیاہ ۲۱-۱۳، ۲۵ جز قیال، ۲۷-۲۸، ۲۳، ۲۴، ۲۵ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، عرب

جو جسکے معنی ”دائم“ اور ”خالد“ کے ہیں، عربی کی ”ث“ اور عبری کی ”ت“ ایک چیز جو عربی میں ”ث“ نہیں ہے اس لیے اکثر وہ الفاظ جو عربی میں ”ث“ سے ہیں، عبری میں ”ت“ ہیں اس بنا پر ثنود کے معنی عام سامی زبان میں وہی ہونگے جو عربی میں ”خالد“ کے معنی ہیں اور بہت سے قبائل عرب کے نام ہیں،

اس سے پہلے عاد کے حالات میں تم نے پڑھا ہو گا کہ وہ عرب جنوبی و مشرقی پر جو ساحل خلیج فارس کے ساتھ ساتھ حدود عراق تک وسیع ہو، مالک تھے ثنود اس کے مقابل، عرب مغربی و شمالی پر قابض تھے جس کا نام اُس زمانے میں وادی القری تھا، وادی القری اس لیے کہتے تھے کہ اُس عہد قدیم میں یہ وادی چھوٹی چھوٹی آبادیوں سے جا بجا آباد تھی، ان آبادیوں کے سنگی کھنڈروں اور آثار خنجر فین اسلام نے دیکھے تھے اور اب بھی باقی ہیں، قرآن نے سورہ فجر میں ”وادی“ سے اسی وادی قری کو مراد لیا ہے،

وَتَمُودُ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِی (خجندہ) اور ثنود جو وادی (قری) میں پتھر تراشا کرتے تھے (دبر ثنود) ثنود کے ملک کا دار الحکومت حجر تھا، یہ شہر اُس قدیم راستہ پر واقع ہے جو حجاز سے شام کو جاتا ہے، اسی راستہ پر ثنود کا ایک دوسرا مقام ”فج الناقة“ ہے جس کو یونانیوں نے تلفظ Baalncita لکھا ہے، لیکن اہل شہر حجر ہی تھا اب عموماً اس شہر کو مدائن صالح کہتے ہیں،

قوم ثنود کے سیاسی حالات بالکل نہیں معلوم، صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ شمالی عرب کی ایک زبردست قوم تھی، فن تعمیر میں عاد کی طرح اس کو بھی کمال حاصل تھا۔ پہاڑوں کو کاٹ کر مکان بنانا، پتھروں کے عمارات و مقابر طیار کرنا اس قوم کا خاص پیشہ تھا، یہ

یادگارین اب تک باقی ہیں، ان پر ارامی و ثمودی خط میں کتبہ منقوش ہیں، لیکن ان میں سے اکثر ارامی کتبہات خطی اقوام کے ہیں، جنہوں نے مسیح کے قبل و بعد اسی مقام پر حکومت کی ہے،

قرآن مجید نے انکی غفلت تفسیر کا مستند آیات میں ذکر کیا ہے،

وَتَعْبُدُوا الَّذِينَ جَاءُوا بِالْحَدِيثِ الْكَادِبِ (فجر)	اور ثمود جو وادی میں (بعض تفسیر) تھرتھا شکر کرتے تھے،
وَبَوَّأْنَا فِي الْأَرْضِ نَعْدًا وَمِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ (ص)	(صباح نے کہلے لوگو) خدا نے مگو زمین میں جگہ دی، جس کے
وَنَخْتُونَ الْجِبَالَ بَيْوتًا (اعراف)	میدانوں میں تم قصر و محل اور پہاڑوں کو کاکر گھر بناتے ہو،
وَنَخْتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَرَهِينَ (مطعنا)	پہاڑوں کو کاکر مکان بناتے ہو،

یہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ اس قوم کا زمانہ ترقی عادی سے متاخر ہے، اسکی دلیل یہ ہے کہ اس قوم کا نام اسیرا اور یونان میں نہایت صراحت کے ساتھ ملتا ہے، قرآن کی سب ذیل آیتیں بھی یہی مفہوم ہوتا ہے،

وَأَذْكُرُكُمْ إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنِّي بَعْدَ عَادٍ (اعراف ۸)	یاد کرو جب خدا نے تم کو عادی کے بعد جانشین بنایا،
	(حکومت عطا کی)

اور اس ترقی کی انتہا حضرت موسیٰ سے پہلے ہو جاتی ہے کیونکہ شمالی عرب کے نام بڑے بڑے قبائل کے سیاسی تعلقات کی بنا پر تورات میں مذکور ہیں، لیکن اس فہرست میں ثمود کا نام نظر نہیں آتا، قرآن سے بھی یہی اشارہ مفہوم ہوتا ہے، ایک مومن موسیٰ اہل فرعون سے کہتا ہے،

يَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ (بھائیو! جگہ دو کہ دوسری قوموں کی طرح نوحی قوم عادی و مثل داب قوم نوح و عادی و ثمود (مومن)) اور ثمود کی طرح تم پر بھی عذاب آئے،

اور یہ زمانہ تقریباً ۸۰۰۰ ق م سے ۱۶۰۰ ق م تک کا ہے، حضرت موسیٰ سے پہلے اس قوم کی بربادی عام کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ اس عہد میں ٹھیک اُس جگہ پر جہاں اس قوم کو از روئے روایات ہونا چاہیے، اہل مین غالب نظر آتے ہیں، یہ حقیقت سرفروغ کے ہر مصلح کرنے والے پر ظاہر ہے،

صالح ثود کے پیغمبر کا نام صالح تھا،

قوم کی آخری زندگی میں جو مرض عام پیدا ہوتا ہے، ٹھوڑی بھی اُس سے مستثنیٰ نہ تھے، خدا سے واحد کی پرستش چھوڑ کر انھوں نے ستاروں کے مادی ہیکلوں کے سامنے سر جھکا دیا، حسب سنت الہی ایک پیغمبر صالح نام مبعوث ہوا، توراہ میں ارم کے بھائی ارفخشذ کے ایک بیٹے کا نام ”صالح“ ہے۔ جو تمام اولاد ابراہیم، اور عرب یقطانی کا باپ ہے، نصرانی پادری جو بزرگان توراہ کی تاریخ ہی کے اثبات کے لیے کسی کوشش سے دریغ نہیں کرتے، روایات عرب اور قصص قرآن کا نام عام طور سے انکی زبان میں افسانہ ہے، لیکن اگر خدائے کو ضرورت پڑے تو وہ تاریخ کی بلند ترین شہادت ہے، کہتے ہیں کہ ”صالح“ اور ”سالح“ ایک ہی شخص تھے، تاریخ اگر اجازت دے تو ہمیں بھی اس اتحاد کی تسلیم میں کوئی عذر نہیں، خدا کے پیغمبر نے خدا کی دعوت دی، لیکن بہت قوم نے قبول نہ کیا، اُس نے کہا ”یہ اوٹنی ایک نشان ہے، زمین میں اسکو چرنے دو، چشمہ کا پانی ایک نے یہ پیئے گی اور ایک دن تم پنا، اگر اس اوٹنی کو صدمہ پہونچا تو وہ خدا کے عذاب کا دن ہوگا“ آبادی میں مومنوں اور کافروں کی دو جماعتیں تھیں، مومنوں نے صالح کی دعوت کو لبیک کہا، کافروں کی جماعت میں سے نو آدمیوں نے سازش کی کہ صالح اور اُس کے متبعین پر خون ماریں، انھوں نے اوٹنی کی کوچ کا ٹ ڈالی، کہ یہ مر جائے خدا کا

عذاب پر شور و زلزلہ کی صورت میں نمودار ہوا، فَدَمَعَمَ عَلَيْهِمْ دَعْتُهُمْ بِذُنُوبِهِمْ فَثَوَّاهَا
قرآن مجید میں یہ تمام قصہ نہایت تفصیل سے مذکور ہوا،

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَآخَرَهُمْ صُلْحًا، قَالَ يَوْمَ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ آلَهِ غَيْرُهُ، قَدْ جَاءُكُمْ بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ، هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ الَّتِي كُتِبَ عَلَيْهَا أَنْ تُكَلِّمَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَكْفُرَ الْكَافِرِينَ، فَأَمَّا الْكُفْرَاءُ فَلَا تَكَلِّمْهُنَّ لَعَلَّ يُؤْخَذُ بِمَا لَوَّحْنَ فِي الْأَرْضِ، فَاعْتَدُوا لِلْعَذَابِ وَذَكِّرُوا آلَهُكُمْ وَأَنْتُمْ مُسْمِعِينَ،

مذکور کے پاس ہم نے لئے بھائی (مقوم) صالح کو پیغمبر بنا کر بھیجا، اُسے کہا کہ بھائیو! خدا کو پوجو، اُسکے سوا تمہارا کوئی دوسرا خدا نہیں، تمہارے پاس خدا کی دلیل آپسی یہ خدا کی اونٹنی تمہارے لیے نشانی ہے، اسکو خدا کی زمین میں چرنے نہ اس کو دق نہ کرو اور نہ ایک اور ذاک عذاب تمہیں آئیگا،

وَأَذْكُرُوا لِلَّهِ كَلِمَاتٍ حَقًّا مِّن بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّكُوا كَرًّا فِي الْأَرْضِ تَحْمِلُونَهَا مِنْ سَمَوَاتِهَا صُورًا وَتَحْمِلُونَهَا جِبَالًا يُحْمِلُونَهَا، فَادْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ وَلَا تَعْتَوُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ،

اور یاد کرو خدا کے اس احسان کو کہ اُس نے عاد کے بعد تم کو خلافت بخشی اور ملک میں تم کو جگہ عنایت کی جسکے میدانوں میں تم عمل اور جسکے پہاڑوں کو کلمہ کر گمان بناتے ہو، خدا کی عنایتوں کو یاد کرو، اور ملک میں فساد نہ کرتے پھرو،

قَالَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي هَذِهِ قَوْمًا مُّسْلِمِينَ، فَاتَّخَذُوا مِنْهُمْ أَهْلًا مِّمَّنْ لَّا تَعْلَمُونَ أَزْوَاجًا، مَرَّ سُلَيْمٌ مِنْ رَبِّهِ، قَالَ إِنَّا بِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ مُؤْمِنُونَ،

اسکی قوم کے مغزوہ سردار دن نے اُن کمزوروں سے جو انکی قوم میں مومن تھے، پوچھا، کیا تم بیچ بچ یعنی رکھے ہو کہ صالح اپنے خدا کی طرف سے پیغمبر ہو، انھوں نے جواب دیا کہ بیشک صالح جو پیغام لے کر بھیجا گیا جو اُس پر حکم

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنُوكُمْ لَكُرْهُونَ، فَتَعْمَرُوا النِّاقَةَ وَاعْتَزَّاعُوا آمُودَ رَبِّهِمْ وَقَالُوا بَصِلُوا أَسْتَأْذِنًا بَعْدَ نَارِ أَنْ تَمُنَّ مِنَ الْمُؤَسِّلِينَ، فَاخْلَعُوا لِيَهُمُ الرَّحْفَةُ فَاصْجَعُوا

ایمان ہو، مغزوروں نے کہا تم جبریل مان لائے ہو، ہو کہو اس سے انکار ہو، اُسکے بعد انھوں نے اونٹنی کی کوچ کاٹ ڈالی، اور ند کے حکم کی نافرمانی کی، اور مباح سے کہا صالح اگر تم

فِي دَارِهِمْ جَنَّتَيْنِ، فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰ قَوْمُ
 لَقَدْ اَتَيْتُكُمْ بِرِسَالَةٍ مِنْ رَبِّي وَاصْبِرُوا لِكُلِّ
 وَادِّعَانٍ (اعتراف)
 اَلَا بَتَّ نَعْمُودُ بِالْمُرْسَلَيْنِ، اِذْ قَالَ لَهُمْ
 اٰخُوهُمْ صَلِّمُ الْاَسْقُونِ، اِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ
 اٰمِنٌ مَّا تَتَوَلَّوْا لِلَّهِ وَاطِيعُونَ، وَمَا اَسْأَلُكُمْ
 عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ، اِنْ اَجْرِي لَآ اَعْلَىٰ رِبِّ
 الْعَالَمِينَ، اَتُتْرَكُونَ فِي مَا هُمْ بِاٰمِنِينَ،
 فِي جَنَّتٍ وَمَيْمُونٍ، وَذُرُوعٍ وَخَلٍّ طَلْعَهَا
 هَضْبُهُمْ، وَتَخْتَوْنَ مِنَ الْجَبَالِ يَتَوَلَّوْنَ فِيهَا
 فَاَتَقُوْا لِلَّهِ وَاطِيعُونَ، وَلَا تَبْغُوا مَسَرَّةَ
 الْمُسْرِفِيْنَ، الَّذِيْنَ يَفْسُدُوْنَ فِي الْاَرْضِ
 وَلَا يَصْلَحُوْنَ،
 قَالُوْا اِنَّمَا اَنْتَ مِنَ الْمُهَيَّرِيْنَ، مَا اَنْتَ
 اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا، فَاَنْتَ بِاَيِّ اٰيَةٍ اَنْتَ مِنَ
 الصّٰدِقِيْنَ، قَالَ هٰذِهِ نَاقَةٌ، اَلِهِيَ رَبِّ
 وَكُلَّمَا سَرَتْ يَوْمَ مَعْلُومٍ، وَلَا يُخْصَوْهَا
 رُسُوْدٌ فَاِذَا خَذَلْتُمْ عَصَدَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ،
 فَفَعَقُوْهَا فَاصْبَحُوْا نَارًا مِّنْهَا، فَاَخَذَهُمْ

پیغمبر واقع میں ہو، تو جس عذاب آیت کا تم ہم سے وعدہ کرتے
 ہو وہ لے آؤ، پس زلزلے آکر ان کو کھلیا، اور وہ اپنی جگہ پر
 اودھے رہ گئے، صبح نئے انکی جانب سے منہ پھیرا، اور
 کہا، بھائیو! میں اپنے خداوند کا پیغام یقیناً پہنچا چکا، اور
 تمہاری خبر ہی کر چکا، لیکن تم اپنے خیر خواہوں کو پسند نہیں
 کرتے،
 تم نے پیغمبروں کی تکذیب کی، جب انکے بھائی صالح
 نے کہا، کیا تم پر بیزار گاہ نہیں بنے، میں تمہارا رسول امین
 ہوں، خدا سے ڈرو اور میری بات مانو، اور میں اس کا
 تم سے کوئی معاوضہ بھی نہیں چاہتا، میرا معاوضہ وہ گناہ
 پر ہی کیا جو نعمت تم کو یہاں حاصل کر اُسی میں تم باطلینانِ تام
 چھوڑ دیے جاؤ گے، ان باغوں، چشموں، اور کھیتوں میں
 اور ان چھوٹے بارے کے درختوں میں جبکہ خوشے ہیں اور
 پہاڑوں کو کاٹ کر تم بڑی بڑی عمارت بناتے ہو، پس
 خدا سے ڈرو اور میری بات سنو، اور انکی تسنوج حد سے
 گزر گئے ہیں، جو ملک میں فساد پھیلاتے ہیں، صلح نہیں
 انھوں نے کیا تم پر جاؤ و کردیگیا اور تم تو ہماری ہی
 طرح ایک آدمی ہو کوئی نشانی لاؤ اگر سچ ہو، اُسے کہا
 یہ ایک اونٹنی ہے، اس کے لیے پیٹا ہے، اور تمہارے لیے

الْعَذَابُ إِنَّكَ فِي ذَلِكَ لَآيَةٌ، وَمَا كَانَتْ
 أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ
 الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (شعراء)
 وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا،
 أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ
 يَخْتَصِمُونَ، قَالَ يَقُومُونَ لَوْ تَسْتَجِيبُوا
 لِنَايِئْتُمْ قَبْلَ الْحَسَنَةِ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرُونَ
 اللَّهُ تَعَالَىٰ تَرْجَحُونَ، قَالُوا طَئِيزُ نَايِكَ
 وَبِمَنْ مَعَكَ، قَالَ طَئِيزُكَ عِنْدَ اللَّهِ
 بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ، وَكَانَ فِي
 الْمَدِينَةِ نِسْعَةٌ رَهْطٌ يُفْسِدُونَ فِي
 الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ، قَالُوا نَفَّاسُ مَوَا
 بِاللَّهِ لَنُنَبِّئَنَّكَ وَأَهْلَهُ شَعْرًا لَنَقُولَنَّ
 لَوْلِيَّهِ مَا شِئْتَ نَامِقًا لَكَ أَهْلِهِ
 وَإِنَّا لَصَادِقُونَ،
 وَمَكْرُوهًا مَكْرًا وَمَكْرًا مَكْرًا وَهُمْ
 لَا يَشْعُرُونَ، فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
 الْمُكْرِمِينَ، إِنَّا شَآءَ مَرْئَا وَقَوْمَهُمْ
 أَجْمَعِينَ فَيُلْقِئُهُمْ خَاوِيَةً بِمَآظِلُمَا
 ایک مقرر دن کا پنا، اور اسکو چھڑو نہیں، اور ایک
 بڑا عذاب تم کو آئیگا، انھوں نے انکی کوچ کاٹ ڈالی
 پھر نام ہوئے پس خدا نے ان کو آلیا، یقیناً میں
 عبارت کی نشانی ہے، اور انہیں سے اکثر مومن نہ
 تھے اور خدا تو غالب اور رحم والا ہے۔
 اور البتہ ہم نے بھیجا تھا کہ پاس لے جھائی
 صالح کو کہ خدا کو پوجو، ناگمان وہ دو فریق ہو کر باہم
 جھگڑنے لگے۔ صالح نے کہا کہ بھائیو انکی کسی پہلے برائی
 کیوں جلد چاہتے ہو یا کیوں خدا سے مغفرت نہیں چاہتے
 شاید تم پر رحم کیا جاوے، انھوں نے کہا ہم نے تم سے اور
 تمہارے ساتھیوں کو شکون لیا، اُسے کہا تمہارا شکون لے
 پاس جو بلا کہ لوگ آزمائش میں ڈلے جاؤ گے شہر میں
 تو اسی تھے جو ملک میں فساد پھیلاتے تھے، صلح نہیں انھوں
 نے کہا آؤ باہم خدا کی قسم کھائیں کہ ہم صالح اور صالح کے
 خاندان پر خون ماریں، پھر اُسکے وارث سے ہم کھینچے
 اس کے خاندان کے قتل میں تو شریک بھی نہ تھے۔
 انھوں نے غمی تدبیر کی، خدا نے بھی غمی تدبیر کی،
 اور انھیں خبر نہیں پس دیکھو انکی غمی تدبیروں کا کیا
 انجام ہوا، اپنے انکو اور انکی قوم کو سب کو برہنہ کر دیا

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُوْنَ وَنَحْنُ
 الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكُنُوْا يٰقُوتَ (غل)
 وَفِيْ ثَمُوْدٍ اِذْ قِيلَ لَهُمْ تَعْبُوْا حَتّٰى جِيْنَ
 قَعَتُوْا عَنْ اَصْرِكُمْ فَاَخَذَ نَصَفُ
 الصَّيْقَةِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ، فَمَا اسْتَطَاعُوْا
 مِنْ نِّجَاٍمْ وَمَا كُنُوْا مُنْقِظِيْنَ (ذريت)
 كَذَّبَتْ عَادٌ وَثَمُوْدٌ بِالْقَارِعَةِ . اَمَّا ثَمُوْدُ
 فَاهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ (الحاقة)
 كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنَّدْرِ ، فَقَالُوْا اِنَّمَا
 وَاٰحِدٌ اَتَّبَعْنَا اِذَا الْيَقِيْ صَلٰلٍ وَسَلْعٍ
 ءَالِیْ الَّذِیْ كَرُّ عَلَیْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ
 كَذَّابٌ اَشِرٌّ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا اَمِنْ الْكَذَّابِ
 الْاَشِرِّ اِنَّا مُرْسِلُوْا النَّاقَةَ فَبِتَّ لَهُمْ
 فَاَرْقَبُوْهُمْ وَانْظُرْ ، وَتَبَيَّنْ لَهُمْ اَنَّ الْمَاءَ
 قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُحْتَضَرٌ ، فَسَادَ وَابَاك
 صَاحِبُهُمْ فَتَعَاظَى نَعَقَرُ ، فَكَيْفَ كَانَ
 عَذَابٌ وَنَدْرٌ ، اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ صَيْحَةً
 وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَمَثَلِ الْهَرَمِطَةِ (قصه)
 وَبَدَّلْنَا هٰمَلِكًا عَادِلًا لِّاَوَّلٰی وَثَمُوْدَ قَعَا
 یہ ہیں اُنکے گمراہ اور مسکین جو انکی گنہگاری کے باعث
 ویران پڑے ہیں اس میں جاننے والوں کیلئے بڑی عبرت
 ہوا اور ایمان والوں کو ہم نے نجات دی کہ پرہیز گارتھے اور
 ثمود میں نشانیاں تھیں جسے کہا گیا کہچھ دیر فائدہ اٹھا لو، پھر
 اپنے پروردگار کے حکم سے سترابی کی توفیق کو لو کہ آیا
 اور وہ دیکھ رہے تھے، پھر نہ کھڑے ہو سکے اور نہ
 ہل سکتے،
 ثمود و عاد نے عذاب کا انکار کیا، لیکن تم تو اپنی
 کے باعث تو ہلاک کر دیے گئے۔
 ثمود نے ہماری تنبیہوں کو جھٹلایا اور بولے کہ ہم میں
 سے ایک ہی ہوا اسکی ہم پیر دی کرین اسوقت ہم گمراہ اور
 مجنون ہونگے، کیا ہم لوگوں میں سے وحی اُسی پرچکلتی نہیں
 وہ جھوٹا اور مفروضہ اکل معلوم ہوگا کہ کون جھوٹا اور مفروضہ
 ہم اونٹنی کو اُنکے لیے آزمائش بنا کر بھیجتے ہیں اس پر تو یہی
 ہلاک دراستظار، اور انھیں خبردار کر کے کہ پانی ان میں بٹ
 دیا گیا ہوا، ہر ایک پانی الگ موجود ہوا، انھوں نے اپنے بھائی
 کو بلایا، اُسے پکڑا اور کوچ کو کاٹا، پھر عذاب اور پیری
 دیکھی کسی قحطی، ہم نے اُن پر ایک چٹھی بھیجی جسکا اثر سے وہ پال
 جس کی طرح ہو کر رہ گئے۔

اَبَقِ، (نجم)

كَذَٰبَتْ شَمُودٌ بِطُغْيَانِهَا اِذَا اَنْبَعَثَ اَشْقَاهَا
فَقَالَ لَهْفَرِ سَوَّلُ اللّٰهِ نَاقَةُ اللّٰهِ وَسُقْيَاهَا
فَكَذَّبُوهُ فَجَعَلْنَاهَا فِدْمًا مَّدْمًا عَلَيْهِمْ
رَبُّهُمْ يَذِ شَرِّهِمْ قَسُوْهُمَا وَلَا يَخَافُ
عُقْبَاهَا، (رواض)

اور خدا نے عاد و اولیٰ را و شموٰد کو ہلاک کر دیا، اور کچھ رحم نہ کیا،
شموٰد نے اپنی سرکشی سے تکذیب کی جب انھوں نے
اپنے بخت ترین آدمی کو بھیجا پھر خدا نے کہا خدا کی اونی
اور اُسکے پانی پیئے کا خیال ہے، انھوں نے جھٹلایا اور
اُسکی کوچ کاٹی، خدا نے اُنکے گناہ کے سبب اُنپر ہلاکی
ڈالی اور اُن کو برباد کر دیا، اور اُنکے انجام کا وہ خوف
نہیں کرتا۔

وَالِیْ شَمُودَ اَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يٰقَوْمِ
اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ هُوَ
اَنْشَا لَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا
فَاَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ثُمَّ تَوَلَّوْا الْبَیْرَاتِ رَبِّیْ
فَرَبِّیْ مُجِیْبٌ قَالُوْا اِطِیْعُوْا قَدْ كُنْتُمْ فِیْهَا
مَرْجُوْا اَتَبٰی لِهٰذَا اَنْتُمْ اَنْتُمْ اَنْ تَعْبُدُوْا
یَعْبُدُوْا اِیَّاهُ وَاَنْتُمْ اَلِیْ شَرِّیْ مِمَّا
تَدْعُوْنَ اِلَیْهِ مُرِیْبٌ

شموٰد کے پاس ہم نے اُنکے بھائی صالح کو بھیجا، اُننے
کہا بھائی خود کو پوجو اُسکے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں اُننے
زمین سے تم کو پیدا کیا، اور زمین ہی میں تم کو آباد کیا، اُس
اپنے گناہوں کی مغفرت مانگو، پھر اُسکی طرف رجوع کرو،
میرا پروردگار پاس ہے اور قبول کرتا ہے انھوں نے کہا صالح ہم کو
اِس سے پہلے تمہاری ذات سے بڑی توقع تھی، تم ہم کو اُسکے پوجنے
سے روکتے ہو جسکو ہمارے باپ دادا پوجا کرتے تھے، تم ہم کو
بلائے ہو اس میں تو ہم کو بڑا شک ہے۔

قَالَ یَقَوْمِ اَیَّ اَمِّ اَنْ كُنْتُمْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ
رَّبِّیْ وَآخِرٰی مِنْهُ رَحْمَةٌ مِّنْ رَبِّهِمْ فِیْ
اللّٰهِ اَنْ عَصِیْتُمْ، فَاَمَّا رَبُّیْ وَنَبِیِّیْ غَیْرِیْ
وَلِیْقَوْمِ هٰذَا نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةٌ
فَاَنْتُمْ اَتَا كُلِّ فِیْ اَرْضِ اللّٰهِ وَ

صالح نے کہا بھائی، تم سمجھتے ہو، اگر خدا کی طرف سے
میں بصیرت پر ہوں، اور اُننے اپنی رحمت سے مجھ کو ہم سے
کچھ عنایت کیا ہے تو اگر میں (پیغام رسانی میں) اُسکی طرف سے
کروں تو خدا سے پہلے میں میری کون مدد کرے گا، تم میری

لَا تَسْتَوْفُوا بِسُوءِ قِيَا خَدُكُمْ
عَذَابُكُمْ وَتَرْتَبِكُمْ ، فَعَقَرُوْهُمْ ،
فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ
ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ ، ذٰلِكَ وَعْدُ
غَيْرِ مُكَذِّبٍ ،
(ہود) وعدہ نہیں -

حسب الہی حضرت ہود اور صالحین نمود کو اس عذاب سے نجات مرحمت ہوئی
فَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالدِّينِ
اٰمَنُوْا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا مِنْ خِزْيِ
بُؤْسِ ذٰلِكَ رَبِّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ
وَآخَذَ الدِّينَ ظَلَمُوْا الصِّحْفَةَ فَاصْبَحُوْا
فِيْ دِيَارِهِمْ خٰثِيْنَ ، كَاَنَّهُمْ يَفْنَوْنَ
فِيْهَا الْاَيَّامَ شَعُوْدَ كَفَرُوْا رَبِّهْمُ
اَلَا بُعْدًا لِّشُعُوْدٍ ، (ہود)
نمود کی یہ ہلاکت ہو ،

فَاَمَّا شُعُوْدُ فَعَدَا بَنَاهُمْ فَاسْتَجَبُوْا لِّلْعَمَلِ
عَلَى الْهُدٰى ، فَاَخَذَ نَحْنُ صِغْفَةَ الْعَذَابِ
الْمُتَوْنَ ، بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ وَنَجَّيْنَا الدِّينِ
اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (رحم السجدہ)
ہم نے نجات بخشی کہ وہ پرہیزگار تھے ۔
اور ایمان والوں کو ہم نے نجات بخشی کہ وہ پرہیزگار تھے ۔

ان بقایای نمود کو نمود ثانیہ کہتے ہیں۔

طریقہ ہلاک کو کہیں خدے مصرف عذاب کہا ہو کہیں صاعقہ دھجلی کی کرک اور کہیں صیحه (چنچ) سے ادا کیا ہو، اس سے کوئی خاص طریقہ عذاب نہیں مطلق عذاب مراد ہی جو انسان کے لیے کرک اور چنچ سب کچھ ہی بعض مفسرین نے کرک اور چنچ سے زلزلہ مراد لیا ہو، اس بنا پر کرک اور چنچ کے لحاظ سے یہ آتش فشانی زلزلہ ہوگا، اور جغرافیہ نویسان سابق و حال تسلیم کرتے ہیں کہ نمود کے مقامات آتش فشان مادہ سے بہرہ نرین عام روایات میں ہے کہ یہ اونٹنی مع اپنے بچہ کے، کفار کے حسب طلب حضرت صالح کے ایک معجزہ سے ایک پہاڑ کی چٹان سے پیدا ہوئی تھی، لیکن صحیح طریقہ سے یہ وہ تین ثابت نہیں، قرآن مجید نے بھی اپنی تمام تفصیل میں اس خاص طریقہ پیدائش کا ذکر نہیں کیا، اس بنا پر وہ غیر مسلمین قرآن مجید کی آیتوں کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ قوم جانور و پیر ظلم کرتی تھی خدا نے ایک اونٹنی کو فشانی بنایا کہ جس دن تم نے اس کو ستایا وہی عذاب کا دن ہوگا، نمود کی ایک پہاڑی کا نام عربوں میں "فج الناقہ" مشہور ہے بطلموس نے اس مقام کو یونانی تلفظ میں "بئڈانا ٹاکھا" اس تسمیہ سے نفس اونٹنی کے واقعہ کا ثبوت قرآن سے ۴۰۰ برس پیشتر ملتا ہے

نمود ثانیہ | یعنی بقایا نمود

تایخ میں نمود ثانیہ کا نام عاد ثانیہ سے زیادہ روشن نظر آتا ہے، اس کا ایک سبب قرب زمانہ ہو اور دوسرا سبب دیگر اقوام قدیمہ سے قرب مکان ہو، اسی لیے ان کا نام ایک طرف تو اسیر پاک کتبوں میں نظر آتا ہے اور دوسری طرف رومیوں کی تایخ میں، رومی مسیح سے

کچھ پہلے عرب سنگستان پر جو مقام ثمود سے بالکل متصل ہے، اور اس وقت انبساط اور
ادوم ان اطراف کے ممتاز قبائل تھے قابض تھے۔

سرجون یا شمرغون ثانی، اسیر یا کا ایک بادشاہ تھا جس کا زمانہ ۲۲۰۰ ق م سے
۱۵۰۰ ق م تک ممتد ہے، اس بادشاہ نے عرب پر فوج کشی کی تھی جس کا ذکر اُس نے اپنے
کتبہ فتح میں کیا ہے، اس کتبہ میں جن عرب محکوم قبائل کا نام مذکور ہے ان میں ثمود کا نام بھی ہے
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ثمود و دوثانی میں کوئی جدید قوت حاصل نہ کر سکے اور اگر کر سکے تھے
تو وہ ذائل ہو چکی تھی،

مورخین یونان و روم میں سے ڈائیدورس (۱۰۰ ق م) اپنی (۱۰۰ ق م)
اور بطلمیوس (۱۰۰ ق م) نے ثمود کا ذکر کیا ہے، ڈائیدورس نے ثمود کا لفظ تھمودینی (Thamudaini)
اور بطلمیوس نے تھمودینی (Thamudaini) کیا ہے مگر دونوں نے جو جگہ اس کی مقرر کی ہے
ٹھیک روایات عرب کے مطابق ہے

ثمود کے ذکر میں ایک دوسرے یونانی مصنف اور نیوس Uranus کی
شہادت ڈاکٹر اسپرنگر نقل کرتے ہیں، جو گواہی دیتا ہے کہ ثمود انبساط کے پہلو میں آباد تھے
رومیوں نے جب عرب شمالی پر قبضہ کیا، تو ثمود و رومیوں کی فوج معادن میں
داخل ہو گئے تھے، قیصر جسرینین کے عہد میں جو سہ سے سہ تک ہے ۳۰۰ ثمود عرب بھی آدمی
فوج میں داخل تھے ان کے بے نیزے اور سواری کے اونٹ شہور تھے، بظاہر ایسا معلوم

۱۵ Hughes. P. ۱۷ ۵۴ Forster vol. II P 125.

۵۴ galamies P 278 ۵۴ Huart P. 3.

۵۵ Gibban's vol P.

ہوتا ہے کہ تھوڑے ٹمک کا اکثر حصہ چونکہ اہل مدین نے پہلے دبا لیا تھا، اور باقی حصہ پھر بعد
کو انبساط قابض ہو گئے تھے، اور رومی انبساط کے خلاف عرب پر فوج کشی کا ارادہ رکھتے
تھے، اور اس ارادے کو انھوں نے پورا بھی کیا، اس تقریب سے عجب نہیں کہ انبساط کی
مخالفت میں تھوڑے رومیوں کا ساتھ دیا ہو۔

تاہم تعجب ہوگا کہ تھوڑا ذکر توراۃ میں نہیں لیکن توراۃ کی تحریر واقعات کثیرین
کے بعد یہ تعجب رفع ہو جائیگا، توراۃ کی تیاریج بدر عالم سے حضرت یعقوب تک نبی ابراہیم
تک محدود ہوا اسکے بعد ہجرت مصر کا واقعہ ہے جو تقریباً ۶۰۰۰ اق م میں واقع ہوا ہوگا، اس
زمانہ سے تا عہد موسیٰ جو تقریباً ۲۵۰ برس کا زمانہ ہو توراۃ کی کامل خاموشی کا عہد ہے اور اردو
تیاریج تھوڑے عروج و زوال کا یہی زمانہ ہے، اسکے بعد توراۃ میں صرف اُن غیر اقوام کا ذکر
ہو جن سے بنی اسرائیل کے سیاسی تعلقات تھے، اور یہ رتبہ تھوڑی جگہ مدین کو حاصل تھا،
جو تھوڑا دلی کے جانشین تھے، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ۹۰۰۰ یا ۱۰۰۰۰ اق م میں اہل مدین
جب بنی اسرائیل کے ہاتھ سے کلیئہ برباد ہو گئے تو تھوڑا ثانیہ نے پھر ایک سنبھالا لیا،
اور یہ وہی زمانہ ہے جس شاہ اشور نے شمالی عرب پر حملہ کر کے، تھوڑے مشرق میں
خروج وصول کیا اسکے بعد ظہور مسیح سے پہلے انبساط نے تھوڑا کو فتح کر لیا، اسکے بعد جب میون
نے انبساط پر حملہ کیا تو تھوڑا دشمنوں کے ساتھ ہو گئے اور اسی خصوصیت سے تیاریج روم
میں تھوڑا ذکر آیا۔

اسلام جب آیا تو تھوڑا کا نام و نشان نہ تھا یہاں قبائل ہبہ دلی اور یہود مسوقت
آباد تھے عجب نہیں کہ انبساط نے خیانت طغیانی کی ہزار میں لاکھوں برباد کر دیا ہو فلذا کف

كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَاذَرْنَا لَهُمْ وَقُومَهُمُ الْجَمْعِينَ وَبَلَكَ لِيَوْمِهِمُ الْحَاوِيَةُ بِمَا ظَلَمُوا (زل)

۳- جرہم

یہ قبیلہ حجاز میں آباد ہوا تھا، تقریباً ۲۲۰۰ ق م جب حضرت اسمعیل اس
 ملک میں آئے تو یہ قبیلہ انھیں اطراف میں موجود تھا، حضرت اسمعیل نے اپنے
 پڑوس میں جگہ دٹی اور باہم اس سے رشتہ قائم کیا، جرہم کی قومیت کیا تھی اور کس
 سلسلہ نسب سے اُسکو تعلق تھا؟ بعض ارباب تاریخ کی رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ نسباً
 ام سامیلہ ولی سے تھا، اور بعض اُسکو قحطان کی نسل سے سمجھتے ہیں، عام مونیوں کو دونوں
 تہیوریوں کو یکجا کر دیا ہو کہ جرہم دو تھے، جرہم اولیٰ اور جرہم ثانیہ، جرہم اولیٰ معاصر
 حادثہ تھا اور وہ ام سامیلہ ولی سے تھا، اور جرہم ثانیہ قحطان کا بیٹا اور حضرت اسمعیل کا
 پڑوسی اور رشتہ دار تھا جرہم کا دوسرا بھائی بعرب بن قحطان بن کا مالک تھا، اور جرہم
 بن قحطان کے حصہ میں حجاز کا ملک دیا گیا تھا۔

قحطان اور اسکی بازو اولاد کا نام بنام توراۃ میں ذکر ہے جس میں ایک یاج
 ہے جسکو بعرب سمجھ لو، لیکن جرہم یا اسکا مماثل کوئی نام مذکور نہیں اس بنا پر بعض نصرانی
 علمایٰ یورپ نے اس بات کی کوشش کی ہو کہ یاج اور جرہم ایک ہی نام ثابت کیا جائے، اس
 اشتباہ کا سبب یہ کہ عربی و عبرانی و یونانی میں باہمی "اور" کا ہمیشہ مبادلہ ہو جاتا ہے

۱۔ بنی الکتاب الانبیاء، ۵۵ تاریخ یعقوبی ص ۲۵۲/۲۵۱ فکان ولعمرہ بن عابر المصداخوتمہ من

بنی قحطان بن عامر بن الیعین اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جرہم قحطان کا بیٹا تھا بلکہ بیکہ بھائی تھا اور یاجیل بن جلد

اس بنا پر تمام یورپین تارجمین جنکا ماخذ لاطینی و یونانی ترجمہ ہیاریح کا لفظ ”جرح“ یا ”جارج“ ہوا ہے، جسکو نہایت آسانی سے ”جریم“ فرض کرنا ممکن ہے، لیکن یہ شدید غلطی ہے، اولاً یہ کہ تورات کے نام عربی میں عبری سے آئے ہیں، یونانی یا لاطینی سے نہیں آئے ہیں، اس لیے ثبوت طلب تو یہ ہے کہ عربی اور عبرانی میں ”ی“ اور ”ج“ کا باہم مبادلہ ہوتا ہے اور یہ غیر مسلم ہے ثانیاً یہ کہ اگر ”ج“، ”جرح“ اور ”جرج“ جرم ہے تو پھر یعرب کی اصل کیا ہے؟ ثالثاً یہ کہ یعرب اور جرم ایک ہی نام (یاریح) کے دو متفرق تلفظ ایک ہی ملک اور ایک ہی زبان میں کیونکر پھیلے؟

آخر یہ کہ جس زمانہ میں جرم کا وجود حجاز میں نظر آتا ہے، اُس وقت قحطانی عربوں میں کوئی سیاحت جنس نہیں پیدا ہوئی تھی، قحطانیوں کی حرکت سیاسی اُم سامیہ اولیٰ و ثانیہ کی تباہی کے بعد ایک ہزار ق م میں نظر آتی ہے، ان وجہ سے ہم اُس فریق کے ساتھ ہیں جو جرم کو صرف ایک اور اُس ایک کو بھی اُم سامیہ اولیٰ میں سے تسلیم کرتا ہے، لو کہ جرم کا کچھال عربی تاریخوں میں مذکور ہے، ہم بیان صرف اُس کا لفظی ترجمہ کر دیتے ہیں:

پہلے مضامن بن عمرو جرمی بادشاہ ہوا، لیکن سمیدع نام ایک مدعی نے اس سے جنگ کی، مضامن کو فتح ہوئی، اور سمیدع شام چلا گیا، اور وہاں عالیق کا بادشاہ ہوا، مضامن کے بعد اُس کی جگہ حارث اُس کا بیٹا حاکم ہوا، پھر عمرو بن حارث، بعد ازین مقتسم بن ظلم، پھر حواس بن حنیش بن مضامن اس کے بعد عدا بن صندا بن جندل بن مضامن، پھر نفص بن عدا، اور آخر میں حارث ایہ جرم کا آخری بادشاہ تھا، جسکے عہد میں جرم اپنی سرکشی اور طغیان کی پاداش میں ہلاک ہو گئے،

اسی جرم کے گھرانے میں بروایت عرب حضرت اسماعیل نے شادی کی تھی، لیکن تورات میں ہے کہ اُنکی ماں نے جو مصری تھیں، ایک مصری عورت سے اُنکا بیاہ کر دیا تھا، اس اختلاف پر علماے نصاریٰ کی اکثر انگلیاں اُٹھی ہیں، لیکن اگر انھیں یہ معلوم ہوتا کہ اُس وقت عرب سامیہ اولیٰ خود مصر پر قابض تھے، اور اُن کا سلسلہ تعلق مصر سے جاری تھا تو کبھی اس اختلاف سے اُنکو حیرت نہ ہوتی، بیان مذکور کے مطابق یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ اُمم سامیہ کے ایک خاندان جرم نام میں شادی ہوئی، اور یہ بھی صحیح کہ حضرت اسماعیل کی بیوی مصر سے تعلق رکھتی ہیں،

بنی اسماعیل جرم اور بنائے کعبہ کی روایت، احادیث و روایات عرب کے علاوہ اشعار عرب میں بھی موجود ہے، عرب کا ایک جاہلی نصرانی شاعر ہیر بن ابی سلمیٰ کہتا ہے،
 وحلفت بالبيت الذي طاف حوله اناس بنوه من قريش وجوهم
 یعنی اپنے زمانے کے قبائل عرب میں سے ایک نام ”جرم“ Charmai بتانا کہ عجب نہیں کہ یہ جرم کی تحریف ہو،

عہد ظہور اسلام میں جرم کی جمعیت باقی نہ تھی، تاہم اُسکے منتشر افراد باقی تھے، علی بن شریہ جرمی نام ایک شخص اس زمانہ میں موجود تھا، جو اسی خاندان جرم سے کی طرف منسوب تھا، کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے دست مبارک پر وہ اسلام لایا تھا حضرت معاویہ کے عہد حکومت تک وہ زندہ رہا، اُمم قدیمہ کی تاریخ و قصص سے اُسکا کمال واقفیت تھی، حضرت معاویہ کے حکم سے اُسکی یہ زبانی داستانیں قید تحریر میں لائی گئیں،

۱۔ ناری کتب الانبیاء، ۲۱-۲۱، ۳۵ Forster, Vol. I, P. 124.

۲۔ کتاب الفہرست ابن ندیم ص ۹۹ لیڈن،

قبیلہ جرم کے حالات میں غالباً تیسری صدی کے ایک مورخ ابراہیم بن بیان النہمی الکوفی نے "اخبار جرم" کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی

۴ طسم و جدیس

یہ دونوں قبائل یا مدین تھے، یہ کہیں کی روایت ہو اور زیادہ مشہور ہو، مورخ ابن خلدون نے ان کو بحرین میں جگہ دی ہے، ہماری تحقیق میں یہ اختلاف صرف لفظی تشابہ سے پیدا ہوا ہے، زمانہ قدیم میں ان دونوں شہروں کا نام "سیر" تھا اور صحیح یہ کہ خلیج فارس پر پامہ، بحرین اور عمان کے نام سے جو شہر آباد ہیں طسم و جدیس کی آبادی ان سب پر مشتمل تھی، یہ ماد کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے تھے، قوت سیاسی اولاً طسم کے ہاتھ میں تھی، ایک زمانہ کے بعد "علوق" نام ایک ظالم بادشاہ تخت نشین ہوا، جس نے اپنے شرمناک قواعد سے قبائل جدیس کو برہم کر دیا، آخر جدیس کی ایک خاتون عروس نے قبیلہ کو غیرت دلائی، یہ غیرت آگ بن کر اٹھی، طسم نے شاہ مین سے مدد مانگی، اُس نے اگر جدیس کو شکست دی آخر قبائل کی باہمی نا اتفاقی نے ملک غیروں کے ہاتھ سپرد کر دیا،

مورخین عرب نے اس شاہ مین کا نام تبع حسان یا حسان (باختلاف روایت) لکھا ہے

۱۔ کتاب الفہرست طوسی ص ۱۳۰ گزشتہ ۱۵۰ دیکھو مسمیٰ بقوت لفظ "دوجر" اور "دوجر" ۱۵۱ اخبار الطوال ابو حنیفہ
 ۲۔ زبوری ص ۱۰۱ ۱۵۲ القاموس للفرزداد لفظ طسم ۱۵۳ یہ واقعات اصفہانی اور تمام تاریخ عرب کی کتابوں میں مذکور ہیں

لیکن یقیناً غلط ہے، ایک طرف تو یہی ارباب روایت ان قبائل کو اتنا قدیم ٹھہراتے ہیں کہ ان کو ام کی صرف بدو واسطہ اولاد قرار دیتے ہیں یعنی ۳، ۴ ہزار ق م ان کا زمانہ بتاتے ہیں، اور یا اس قدر پیچھے کرتے ہیں کہ تباغین کا معاصر قرار دیتے ہیں، جبکہ زمانہ ۱۱۵۰ ق سے اوپر نہیں، غالباً تبع لیں سے عام شاہین مراد ہے،

یونانیوں نے قبائل عرب میں سے ایک کا نام جولستائی Joliztai لکھا ہو شاید اس سے جلیس ہی مراد ہو، طسم کا نام ہلاکت و بربادی کی عبرت کے لیے اس قدر مشہور ہے کہ عربی زبان میں ”طسم“ کے معنی خود بربادی ہو گئے ہیں، عرب کا ایک جاہلی شاعر سلمیٰ بن ربیعہ کہتا ہے،

اھلکن طسمًا بعدہ	غذی بھم وذا جھن	عادت زمانہ نے ”طسم“ کو اڑا کے بعد... و اھلکن شاہین کو
واھل جاش و عذاب	دحی لقمان و التھون	اور اہل جاش اور اہل مارب کو و قبیلہ لقمان کو... ہلاک کیا،

اس ترتیب سے ظاہر ہوتا ہے کہ طسم کا زمانہ سب اہل مارب اور عادتانیہ (حی لقمان) سے مقدم تھا، یہاں مہ کا قدیم نام ”جوا“ ہے، لیکن زیادہ تر اپنے قبیلہ حکومت کے نام سے مشہور ہے جس کا نام ”قریہ“ اور ”حجر“ ہے، قریہ اور حجر لفظ دو ہیں لیکن معنی ایک ہی ہیں، ابن الحاکم ہمدانی مینی جو عرب کی قدیم زبانوں سے واقف تھا، وہ کہتا ہے کہ ان دونوں لفظوں کے معنی آبادی کے ہیں، قدیم عربی زبان میں ”حجر“ لفظ تھا، بعد کی عربی زبان میں اس کے لیے ”قریہ“ کا لفظ استعمال ہوا، جو حجر کا بعینہ ترجمہ ہے،

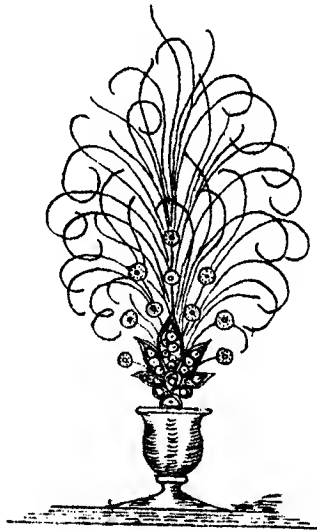
یہاں مین جس کو قدیم نام کے لحاظ سے ہجر یا قریہ کہنا چاہیے، آثار قدیمہ کے نشان جغرافیہ نویس لے دول العرب لاسلام طلت حرب بک ج اول ذکر طسم و جلیس،

اسلام کے عہد تک باقی تھے، اور انھوں نے خود انکو مشاہدہ کیا تھا، بخران اور بحرین کے مابین ایک پہاڑی پر مشقہ تمام ایک قلعہ جو طسم کی طرف منسوب ہے، ایک اور عمارت ایک ٹیلہ پر واقع ہے جس کا نام مغنق ہے وہ بھی طسم ہی یادگار ہے، اشروس بھی اسی قسم کی ایک عمارت ہے، قریہ بنی فسل یا مہمین ایک مقام ہے، اوپر سے نیچے تک صرف ایک پتھر کو تراشکر ایک پوری عمارت بنائی گئی ہے، ایک اور عمارت ”بیل حجر“ کے نام سے ہے، اس عمارت کا حصہ زیرین مربع شکل ہے، اور بلندی ۲۰ فٹ کے قریب ہے، جعدہ نام ایک قلعہ یہاں بنائے قدیم کی یادگار ہے۔

خدا جانے ان آثار کا اب کس قدر حصہ باقی ہے؟ تاہم اگر یہ گیل یا ان میں سے بعض بھی طسم و جدیس کے مصنوعات ہوں تو ان قبائل کی عظمت و تمدن کے دلائل نہایت واضح ہیں، اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ قریہ اور بحر مایہ و بحرین کا نام ہے، جعفر بن یونان و روم خلیج فارس کے سواحل پر اور کبھی این کے قریب میں عرب کے دو شہروں کا نام لیتے ہیں، جن میں سے ایک تھفان کے ان گسرا Gerra گسرائے Garrai اور کبھی جہرا Gerra اور دوسرے کا اگر یا Agraie غالباً پہلے اور دوسرے نام کی اصلیت ”قریہ“ اور میرے کی ”ہجر“ ہے، یونانیوں اور رومیوں نے عرب تجارت پیشہ قوموں میں یہاں کے باشندوں کا مخصوص ذکر کیا ہے، ہندوستان کی تجارت میں خاصۃً انہیں کو دخل تھا، آج بھی ان مقامات کے عرب اپنے قدیم خصوصیات کے ساتھ قائم ہیں اور تمام قبائل عرب میں سب سے زیادہ ہندوستان کے ساتھ انہیں کو تعلقات حاصل ہیں،

ان مقامات پر یونانیوں یا رومیوں نے کبھی حملہ نہیں کیا، سکندر کے بعد جب عراق میں سلوقی (سلوکس) خاندان قائم ہوا تو اُس نے صرف ایک بار ہندوستان میں اہل قریہ پہنچوڑی ہی فوج لے کر ان تمام عمارت و مقامات کے نام میں مطابق حروف سمار دیکھنا چاہیے ۵۵ ہزار کا طبع ۱۱ ج ۲ ص ۶۰۴

کے ساتھ حملہ آوری کی جرات کی تھی، قبائل قدیقیہ یامہ و بحرین کی بربادی کے بعد ایک شہر تک
 یہاں ویرانی رہی، تاہم آخر میں اسماعیلی و قحطانی عربوں نے اُدھر رخ کیا، رابعیہ اسماعیلی کی ایک
 شاخ عزہ بن اسد اور کلمان قحطانی کی بعض اولاد نے بحرین پر اور بنو حنیفہ نے یامہ پر قبضہ
 کیا، اسلام آیا تو بحرین اہل فارس کے قبضہ میں تھا، اور اُن کی طرف سے ایک عرب خاندان
 نائب حکومت تھا، اور یامہ بستور بنو حنیفہ کے ہاتھ میں تھا، اول نے غربت و دعوت اسلام قبول
 کی اور ثانی نے عہد خلافت صدیقی میں ایک جنگ عظیم کے بعد مطیع ہوا،



۵ اہل معین

جوتین میں معین نام ایک آبادی تھی، اس کے مشرق میں حضرموت، اور جنوب مغرب میں سبا (موجودہ مہماؤ) واقع تھا، آج کل علمائے آثار میں اس آبادی کو نہایت اہمیت حاصل ہے، انکو اس آبادی سرانجام چکا ہے، وہ ان کے کتبے پڑھے گئے ہیں، یونانی بیانات سے ان کی تشریح کی گئی ہے، لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ معین آبادی کا نام تھا، باشندوں کا قومی نام کیا تھا یہ معلوم نہیں اسی بنا پر یہ پتہ نہیں لگ سکتا کہ عربوں کو اس قوم کے حالات کہاں تک معلوم تھے، لیکن تحقیقات جدیدہ نے اکر جائے وقوع کی جو معین کی ہے وہ بعینہ عاوثانیہ کا مقام و مسکن نظر آتا ہے، عام تقلید کی بنا پر ہم بھی ان کو اجمال و ابہام کے ساتھ صرف اہل معین کہتے ہیں، ”معین“ کے لفظی معنی ”منع آب“ اور ”چشمہ“ کے ہیں، دیگر سامی زبانوں میں مثلاً عبری میں یہ لفظ ”معیان“ ہے، جو نہایت آسانی سے ”معان“ کی صورت میں بگاڑا جاسکتا ہے، جو اب تک شمال عرب میں ایک آبادی ہے،

اہل معین کا ذکر تحریری حیثیت سے سب سے پہلے آٹھویں صدی ق م میں اسقار یہود میں نظر آتا ہے، اس کے ۶۰۰ برس بعد اراستہینیس المتونی^{۹۲} ق م ایک یونانی مصنف معین کا ذکر کرتا ہے،

اراستینیس کے علاوہ اسٹرابون (۱۰۰ء) پلینی (۷۰ء) اور بطلموس (۱۵۰ء) نے بھی معین کا تعلق *Minæi, Mantari* اپنے اپنے زمانہ میں ذکر کیا، اور التیسرے کی کہ ان کا اصلی مقام حضرموت کے پاس یارب اور قناب کے درمیان ایک معین نام آبادی ہے، اور ان کے پایہ تخت کا نام قرن *Char-naei* ہے، عرب مورخین کو بھی معین سے واقفیت تھی، لیکن انکو اس آبادی کا کوئی تفصیلی حال معلوم نہ تھا، یونانیوں نے جو حالات لکھے ہیں وہ گو معلومات عرب پر بہت کچھ اضافہ کرتے ہیں، تاہم ان کے اقتضا کے لیے قدرت کو علم الاثار کے ہاتھ کا انتظار تھا،

اب ہم ترقیباً، عرب، یونان اور علم الاثار کے بیانات نتائج کا ذکر کرتے ہیں، عربوں کو معین کے متعلق صرف اس قدر معلوم تھا کہ یہ ایک مقام یا عمارت کا نام ہے، ہمدانی کتاب الاکلیل اور صفحہ جزیرہ العرب میں جہان صنلایع میں کا ذکر کرتا ہے لکھتا ہے۔

بافدا یمن براقش ومعین و صما باسفل جوف | یمن کے صنلایع، براقش اور معین ہیں، اور یہ دونوں جب کے
الرحب مقابلتان فمعین بن مدینۃ فشان | صحرائے رگستانی کے نیچے واقع ہیں، معین شہر نشان اور
و یمن ددب شراقة، | دربار شرف کے مابین ہے،

یا قوت حموی نے بھی نجم میں ان دونوں مقامات کا ذکر کیا ہے، لفظ معین کے تحت میں لکھتا ہے
معین اسم حصص باليمن وقال الازدهری معین | معین یمن میں ایک قلعہ کا نام ہے، اور ازہری کا بیان ہے کہ
مدینۃ باليمن تذکر فی براقش، | معین ایک شہر تھا، جس کا براقش میں واقع ہونا کہا جاتا ہے
براقش کے ذکر میں لکھتا ہے،

قال الاصبی - براقش ومعین حصان باليمن کان | براقش اور معین یمن میں دو قلعے ہیں، بعض شان یمن نے تصریح

کے اکیلے سیری نظر سے نہیں گذری، مورخ اسکا والاؤنڈو جزیرہ العرب میں سرے پیش نظر ہے،

بعض التابعة امر ببناء سلحين فبنی فی
 ثمانین عاما دینی براقش ومعین بغسالة
 ایدی صناع سلحين .. قال ولا تری لسلحين
 اثر او هما قاتمتان
 سلحين کی تعمیر کا حکم دیا تھا، وہ ساتھی برس میں بن کر طیارہ ہوا، اور
 براقش اور معین کا رگروں کے ہاتھ کے دھوون سے بنے
 لیکن دیکھو کہ قصر سلحين کا کوئی نشان نہیں، اور وہ دونوں
 اکھرے ہیں

اس عبارت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں، ایک تو یہ کہ معین کے بادشاہوں کی تعمیر ہے، دوم
 یہ کہ یہ دونوں مقامات دوسری تک ہجری تک موجود تھے، براقش کا ذکر اسکے بعد بھی تاریخ اسلام
 میں آٹھویں صدی ہجری تک نہایت کثرت سے آتا ہوا اور اس وقت تک ایک بادشاہ تھا،
 شعراء عرب نے بھی ان مقامات کا ذکر کیا ہے، حسب ذیل اشعار کو مہم دانی اور
 یاقوت دونوں نے اکلیل اور محمد بن نقل کیا ہے،
 فرد بن میگ کہتا ہے،

احل مجا جرحدے غطیف معین الملك من بین ابینا
 وملکنا براقش دون اعلیٰ وانعم اخوتی وبنی ابینا
 علقمہ کا شعر ہے،

وقد استوا براقش حین اسوا ببلقعة ومنبسط ابینوت
 وحلوا من معین حین حلوا لعزهم لدی الفجر العمیق
 مالک بن حریم الدلانی کا یہ شعر صرف ہمدانی کے ہاں ہے،
 وتحمی الجوف مادامت معین باسفلہ مقابلة عرادا
 یہ دو شعر صرف یاقوت نے نقل کیے ہیں،

لہ تاریخ یمن (الغزو اللولویۃ) للفرزنجی ج ۱ ص ۱۰۰ طبع گب سیرز،

بنادی من براقش او معین فاسمع فانتلاب بنا ملیع

وقال المجعدی .

تسقن بالصدومن براقش او هیلان اوباع من العکم

ابوعلکم مرانی حمیری کہتا ہو، براقش و معین غن عاموہاء و غن ادباب صمد و ادو و ناانا
ان شہادتوں سے چند امور ثبوت کو پہنچتے ہیں، معین ایک آبادی کا نام تھا،
مقام جو تین واقع تھا، اسکا وجود دوسری صدی ہجری تک باقی تھا، یہ شہر کسی زمانہ میں حکومت
کا مستقر تھا، براقش، اس سے متصل ایک دوسری آبادی تھی، ان روایتوں اور شعروں میں
البتہ یہ دعوی عجیب ہو کہ یہ سیا اور حمیر کی تعمیر تھی، لیکن یہ تعجب اس لیے رفع ہوتا ہو کہ اہل معین کے
بعد سیا ہی اسکے مالک بن بیٹھے تھے، بعد کے لوگوں نے انھیں کو غلطی سے اہل بن سمجھ لیا،
معین اور الکشافات جدیدہ

یمن کے آثار قدیمہ کے الکشافات تہمت و حرم فاضل گلزار اویہا لوے کے نتائج معینی
ان دونوں نے یمن کے کئی ہزار کتابات حاصل کیے اور ان کو حل کیا، جن سے سینکڑوں سیاسی
مذہبی اور تجارتی واقعات کا سراغ لگا، معین، حضر موت، قتیب اور مارب و سبا کی حکومتوں کی
تاریخ، موقع وقوع، اساتے لوک، مذہبی رسوم، طرز تمدن کا نشان ملا، ان تمام مبنی حکومتوں میں
قدیم تر ”معین“ کی حکومت ہو،

معین کا زمانہ معین کے عہد وجود و زمانہ تھا کہ شعلی کوئی قطع تاریخی فیصلہ نہیں ہو سکتا تاہم آثار کی مدد و کچھ یہ کہ
روشنی پہنچی ہو۔ بڑی مشکل یہ ہو کہ معین کے کتبات پر عموماً تاریخ ثبت نہیں، اس بنا پر زیادہ تر
قیاسات سے کام لینا پڑتا ہے، جرمن علماء نے آثار کی رائے ہے کہ خاندان حکومت

۱۲۰۰ ق م سے... ق م تک موجود تھا فریج ماہرین اثریات اور پراس نام انگریز واقعین کا اس کا زمانہ یقینی طور سے ۸۰۰ ق م سے شروع کرتے ہیں، لیکن عجیب تر یہ ہے کہ نازہ ترین انگریزی محققین، (برٹانیکا طبع یازدہم، مینیم، الفاظ پاتے ہیں،

”آخر زمانے کے کتات کو پورے زمانہ قدیم کے کتبوں میں کوئی سبب یا تائید ذکر و نمونگی اس سے اور نیز اس لیے کتات کی تعداد کم ہو علین زمانہ تاریخ عرب قبل اسلام کی نسبت بہت سے اختلافات پیدا ہو گئے ہیں، لیکن تمام علما کا اس پر اتفاق کہ ان کتات کی تاریخ ۱۹۰۰ ق م تک پہنچتی ہے، اور بیضون کا قول ہے کہ صرف ۱۶۰۰ ق م تک یہ پہنچ سکتی ہے، اور ان کے ثابت ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں عرب میں کم از کم چار تمدن حکومتیں، معین ۲، سب ۳، قلاب ۴، حضرت موت کی قائم تھیں۔“

مصنفین انسانی کلو پیڈیا آف اسلام معین کا زمانہ بظاہر اس سے بھی زیادہ قدیم قرار دیتے ہیں، کہتے ہیں،

”اس قدر قدیم کہ ۳۰۰۰ ق م میں قدیم بابل کے کتات ایک شاہ معنوم (جس کا پورا نام معنوم۔ دانوہ می کا ذکر کرتے ہیں، جو ”معان“ یا مشرفی عرب کا بادشاہ تھا، اس نظریہ کی نسبت بہت کچھ کہا جا سکتا ہے کہ معان، عربی لفظ معین کا سومری تلفظ ہے اور اسی صدی سے (جس کی تاریخ غیر معلوم ہے) جنوبی عربی حکومت معین یا معنان کی بنیاد پڑی، جس نے شاید اپنی ابتدا میں نام جنوبی عرب کو جس میں قلاب اور حضرت موت داخل ہو، اپنے آغوش میں لے لیا تھا، اور جس میں ایک اور صوبہ لونخ (لا موق) بھی شامل تھا جس کی نسبت بیان ہو کہ

وہ غالباً عرب وسطیٰ اور عرب شمالی و مغربی کا نام تھا،

ان معلومات پر دو واقعات کا اور اضافہ کرنا چاہیے ہائیکسوس عرب جب... ۲۰ ق م
میں مصر پر قابض تھے تو ان حکمران قبائل میں سے ایک قبیلہ کا نام اہل مصر میں "بتائے مین
جو "معین" کی نہایت صاف شکل ہے، نیز معین و اشور کے کتبات باہم واقعات کا تعلق ظاہر کرتے
ہیں، اشور کے کتبات میں جب کا زمانہ... ۱۹ ق م سے... ۱۷ ق م تک ہے "معین" کا ذکر موجود ہے
ان وجوہ سے جیسا کہ فریچ مونخ عرب ہوارٹ Huart کہتے ہیں، زیادہ نیچے بھی نہیں
اُتر سکتے۔

حکومت عین کی تعیین زمانہ کے وقت ایک اور واقعہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے مین
کی ایک اور عظیم الشان حکومت کا نام سبا ہے، سبا کا زمانہ بلا شک و اشتباہ... ۱۰۰۰ یا... ۹۰۰ ق م سے
شروع ہے، اور آخر عمد تک حمیر کے نام سے قائم رہی اس بنا پر یہ ظاہر ہے کہ معین کا پورا زمانہ یا کم از کم
عروج کا زمانہ... ۱۰۰۰ یا... ۹۰۰ ق م سے قبل ہونا چاہیے تاکہ معین کا زمانہ عمد آخر سبا کی ابتدا و عمل
ہو، بعض اشخاص دونوں کو معاصر فرض کرتے ہیں، لیکن یہ قابل غور امر ہے کہ اس مختصر خطہ عرض
یعنی مین و عظیم الشان سلطنتیں ایک ساتھ کیونکر قائم رہ سکتی ہیں۔

بہر حال اس عقدہ کے حل کرنے میں ہم انسانی کلچر و پیڈیا آف اسلام کے مضمون نگار
"عرب" مشہور جرین فائل ہومل Hommal ساتھ ہیں، جس نے بدلائل متعدد یہ
ثابت کیا ہے کہ معین کا تمام زمانہ یا اعلیٰ الاقل زمانہ عروج سبا سے پیشتر تھا،

"مولر (دائنا) Muller of Viena کی رائے ہے کہ سبا و معین معاصر تھے، اوڈورڈ گلاز

Brugsch. Vol. 1. P. 288.

انسان کلچر و پیڈیا آف اسلام، لفظ "عرب"

Vol. 1. P. 45.

Fi. Glaser کی مشہور رائے پر جسکی تقلید و تائید و تکرار Winchler اور اقم
سطور (ہول) نے کی ہے کہ معین کی حکومت کا زمانہ سبائی حکومت سے اقدم ہو، اور نیز
(سبائی) کاہن بادشاہوں (مکارب) سے پہلے ہو، اس تیوری کی بنا پر طبعا معین کے
ایک قدیم زمانہ علی الاقل ۱۲۰۰ ق م سے ۷۰۰ ق م تک مفروض کرنا چاہیے،
حال میں سبائی معین کی عصری کی تائید بعض علماء مثلاً اہر عریات مارٹن ہارٹمن
M. Hartmann اور مورخ اڈور ڈائر Fi. Meyer کی ہے لیکن پھر بھی
مارٹن یہ قبول کرتا ہے کہ معین کا زمانہ زرین یقیناً سب سے مقدم تھا،

مؤیدین معاشرت کا سارا زور اس پر ہے کہ کتبہ معین (دکلاز، نمبر ۱۱۵-۱۱۶) کے نمبر ۵۲ میں ذکر
ہو کہ ”معین کے تجارت کی تجارت مصر، عسور اور عبرنہرین کے ساتھ تھی“ اور نیز اس میں ایک خنگ
کا ذکر ہے جو ”ندی“ نام ایک قوم اور مصر میں ہوئی تھی، مذی کو یہ میدی یعنی اہل میدیا (فارس)
سمجھے ہیں، جسکی لڑائی مصر کے ساتھ ۵۲۵ ق م میں ہوئی تھی،

ہول جواب دیتا ہے کہ ”ندی“ سے اہل مدین یا ”منی“ کیوں نہ سمجھا جائے جو بادشہ
سینا کا نام تھا، اور سب سے عجیب بات اس کتبہ میں ہماری تائید میں یہ ہے کہ اس کتبہ میں
عسور (اشوری یعنی اسیریا) اور عبرنہرین (دایمن النہرین یعنی البحرینہ) کا ذکر ہے، عسور سے اسیریا
مراد ہوگا جسکا تو راءین اشوراطا ہو، ازروے تاریخ اسیریا کا زوال ۷۰۰ ق م میں ہو چکا تھا
اس بنا پر یقیناً معین کا زمانہ اسیریا سے یعنی ۷۰۰ یا ۶۰۰ ق م سے بہت پہلے فرض کرنا چاہیے
اس بنا پر معین کا تمام زمانہ سب سے اقدم ہوگا، یا کم از کم یہ کہ معین کا آخری زمانہ سب کے ابتدائی زمانہ
کے معاصر ہو،

یہ مناہات و مباحث معین کے ابتدائی زمانہ وجود یا زمانہ عروج کے متعلق ہیں، معین کا آخری زمانہ یونانی شہادتوں کی بنا پر سو برس ق م تک قائم تھا، اس کے بعد پہلی صدی عیسوی میں بھی معین کے متعلق ایک دو حرف ملتے ہیں، لیکن زیادہ تر سبکی عظمت سے یہ روایات پرہیز اس سے ثابت ہوتا ہے کہ معین اس وقت گنہام ہو چکے تھے،

معین درموشین یونانی یونانی معین سلاخی تصنیفات سے صرف نئی نام کو نہ دیکھا بلکہ اپنے نام کی تمام ترمیم کو بھی انہوں نے زور رکھا ہے، یونانیوں اور عربوں میں صرف تاجرانہ تعلقات تھے، مصر چوتھی صدی ق م سے یونانیوں کے قبضہ میں تھا، اسکندریہ اس وقت تجارت کا مرکز تھا اس زمانہ میں معدنیات اور لوہاں وغیرہ خوشبودار چیزوں کی تجارت خاص عرب تاجروں کی ملکیت تھی، *Eratosthenes* اس تہذیب کے تالیخ و فوات ۱۹۶ ق م کے وہ قابل مین کے ذکر میں لکھتا ہے:

”ملک عرب کے انتہائی اختتام پر بندر کے کنارے اہل معین *Minaians* رہتے ہیں، جنکا خاص شہر قرن *Karna* ہے، ان کے بعد سب آتے ہیں، جنکا پایہ تخت مارب ہے، آگے بڑھ کر بجانب مغرب طبع عرب کے گوشہ پر اہل قناب آباد ہیں، جن کے بادشاہ، تنع میں رہتے ہیں، آخر اُٹائلے مشرق میں اہل حضرموت ہیں، جنکا شہر سبائہ اور ان چاروں ملک میں سے ہر ایک کی وسعت مصر زیرین سے زیادہ ہے۔

ان ملک میں ایام گرامین بارش ہوتی ہے اور ندیاں بہتی ہیں جو میدانوں و زلالوں میں گم ہو جاتی ہیں، اسی لیے زمین اس قدر زرخیز ہے کہ تخم بڑی دوان سال میں دو بار ہوتی ہے، حضرموت سے ملک سبائہ ۴۰ روز کا راستہ ہے، سوداگر ”معین“ سے عیلام (عقبات) ۶۰ دن میں جلتے ہیں، حضرموت قناب، سبائہ اور مین کے

شہر دولتند اور مکھون اور شاہی غارتوں سے آراستہ ہیں۔“

اس بیان سے جو مسیح سے ۲۰۰ برس قبل کی شہادت ہو، یہ ظاہر ہو کہ اس وقت یمن میں چار آباد قطعات تھے جن میں سے ایک معین تھا، اسکی وسعت محض زیرین سے کم نہ تھی، زمین نہایت زرخیز و سرسبز تھی، مملکت معین کا خاص شہر قرن تھا، موقع وقوع کے لحاظ سے مورخ یونانی کا بیان ہو کہ یمن کے مشرق میں حضرموت، مغرب میں بجانب بحر عرب قتاب اور وسط میں معین اور سبا، معین خلیج عقبہ کے درمیان جو یمن سے شام و مصر کا راستہ تھا، دیکھی مسافت تھی معین تاجر پیشہ قوم تھی زیادہ تر خوشبودار لکڑی اور بخورات کی تجارت کرتی تھی ایک قدیم جغرافیہ نویس لکھتا ہے۔

یہاں سے بطا اور فلسطین تک شہر جاتی ہر جہان اہل قریہ اور اہل یمن اور اس پاس کے نام عرب بالائی ملک سے خوشبودار چیزوں کے بستے اور بخورات لاتے ہیں،

پلینی کے بیان کے مطابق انکی زمین کی خاص پیداوار چوبارے اور انگور تھے لیکن ان کی دولت کا اصلی حشر یہ جانوروں کی تجارت تھی۔

پلینی کا سال وفات سنہ ۶۷ ق م ہو اس وقت تک معین گوزدہ تھے لیکن سب کے مقابلے میں گنام ہو چکے تھے جیسا کہ پلینی کا یہ فقرہ ظاہر کرتا ہے،

ساتھ نام قابل عرب میں سب سے زیادہ مشہور ہیں..... وہ سمندر کے اس ساحل سے اُس

ساحل تک کے ملک ہیں، حضرموت ان کے ملک کا ایک ٹکڑا ہے..... حضرموت کے نیچے

اندرونی حصہ یمن میں واقع ہے۔

۱۷ Goldmines of Midian P. 179

۱۸ فارش ج ۲ ص ۲۲۲، ۲۲۶ ۱۹ ذکر کی تاریخ قدیم ج ۱ ص ۳۱۲، ۳۱۳

اس فقرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی صدی عیسوی میں معین اس کے مقابل میں گمنام ہو چکے تھے، اور اس وقت ساسنوں کے اس گوشہ سے اس گوشہ تک یعنی خلیج فارس سے بحر احمر تک کے تہا ملک تھے، گوشہ معین کا وجود دوسری صدی ہجری اور آٹھویں صدی عیسوی تک باقی تھا، پلینی نے ایک مزہ کی بات لکھی کہ معین "اپنا نسب" مینوس شاہ کریش تک پہنچاتے ہیں۔ یہ دعویٰ شاید یونانیوں کا طبع زاد ہوتا ہے، اس سے اتنا تو ثابت ہوتا ہے کہ معین کا سلسلہ تجارت یونان کی سرحد تک پہنچ چکا تھا،

معین کا دائرہ حکومت۔ معین کا دائرہ حکومت کس قدر وسیع تھا؟ اس سوال کا جواب آسان نہیں، تاہم کوشش کجانی ہے۔ عرب و یونان کی روایات اور علم الآثار کی تائید کی بنا پر معین، حضرموت اور سبا (صغاء) کے وسط میں واقع تھا، جسکو آثار نے جنوبی جوف کے حدود میں محدود کیا ہے، عربوں کے مہاتما بھی معین کے لیے اسی مقام کی تعیین کرتے ہیں ایک عرب شاعر جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے، کہتا ہے۔

وخمی الجوف "مادامت" معین "باسفله مقابلة عرادا

معین کے خاص دارالحکومت کا نام یونانیوں نے قرن لکھا ہے، آثار میں بھی قرن لکھا ہوا پایا گیا ہے، آثار سے قرن کے علاوہ اور بھی بہت سی آبادیوں کے نام معلوم ہوئے ہیں جو معین کے حدود میں واقع تھے، ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں بیل، نشق، نشان، عیرم اور کمنہ، براقتش کا نام اوپر آچکا ہے۔

معین کے کھنڈرات تک باقی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ معین کے تمام قلعے و شہر

۱۔ بم البلدان باقوت ج ۲ ص ۹۰ مصر لکھ فارشر ج ۲ ص ۷۵

۲۔ Huart Tome. 1, P. 45.

۳۔ زمانیکا مضمون عرب،

ایک دائرہ کی صورت میں واقع تھے، معین خود سبل کے قلب میں اس شاہراہ کے دست راست پر جو ارب کی شمالی جانب ہو واقع تھا، روایات عرب میں معین کے ساتھ ساتھ براقص کا ذکر ہوتا ہے، براقص کا محل وقوع معین کی مغربی و جنوبی جانب اور موجودہ صغارا کے قریب جو کوہستان کی سلسلہ ہو اس کی مغربی جانب تھا، براقص کا قدیم نام شیل تھا، اہل معین کا تیسرا قلعہ یا شہر جو شاید یونانیوں کا بیان کردہ قرن یا قرنا ہو، شمالی جون کے وسط میں معین و براقص کے شمال میں تھا۔

معین کے علاوہ معین کے آثار اور خط و زبان کے نمونے شمالی عرب میں اعلیٰ میں بھی ملتے ہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معین کی کوئی نوآبادی میان بھی قائم تھی، غالباً اس نوآبادی کی غرض یہ ہوگی کہ معین کے اُن تجارتی راستوں کی حفاظت کرے جو سواحل بحر احمر (عقبہ عیلام) ہو کر شام و فلسطین اور اسکندریہ کو جاتے تھے،

معین کے ان شمالی آثار سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صرف تجارتی حکومت تھی، بلکہ جنگ و فوج میں حصہ لیتی تھی، شمالی معین کا ایک گورنر اپنے آقا کے بغیریت جنگ سے واپسی پر ایک ایک یادگاری لوح پر لکھتا ہے،

”استار (دوتا) کے لشکرانہ میں اس کی حفاظت پر فرمانرواے جنوب اور فرمانرواے شمال کی

باہمی جنگ میں اور مدی اور مصر کی لڑائی میں اور اُن کے بغیریت اپنے خاص شہر قرن واپس

پہنچ جانے میں“

اس کتبہ کا نويسندہ اپنے کو ”ابی یحییٰ شیخ شاہ معین“ کا تحت ظاہر کرتا ہے، اور اپنا لقب ”قنار اشو“ اور بالائی ساحل بحر کا حاکم بتاتا ہے ”قنار“ کا ذکر مصری کتبات میں بھی ہے، اس سے معلوم

۱۔ برٹانیکا مضمون عرب، ۲۔ سوال سے ایک، عرب،

ہوتا کہ مصری و عربی سرحد پر جہاں اب سونہو تار کوئی سرحدی قلعہ تھا، معین کے ایک دوسرے شمالی کتبہ میں، حکام معین شہر غزہ کا حاکم ہونا بھی اپنے کو بیان کرتے ہیں، شہر غزہ، شام و فلسطین کے پاس اب تک موجود ہے، ان بیانات سے معلوم ہوگا کہ معین کی حکومت میں سے شروع ہو کر شام و مصر اور اشور (اسیریا) تک ممتد تھی،

معین کے شمالی اتاریں مصران نام ایک آبادی کا نام بھی منقوش ہے، یہ آبادی غالباً مدین کے پاس تھی، مصران، عبری کے مصرائم اور عربی کے مصر سے بہت متشابه ہے، اور عجیب تر یہ ہے کہ مصر کی طرح بیان کا حاکم بھی اپنا لقب فرعون رکھتا تھا، اس بنا پر جرمن علمائے عموماً نظریہ قبول کرتے ہیں کہ یہ تو آریہ جہاں جہاں مصرائم (مصر) کا ذکر ہے اس سے مراد بھی شہر مصران ہے، لیکن یہ تھیوری بھی بہت سے اعتراضات کا مورد ہے،

ہم نے آغاز فصل میں لکھا ہے کہ متشق مین بنی اسرائیل نے ”معین“ کا ذکر کیا ہے، اس زمانہ میں عزراہ بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا، عزراہ اس زمانہ میں عربوں سے لڑا تھا، اس لڑائی کا نتیجہ بنیمین اس طرح مذکور ہے،

اور خدا نے اُس کو مدد دی کہ اہل فلسطین پر اور اُن عربوں پر جو جو رمل میں رہتے تھے اور مینون

برائس کو غالب کیا، (تاریخ دوم ۲۶-۷)

یہ جنگ معین کے شمالی مقبوضات میں جو فلسطین سے متصل تھے، واقع ہوئی ہوگی، اس شہادت سے جو سترہ برس ق م کی ہے چند نتائج مستنبط ہوتے ہیں، اولاً یہ کہ جیسا کہ آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ معین کی نوآبادی شمالی عرب میں بھی تھی اس واقعہ سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے، ثانیاً یہ

Numan. Origens . P. 37.

لے بیانات بالا کے لیے دیکھو،

Huart's Tome. I. P. 46.

کہ ۸۰۰ برس ق م معین کی ابتدائی قوت کا زمانہ نہیں ہے جیسا کہ فریج علمائے آثار نے قرار دیا ہے بلکہ ابتدائے صنعت کا زمانہ ہے جیسا کہ جرمن علما کی رائے ہے، اسکی ترقی کا زمانہ اس زمانہ شکست سے بہت اوپر فرض کرنا چاہیئے، مثلاً یہ کہ معین اہل میں ایک فاتحانہ قوم تھی، اگر ۲۰۰۰ ق م میں وہ ایک یونان کے جغرافیہ نویسوں نے اُسکا ذکر صرف ایک تاجر قوم کی حیثیت سے کیا ہے تو وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اُسکی سیاسی عظمت اس سے بہت پہلے منقود ہو چکی تھی، اور اس زمانہ میں صرف ایک تاجرانہ قوم رہ گئی تھی،

شاہانِ مین | خاندانِ مین کی توجہ بادشاہ گزے اور اُن کے کیا نام تھے؟ اس کا جواب نہ خود دیا ہے عرب میں ہے، اور نہ مورخین یونان کے بیانات میں اس کے لیے دینا کو صرف علمائے آثار کا منہ ہونا چاہیئے، انھوں نے معین کے تقریباً ۲۵ بادشاہوں کے نام دریافت کیے ہیں جن میں سے ۲۰ نام ایک دوسرے کے رشتہ دار ہیں، ناموں کی فہرست حسبِ ذیل ہے:

۱۔ ایل صادق،	ابی یفع یا توش	خالی کریب
وقہ ایل یا شخ،	۳۔ ابی یفع وقہ	حفن یا ثع
ابی یفع یا شخر،	وقہ ایل صادق،	۶۔ یفع ایل ریام
حفنم ریام،	ابی کریب یا ثع،	ثع کریب
۲۔ ابی یفع یا ثع،	عمی مدع نابط	۴۔ ابی مدع
ابی مدع یا ثع،	۴۔ ابی یفع ریام،	حفنم
وقہ ایل ریام،	ہو فاعشت،	
حفنم صادق	۵۔ ابی مدع،	

یہ کل ۲۲ نام ہیں جو عمارات اور مقبروں کے کتبوں سے جمع کیے گئے ہیں، یہ تعداد زمانہ حکومت کے لحاظ سے بہت کم ہے، اور ظاہر ہے کہ متعدد نام ایسے ہونگے جنکے نام کے کتبے ہکونہیں ملے، اور اور بہت سے ایسے ہونگے کہ جنکے نام کے کتبے سرے سے نہونگے، اسلئے زمانہ حکومت کی وسعت کے مطابق کم از کم دس بارہ نام اور فرض کیے جاسکتے ہیں، کل ۳۵ نام ہوتے ہیں، احمد رضا نے ۲۶ تباغہ میں کی مدت حکومت ایک ہزار برس لکھی ہے، لیکن یہ مدت ۲۶ بادشاہوں کے زمانہ حکومت کے لیے بہت زیادہ ہے، کیونکہ زیادہ سے زیادہ ہر ایک کا زمانہ علی الاوسط ۲۰ برس سے زیادہ مفروض نہیں ہو سکتا، اگرچہ ایک طرف ان میں بہت سے ۵۰ برس کے ہونگے، اور دوسری طرف بہت سے ۱۰ برس کے ہونگے، اس لیے زیادہ سے زیادہ اوسط ۲۰ برس ہم فرض کرتے ہیں، اس فرض کی بنیاد ۳ بادشاہوں کے لیے ۷۰۰ برس کا زمانہ ہونا چاہیے، یہ زمانہ اگر ۷۰۰ ق م سے شمار کیا جائے جو میں ہن عادی کا زمانہ حکومت کا زمانہ ہے تو ۱۰۰۰ ق م پر اگر یہ ۷۰۰ کی مدت ختم ہوتی ہو اور ٹھیک دہ زمانہ جو جب توراۃ کے روسے (تعبہ سلیمان و سبا) قوم سبا کی ابتدا ہو رہی ہو،

گلازر Glaeser اور ہومول Hommol جو جرمنی کے محققین علمائے آثار ہیں وہ معین کا عہد حکومت ۷۰۰ ق م سے ۹۰۰ ق م تک متعین کرتے ہیں جسکے بعد ان کا بیان ہے کہ سبائے شمال عرب سے آکر سین کو فتح کر لیا، ہم نے سین کی ابتدا عاد کے خاتمہ سے لیکر (۷۰۰ ق م) سبائی ابتدا تک (۱۰۰۰) جو قرار دی ہے اس سے بغیر کسی تکلف کے سین کی ایک مسلسل تاریخ قائم ہو جاتی ہے اور فرض محققین ہمارے زیادہ دور بھی نہیں واقع ہوتا، معین کی

Heart. Tome. 1. P. 56 ان ناموں کی فہرست کے لیے دیکھو ۵۱

زبان، خط، اور دیوتا کے نام سب سے مختلف ہیں، اور کسی قدر باطل سے مشابہ ہیں، اس نتیجہ سے معین کی قومیت کا راز فاش ہوتا ہے، کہ وہ عرب سائیکل اول کے بقایا بے یاد گارتھے،

۶۔ بنی بحیان

من جملہ عرب باندہ کے رواق عرب بنی بحیان نام ایک قبیلہ کا ذکر کرتے ہیں، بنی بحیان کی نسبت وہ صرف اس قدر جانتے ہیں کہ یہ جرم کی ایک شاخ تھی ابن خلدون نے بھی اس عقیدہ لکھا ہے
آج کل شمالی عرب کے شہر العلماء میں چند کتبات سبائی اور نبطی کتبوں کے پہلو پہلو ملے ہیں جن سے نہ صرف ”بنو لیان“ کا وجود ثابت ہوتا ہے، بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شمالی عرب میں حدود شام میں اور خصوصاً الحما کے اطراف میں آباد تھے، خط بحیاتی جنوبی عرب کے خط معینی و سبائی کے مشابہ ہے، بلکہ انھیں سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے،

علمائے آثار بنو بحیان کی قوت سیاسی کا زمانہ شمالی عرب میں معین و سبک کے انحطاط (متفق م) اور انباط کے ارتقا (متفق م) کے درمیان میں قرار دیتے ہیں، بحیانی کتبات کے مضامین کچھ زیادہ واضح طور سے پڑھے نہیں جاسکے ہیں، لیکن اس خیال کی ہر طرح تائید ہوتی ہے کہ فارس و مصر کے فاتحانہ تعلقات کے عہد (متفق م) کے ہیں، اس بنا پر اس زمانہ میں ہیروڈوٹس (۴۷۰ ق م) نے فارس و مصر کے تعلق سے جن عربوں کا ذکر کیا، وہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ یہی ”بنی بحیان“ ہیں،

بنی بحیان کا مسکن حکومت فارس و مصر کے درمیان واقع تھا، ہیروڈوٹس بیان کرتا ہے کہ ”یہ عرب ہر سال ہزاروں وزن (۱) بخورات شاہ فارس کو نذر دیتے ہیں،

۱۔ تاریخ ابن خلدون ج ۲ مصر ۱۷۸ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۳۹۱

۲۔ ایضاً ج ۱ ص ۳۹۰

لیکن یہ نیز عسلا می و عبودیت کی قیمت نہ تھی، بلکہ دوستانہ ہیہ تھا، کیونکہ موسیٰ مذکور
لکھتا ہے کہ ان عربوں کو اب تک کوئی مفتوح نہ کر سکا۔

۵۲۵ھ میں قیسر شاہ فارس نے جب مصر پر حملہ کرنا چاہا تو صحراے سینا کا بے آب و شول
گزار میدان بغیر ان عربوں کی اعانت کے قطع کرنا محال تھا، شاہ فارس نے ان عربوں کے پاس
ایک سفارت بھیجی کہ وہ اسکی مدد کریں اور اس ریگستان میں اسکی فوج کے لیے پانی کا انتظام
کریں، شاہ عرب نے ملاو کا وعدہ کیا اور پھر سے انگلی پر مار کر خون نکالا جو مستحکم وعدہ کی عربوں میں
نشانی تھی، ادنیٰ کی کھالوں میں پانی بھر کر اس خشک ریگستان کو چشمہ پر آب بنا دیا،

پہلی صدی مسیحی میں خلیج ایلام (عقیہ) کے پاس لیا نیسین نام ایک قوم کا
کا ذکر کیا ہے، بعض لوگ اسکو لیا نیسین سمجھتے ہیں۔

لیکن ہماری رائے میں وہ ایلامین ہیں، اور اسکی شہادت یہ ہے کہ اس خلیج کا نام ”ایلام“ اور
”ایلامہ“ نہایت قدیم ہے اور اسی نام سے اسفار یوداد و جفرافیاے یونان میں اسکا ذکر حالانکہ آگے
بعد اور اس کے پہلے بنو حیان کا وجود بھی نہ تھا،

بنو حیان عرب کے ایک اوقبیہ کا بھی نام ہے جو اسماعیلی قبائل کی شاخ، بنییل بن
کنانہ کی فرع ہے، یہ عہد ظہور اسلام میں نجد کے قریب آباد تھے، مسلمانوں کو اس کے ساتھ
ایک غزوہ بھی پیش آیا،

۱۵ ہیرڈائس باب ۳ فقرہ ۸۰

۱۶ Goldmines P

۱۷ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۳۷۹

محول قبائل سامیہ

ان قبائل مذکورہ کے علاوہ اور بہت سے قدیم قبائل باندہ کے نام منقول ہیں، لیکن ان کے سوا اور کچھ نہیں معلوم، مثلاً عجل، عیس اولیٰ، ایم، ارثم، اوبار وغیرہ ہم، جاہلی شاعر نابغہ جو اسلام سے کچھ پہلے گزرا، ایک قصیدہ میں عرب کے قبائل باندہ کا تفصیل ذکر کرتا ہے،

المرتد و ارماد و لاعاد	افناہم اللیل والنہار
واقترضت بعدہم	ثمود بما جنى فيهم قدار
وجاسم بعدہم وطسم	قد اوحت منهم الديار
وحل بالحي من جدائس	يوم من الشر مستطار
ومزدھر على معاصر	فهلكت جھرۃ معاصر
ومتعت بعدہم وبار	ولا معاصر ولا مبار
بادو اوخلواس سوم دار	فاستوطنت بعدہم دنخدار
لان لہم سودد حلم	وخلدۃ شانہا وقتار
اخذت علیہم مدد وھر	لہ علی اہلہ عشار



طبقہ ثانیہ

بنو قحطان

سنہ ۲۵ ق م

قحطان قبائل میں کا جہا علی تھا، عبرانی تورات میں قحطان کے بجائے یقطان مذکور ہے، (تکوین ۱۰-۲۶) تورات کے یونانی تراجم میں مبادلہ "یا" "بالجم" قحطان استعمال کیا گیا ہے، قحطان، یقطان، او قحطان تینوں ایک ہی نام کے مختلف تلفظ ہیں، پہلے علمائے نصرانیت میں مسلم نہ تھا، لیکن اب یہ عام طور سے قبول کیا جا رہا ہے، چنانچہ انسائیکلو پیڈیا میں جو زمانہ حال کی مستحکم ترین سند ہے اس اتحاد کو تسلیم کیا گیا ہے، رورڈ فار سٹرنجنون نے انیسویں صدی کے وسط میں عرب کا جغرافیہ تاریخی لکھا ہے وہ اس اتحاد کے لیے نہایت بے قرار ہیں، کہ تورات کے یقطان کی تاریخی شخصیت کی تصدیق عرب کے قحطان کے سوا کسی اور صورت میں نظر نہیں آتی، انہیں اسباب سے ہم دیکھتے ہیں کہ تورات کے مشرقی تراجم میں یقطان کی بجائے اب عام طور سے قحطان لکھا جاتا ہے،

قحطان و یقطان کے اتحاد مسیحی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ تورات میں جن اولاد و نسل ذکر ہو حسب اصول تطابق اساء ان کا سکون میں ثابت ہوتا ہے، جسکی تفصیل ہمیں آگے آتی ہے، تورات نے اُمّی جائے سکونت "مساء صفار پورب کے پہاڑات" بتائی ہے (تکوین ۱۲-۳۱)

مسک اور صفار دونوں مقام مجہول ہیں، صفا سے اب عموماً ظفار واقع مین مراد لیا جاتا ہے، مسک
 اگر حجاز مراد لیا جائے دیکھو کہ حضرت اسماعیل کے ایک بیٹے کا نام مسکتھا تو مطلب یہ ہوگا
 کہ حجاز سے مین تک بنو قحطان آباد تھے، اور یہ بیان عربوں کی روایت کے بالکل مطابق ہے،
 توراۃ مین ہے کہ قحطان کے تیرہ بیٹے تھے، الموداد، شلف، ہدورام، اورال، دقلاہ،
 عوبال، ابی مال، اوفیر، حویلی، یویاب، یارج، حصار موت، شبا (تکوین ۱۰-۲۰)
 عرب رُواۃ یارج، حصار موت، اور شبا کے سوا کسی اور سے واقف نہیں، لیکن یارج
 کی نہ ہی جماعت نہایت اہتمام و کوشش سے ان مین سے ہر ایک کا وطن و مسکن عرب کے
 ایک ایک گوشہ مین ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکال رہی ہے، ان کی تحقیقات کا نتیجہ حسب ذیل ہے،
 گوانی صحت قطعی نہیں،

الموداد

الموداد اور اسکی اولاد نے مشرقی عرب کے سوا حل بحر فارس پر اقامت کی کیونکہ بطلمیوس
 او مائیٹو *Alumaetotae* نام ایک عرب قبیلہ کو جو الموداد کے نام سے مطابق ہے
 سین جگہ دی ہے،

شلف

بنو شلف حجاز مین مدینہ اور کوہ ذاس کے مابین آباد تھے، بطلمیوس نے سلفنی نام سے
 بیان ایک قوم کا ذکر کیا ہے جو عبرانی نام کی یونانی شکل ہے،

ہدورام

ہدورام کی اولاد نے بھی یہی سمت اختیار کی، ہدورام *Hadrama* نام ایک

اسی کتاب مین جغرافیہ عرب حسب بیان توراۃ دیکھو،

آبادی کا ابو القدا نے ذکر کیا ہے (اصل نام حضرہ ہے، ان ناوا قفون کو D کے تلفظ نے دھوکا دیا ہے، جو یورپین زبانوں میں عربی کے "د" اور "ض" دونوں کا کام دیتا ہے، جغرافیہ ابو القدا کے یورپین ترجمہ میں حضرہ کو Hadrama لکھا ہوگا)

اوزال

وسطین میں اُس مقام پر آباد ہوئے جہاں اب صنعاء آباد ہے، انھیں کے نام سے سین میں "اوزال" ایک مشہور شہر تھا، یہ شہر مسیح سے چھ سات سو برس پہلے تجارت کی ایک بڑی منڈی تھی، یہاں سے فولاد، تیز پات، اور مسالہ لایا کرتے تھے، (خرقیال ۲۷-۱۹) یہود اب تک موجودہ شہر صنعاء کو جو قدیم اوزال کی جگہ چھٹی صدی عیسوی میں آباد ہوا ہے اوزال ہی کہتے ہیں،

دقلاہ

سین میں ایک مقام کا نام "ذوالخلا عہر" شاید وہ عبرتی قلا کی عربی شکل ہو،

عوبال

عرب میں اس خاندان کا نشان نہیں ملتا، شاید کہ وہ افریقہ (ایتھوپیا) چلا گیا ہو،

ابی مائل

بعض اشخاص کے بیان کردہ آثار کے مطابق مسکن بنی سالف اور حجاز کے امین اسکی اقامت ظاہر ہوتی ہے،

اوفر

بنو افر میں کے سوا حل پر جاگزین ہوئے، انھیں کے نام سے اس مقام کو اوفر کہتے تھے، یہ میں کا قدیم بندرگاہ تھا، حضرت سلیمان کے ہمار بیان اگر لنگر انداز ہو کرتے تھے اور ان کے لیے یہاں سے سونا لاد کر لے جایا کرتے تھے (اسلاطین ۹-۲۸) اوفر کے سونے کا

تمام اسفار یو دین بکثرت ذکر کرے گا

حویلہ

اسکی اولاد میں بن شمال کی جانب آباد ہوئی جان ان کے نام سے شہر حویلہ آباد ہوا،

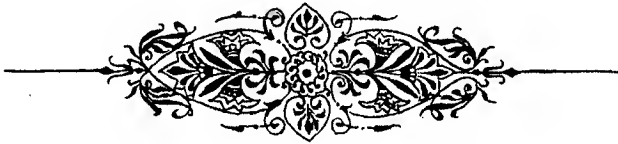
یو باب

یو باب کو یونانی میں جو باب کہیں گے، یمن کے جنوب میں جو بارٹی *Jobaritee*

کو بطلمیوس نے جبکہ دی ہے شاید یہ وہی ہو،

یا ریح، حضرموت اور سبا کے متعلق کسی قدر زیادہ ہو کہ حالات لکھتے ہیں اس لیے ان کے

لیے مستقل عنوان کی ضرورت ہو،



۱۵ ایام دوم ۸-۱۸، ۹-۱۰، ۱۱-۱۲ ایام اول ۲۹-۳۰ یفرایوب ۲۲-۲۳، ۲۴-۲۸، ۱۶-۱۷ زبور ۳۵-۳۹

اشعیا ۱۲-۱۳

۱۵ ان تمام بیانات کے لیے دیکھو فار شرح ا فصل ۲

یا ح یا عرب

یا ح عبرانی ہے، عرب اسکو **عرب** کہتے ہیں، السنہ قدسیہ میں اس قسم کا تغیر لہجہ نہایت عام ہے، یہودی رُداۃ عرب تمام قبائل میں کوئٹھنا اسی **عرب** کی اولاد قرار دیتے ہیں، تاآنکہ شاہ کوہی **عرب** ہی کا بیٹا سمجھتے ہیں، اور یہی رائے ہمارے ان متفقہ تمام علمائے ادب و انساب کی ہے، اس غلطی کا سر بنیاد صرف، عبیدین شریف وغیرہ یہودیوں کے عام افسانے ہیں، تو راقۃ بین قحطان و اولاد قحطان کے تحریری حالات و انساب موجود ہیں۔ جنکا ترجمہ ہر حال یہودیوں کی زبانی کہا نیوں سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے،

روایات عرب کے رو سے **عرب** میں کاسب سے پہلا بادشاہ ہے، یا یون سمجھو کہ تمام بنو قحطان میں نسل **عرب** پہلی حکمران جماعت ہے، یہ بھی کہتے ہیں عا کے شاہانہ جو اسلام سے پہلے جاہلیہ میں جاری تھی یعنی **أَبَيْتُ اللَّعْنُ وَانْعَمَ صَبَاحًا** سب سے پہلے اسی کو دگئی، یہ بھی مشہور ہے کہ عربی زبان کاسب سے پہلا شکلم فصیح ہی تھا، **حسان بن ثابت** (مشہور شاعر صحابی) فرماتے ہیں،

نَعْلَمُهُ مِنْ مَنْطِقِ الشَّيْخِ **عَرَبٍ** أَيْدِنَا، فَصَرَفَهُ مَعَرَبِينَ ذَوِي نَفَرٍ

وَكَتَبَهُ قَدْ بَيَّنَّا مَا لَكُمْ غَيْرَ عَجْمَةٍ كَلَامٍ، وَكَتَبَهُ كَالْبَهَائِفِ فِي الْقَفَرِ

ہی ان تک تو غنیمت ہو، آگے چلکر دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ”عربی“ اور ”عرب“ کا نام بلکہ وجود

زبانوں کے مابین ہوتا ہو ورنہ خود سامی زبانوں کو اندر سے قسم کا سباد کہ کبھی نہیں ہوتا،
 یغرب اور نسل یعرب اور اسکی حکومت کے متعلق کچھ نہیں معلوم، روایات عرب میں غلطی
 سے سب کو یعرب کی فرع تسلیم کر کے تمام قبائل سب اور حکومت سب کو قبائل یعرب اور حکومت سب
 یعرب کہتے ہیں، لیکن ہم جواز کہ تو راہ ابھی ثابت کر چکے ہیں کہ سب اور یعرب دونوں قطآن کی لگ
 لگ اور مستقل شاخیں ہیں، اہل عین کا دور حکومت جیسا کہ گذرستہ عین صدی ق م سے شروع
 ہوتا ہے، اور ارم سامیہ اولی (عاد وغیرہ) جو عین پر قابض تھے انکی تباہی ۸۰۰ ق م میں ہوئی ہے
 تو کیا درمیانی زمانہ بنو یعرب کا فرض کیا جائے؟

حصار موت یا حضرموت

عبری زبان میں "ض" نہیں ہے، اس لیے حضرموت کا تلفظ اُس میں حضرموت یا حصار موت بزیادت الف ہے، حضرموت کی اولاد نے جس قطعہ عرب کو اپنا مسکن بنایا، حضرموت کے نام سے آج تک مشہور ہے، حضرموت عرب کے انتہائی جنوب میں بحر عرب کے سواحل پرین کے مشرق میں واقع ہے،

بنو حضرموت کی ایک مستقل حکومت تھی جس کا ذکر یونانیوں نے جایجا کیا ہے، مسلمان مورخین بھی اس دور حکومت سے واقف تھے، علم الآثار نے بھی یہاں کے متعدد بادشاہوں کے نام دریا کیے ہیں، یونانی اور عربی زبانوں میں باہم "ح" اور A اور ch "ض" اور D اور T اور مین مبادلہ ہو جاتا ہے، اس لیے حضرموت کا تلفظ یونانی میں مختلف طرق سے ہوا ہے، سینٹ جیروم نے *Asarmonthe* یعنی *Chatramotilae* اور *Altranitae* اور بطلمیوس نے *Chatramotitae* *Chathramitae* کیا ہے،

عرب مورخین نے حضرموت کی کو مفصل تاریخ کہیں بیان نہیں کی ہے، لیکن اتنا ان کو معلوم تھا کہ شاکی طرح اس خاندان میں بھی متعدد بڑے بڑے بادشاہ گزرے ہیں، الحاکم القزحی عیال ہوتا تھا، مورخین عرب کا بیان ہے کہ ان فہم ملوک تبار ملوک القباۃ فی علو الصیۃ بجمہ اللذ

شاہانِ حضرموت شہرت اور ناموری میں تابعین کے ہم درجہ تھے، ابنِ خلدون نے تاریخ میں بعض بادشاہوں کا ذکر کیا ہے، نشوان بن سعید حمیری نے بھی انکا نام لیا ہے،

و عیال من حضرموت من بنی	اجماد ذی الاشباہ و آل صباح
والعزم من جدن و ابنامرة	دینی شیب و اولی بناح
دینی الہذیل و آل فہد منهم	من کل حش بالندائے مواتح

فرزندانِ حضرموت زیادہ تر زائیون میں برباد ہو گئے، اور جو بچے انھوں نے اپنے کو قبیلہ کندہ میں منضم کر دیا، ابنِ خلدون کی عبارت ہے،
قد ذهب اکثرهم و اندرج باقہم فی کندہ اکثرک فنا ہو گئے جو بچے وہ قبیلہ کندہ میں منظم ہو گئے اور
و صادر وافی عدادہم اور ان کا شمار انھیں میں ہو گیا،

بنی حضرموت چونکہ بحر عرب کے ساحل پر آباد تھے، جو تقریباً جنوبی ہندوستان کے سامنے ہو، اسلئے ہندوستان کی بحری تجارت کے یہ عہد قدیم سے مالک تھے، ہندوستان کا تمام بیویا انھیں کے توسط سے انجام پاتا تھا، چارانی میں ان کو خاص دستگاہ حاصل تھی، اسلام کے بعد انکی یہ قوت اور زیادہ نمایاں ہو کر چلی، جزائر ہند جاوہ سماطراہ اور تمام سواحل ہند میں انکی نوآبادیاں قائم ہیں، مکن کی فوجی طاقت میں حیدرآباد و مرہٹوں کو زمانہ تک انکا عنصر ایک جزو اہم تھا، ان سواحل و جزائر میں اشاعت اسلام کی خدمت بھی انھیں حضرموتی عربوں کے ہاتھوں سے انجام پائی ہے

حضرموت اور توارہ حضرموت ان خوش نصیب عرب قبائل میں ہے جو کلامِ توارہ میں کوہِ بلکین فوس
ہو کہ یہ خوش نصیبی نام کی حیثیت سے صرف ایک ہی انصیت ہوتی ہے یعنی فطان کے بیٹوں کے سلسلہ میں
۱۔ قصیدہ حمیری علی کتب خانہ باکلی پڑا
۲۔ ابنِ خلدون ج ۲ ص

لیکن حضرموت کے بندرگاہ قانہ یا قانع کا نام تجارت کی مناسبت سے مذکور ہو، خزقیال ۱۲۶۷ء میں ہے، ”حاران اور قانہ اور عدن، سب کے تاجرا سیریا... تیرے بیوپاری تھے“، قانہ کا بندرگاہ کتبات میں بھی مذکور ہے

حضرموت اور یونان

یونان نے بھی اسی بحری تجارت اور ہندوستانی بیوپار کے تعلق سے ان کا ذکر کیا ہے، اراتوستھینیس Eratosthenes المتوفی ۱۹۷ء ق م بیان کرتا ہے کہ ”مین کے آخرین مشرق کی طرف حضرموت Chatramitis ہے اسکے دارالحکومت کا نام سباحتا، Sabbatha ہے“ سباحتا کا اصلی تلفظ ”شبوہ“ ہے، جواب تک حضرموت کی ایک مشہور آبادی ہے، یہی مصنف آگے چلا کر لکھتا ہے ”حضرموت زیادہ تر تجارت پیدا کرتا ہے، لیکن ہرقم کے بیسے بھی وہاں وافر اور جانور بھی بکثرت سے ہوتے ہیں، حضرموت سے سبکا ملک ۴۰ روز کی مسافت پر ہے... حضرموت.... اور شاہناہایت دولت مند شہر مین، اور مذہبی و شاہی عمارات سے آراستہ مین“ پلینی (۱۳۷ء) لکھتا ہے، ”سبکا کے ایک حصہ کا نام حضرموت ہے، جس کا خاص شہر سباحتا (شبوہ) ہے، اس شہر مین ۶۰ ہیکل مین،.... یہاں سے تجارت جمع کر کے سباحتا لائے جاتے ہیں اور اسوقت تک یہ خرید و بیع کیے جاسکتے اور نہ کوئی غیر ملکی ان کو لے جاسکتا ہے، جب تک کہ ان سباحتا کے دیوتا کے لیے ایک عشر و سوان حصہ ان سے نکال نہیں لیتا“

ایک یونانی مورخ لکھتا ہے کہ حضرموت مین بادشاہ واشتہ نہیں ہوتا، بلکہ شرفاے ملک کے گھر مین بادشاہ کے انتخاب کے بعد چھوٹا بیٹا ہوتا ہے وہی ولی عہد قرار پاتا ہے

ان دونوں یونانی حوالوں کے لیے دیکھو،

Dunker's History of Antiquity Vol. I. P. P. 310. 311. 313.

تھیوفراستنس Theophrastens جو تاریخ طبعی کا مصنف ہے بیان کرتا ہے کہ لوہا
عود وغیرہ بخورات، سبا اور حضرموت کے عرب اصناف میں پیدا ہوتے ہیں..... یہ کام ملک
سبا کے متعلق ہے، تھیوفراستنس کا زمانہ ۳۲۰ ق م ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد قدیم
میں بھی حضرموت، سبا سے آزاد نہ تھا،
حضرموت اور آثار قدیمہ

حضرموت کے آثار کی تحقیق بہت کم ہوئی ہے، ۱۹۱۳ء تک جو انساٹیکو پیڈیا آف اسلام جلد
اول کے طبع کی تاریخ ہے حضرموت کے پایہ تخت شبوہ میں، سینکڑوں کتبات ایسے موجود تھے
جو چڑھے نہیں گئے تھے، تاہم جو آثار دریافت ہو چکے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرموت کا
تعلق نہایت قدیم زمانہ سے معین کے ساتھ تھا، بلکہ حضرموت کا خاندان معین کے ساتھ تعلقات
نسبی بھی رکھتا تھا، اور قانہ کا بندر گاہ اور ملک کا ایک ٹکڑہ ایک حد تک اُس کے ماتحت تھا،
ایک طویل خاموشی کے بعد حضرموت کا نام سبا کی ماتحتی میں نظر آتا ہے،

سبا کا زمانہ ۹۱۰ ق م سے ۵۰۰ ق م تک مفروض ہے، اس دور میں بھی حضرموت
کی حکومت کا ذکر خجک صلح کے تعلق سے آتا ہے، شاہان سبا کے خطاب شاہی کے ساتھ
”شاہ حضرموت“ کا لقب بھی نظر آتا ہے، سواحل یمن کی دوسرے جانب ملک حبشہ ہے،
اہل حبشہ بھی حقیقت میں سبائی عرب تھے، انھوں نے اپنی نو آبادی زمانہ قدیم میں اپنے وطن کی
دوسری مقابل جانب میں قائم کی تھی، اس زمانہ میں رفتہ رفتہ وہ بھی سواحل حضرموت پر واپس

۱۵ Heeren's Historical researches of Antiquity Vol. I. P. 35

۱۶ Encyclop of Islam Vol. I. P. 377.

۱۷ Histoire L. Arabee Tome I. P. 49.

آ رہے تھے، تقریباً ستمین بالآخر حضرموت پر انھوں نے استیلاء حاصل کر لیا،
حضرموت کے بادشاہوں کے جو نام کتبات و نقوش میں پڑھے گئے ہیں، ان میں سے
ہم کو صرف دو معلوم ہیں، ”صدوق ایل“ اور ”معدی کرب“، معدی کرب، صدوق ایل کا
پوتا تھا، اور معدی کے بادشاہ ”ابی یغ یثع کا چچا اور معاصر،

حضرموت اور اسلام

سید حسین حجاز و نجد سے فارغ ہو کر آنحضرت صلعم نے یمن میں حضرت علی معاذ بن جبل اور
ابو موسیٰ اشعری کو جو مسلمان بنی تھے دعوت اسلام کی غرض سے یمن بھیجا، ایک ہی سال کے اندر انہ
تمام ملک سلمان تھا، اسی سال زیاد بن ولید خزرجی یہاں عامل مقرر ہو کر آئے، عہد اسلام میں
حضرت کا آخری بادشاہ ہنولہ وائل بن حجر تھا، حضرموت کی زبان حجاز کی زبان سے مختلف تھی،
شاہان عالم کے سلسلہ میں وائل کو عربی میں جو خط لکھا گیا تھا، وہ حضرموتی الفاظ کی آمیزش کے ساتھ تھا
من محمد رسول الله الى الاقيال العيا هلة، والارواح المشايب ... في التبعة لا مقودة
الالباط، ولا خائفوا الشبهة، وفي السيوب الخمس ومن زناهم بكر فاصفوه
مائة واستوفوه عاما ومن زناهم ثيب فضر حوة بلا ضاميل ولا تو في الدین

سبا

یہ اہم خطانیہ کی سب سے مشہور شاخ ہے، ایک طرف روایات عرب، احکامات یمن اور آثار قدیمہ میں دوسری طرف قرآن مجید، تورات، زبور اور انجیل میں اسکی شہرت و رفعت کی داستانیں اور واقعات موجود ہیں، جنوبی و شمالی عرب جو تمدن کے گہوارے تھے اسکی حکومت کے مرکز ہیں، لیکن اسکی حکومت کو حقیقی وسعت اقتدار جنوبی عرب میں حاصل تھا، معین کی حکومت اب برسر زوال تھی، یمن میں معین کے قلعوں کے چاروں طرف سبا نے اپنے قلعہ قائم کر لیے تھے،

نام

توراة میں سبا ایک جد قبیلہ کا علم پر روایت عرب اس جد قبیلہ کا نام عمر یا عبیدسل و لقب سبا تھا، معقین جدید بھی زیادہ تر اسکو لقب خیال کرتے ہیں، لغویین عرب کی رائے یہ ہے کہ ”سبی“ سے مشتق ہے، جسکے معنی غلام بنانے کے ہیں، چونکہ عبیدس بہت بڑا فاتح تھا، اور اس نے بہت لوگوں کو گرفتار کر کے غلام بنایا، اسلئے اسکا لقب سبا قرار پایا، تحقیق جدید یہ ہے کہ ”سبی“ اور ”سبا“ کے اُس معنی سے ماخوذ ہے جسکا مفہوم تجارت ہے، کتبات میں عموماً سبا کا مادہ ”تجارتی سفر کے معنی میں استعمال ہوا ہے، عربی زبان میں یہ اب تک یہ شراب کی تجارت اور خرید و فروخت اور اُس کے لیے سفر“

کے معنی میں متسل ہو، سب سے تاجر قوم تھی، اس لیے اس لقب سے مشہور ہوئی،

زمانہ

سبا کا زمانہ عروج کتب سے شروع ہوتا ہے؟ روایات عرب میں براہ راست اس کا کوئی ذکر نہیں، لیکن تمام مورخین و اہل نسب نے عبد شمس سبا کو قحطان کا پوتا لکھا ہے یہ انکی حکومت کا زمانہ ۴۸۴۸ء میں بتاتے ہیں، اسکے بعد اس کا جانشین انکی تصریح کے مطابق حمیر ہوتا ہے، بقاعدہ عام عبد شمس سے اگر عبد شمس کا خاندان مراد لیا جائے تو قحطان کی تیسری پشت سے جو کم از کم ۲۵۰۰ ق م ہوگی، اس کا زمانہ شروع ہو کر ۴۸۴۸ء برس کے بعد ۲۰۰۰ کے پس و پیش میں ختم ہو جائیگا، حالانکہ سبا اور حضرت سلیمان (شہ ق م) کی معاشرت قرآن مجید، اسفار یہود اور انجیل سے اسکے ایک ہزار برس کے بعد بھی ثابت ہے،

اسفار یہود میں سبا کا حکومت کی حیثیت سے ذکر سب سے پہلے حضرت داؤد کی زبور میں نظر آتا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے شہ ق م سے پہلے عروج شروع ہو چکا تھا۔ اسیر لیکے کتبات میں شہ ق م میں اس کا ایک بادشاہ اسیر لیا کو خراج دیتا ہے، یہ سبا کی ترقی کا درمیانی زمانہ ہے، آخر میں ولادت مسیح کے پس و پیش یونانی تاریخوں بھی اس کا ذکر ہے، اس سے سبا کا آخری زمانہ ظاہر ہوتا ہے،

یمن کی تمام قدیم حکومتوں میں سے سبا کے آثار و کتبات سب سے زیادہ ملے ہیں، یہ کتب اکثر غیر مورخ ہیں، لیکن بعض واقعات، اشارات، اور خود کتبات کے حوالوں کی مدد سے علمائے آثار نے زمانہ کی تحدید کرنی چاہی ہے، یہ متفق طور سے ثابت ہے کہ "از روے کتبات

۱۰ مروج الذهب مسعودی ج ۱ ص ۱۹۳ مصر

۱۰ زبور داؤد ۷۲ — ۱۰

سلسلہ ق م سبکی آخری تاریخ ہے، ابتدائی تاریخ کی نسبت بھی یہ متفق ہے کہ ”وہ نوین صدی ق م سے پیچھے نہیں ہے، اور بعضوں کی رائے ہے کہ انیسویں ق م سے پیچھے نہیں ہے“ ہماری رائے یہ ہے کہ چونکہ حضرت داؤد کی زبورین جسکا زمانہ تصنیف نویں صدی ق م کا وسط حصہ ہے، شاہان سبا کا ذکر صریح موجود ہے اسلئے سبا کا ابتدائی زمانہ عروج سلسلہ ق م سے کسی حال کم نہیں ہو سکتا،
 (اثرہ حکومت)

سبا کا اصلی مرکز حکومت جنوب عرب میں یمن کا مشرقی حصہ تھا، اسکا دارالحکومت شہر مارب تھا، لیکن فترہ رفتہ رفتہ سکا دائرہ مغرب میں حضرموت تک وسیع ہو گیا تھا، اور چونکہ یہ ایک تاجر قوم تھی اس لیے بہت سے بحری اور تجارتی راستوں پر بھی اسکو قبضہ کرنا پڑا تھا، اسی سلسلہ میں شمالی عرب میں سبا کی حکومت نظر آتی ہے، اور افریقہ میں بھی اس کے آثار ملتے ہیں، حبشہ میں اومینہ کا ضلع سبا کے ماتحت تھا، اس ضلع پر ”معاقر“ کے لقب سے ایک سبائی گورنر حکومت کرتا تھا، یمن سے براہ حجاز شام تک جو قدیم تجارتی راستہ تھا یہ بھی انھیں کے قبضہ میں اسوقت نظر آتا ہے، اور اسپر حجاز انکی نوآبادیان قائم معلوم ہوتی ہیں، غالباً ان مقامات پر سبا کا قبضہ واستیلا نوین یا آٹھویں صدی میں اہل یمن کی مقتوحی کے بعد ہوا ہوگا،

اسیرا کے بادشاہ سر حوجن کے ایک کتبہ میں جو ۵۱۰ ق م کا ہے، شمالی عرب کے چند قبائل کا ذکر ہے، ان میں ایک کا نام ”شمر سبائی“ ہے۔ سر حوجن کو خراج دیتا ہے، سر حوجن کا یمن تک آنا آثار سے ثابت نہیں ہے، اس لیے لامحالہ خود سبا کا گزر وہاں تک ہوا ہوگا، اس واقعہ

۱ Encyclo. Bret. Vol. II. P. 264.

۲ Encyclo. Bret. Vol. 23. P. 955

۳ Encyclo. Bret. Vol.

سبا کی حکومت کا رقبہ شمالی عرب میں عراق تک ثابت ہوتا ہے، اور سبا کی حکومت کا ان اطراف میں سرخ بھی ملتا ہے، سفر ایوب ۱-۱۵ میں ہے کہ ”سبا نے اور اہل اسیر مایہ نے حضرت ایوب کے غلام اور جاذور لوٹ لیے“ ۶-۱۹ میں ہے کہ ”سبا کے ساتھی تیا کے سواروں کا انتظار کرتے ہیں“

یتما، شام کے پاس شمالی عرب میں ایک شہر ہے، اس آیت سے سبا اور شام کے تعلقات ظاہر ہوتے ہیں، دیگر اسفار یہود میں بھی سبا کا بکثرت ذکر ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملک شام و فلسطین و مدین کے آس پاس بھی سبا کی نوآبادیاں تھیں،

سبا اور اسکی شاخوں میں امتیاز

عام عرب مورخین نے حمیر کو سبا کا بلا واسطہ جانشین فرض کیا ہے اور ان تمام ملوک میں کو حیر اس سلسلہ میں اول سے آخر تک گذرے ہیں ان کو حمیر بن سبا اور ملوک حمیر بن سبا سمجھے ہیں اس بنا پر مستقلاً خاص ”سبا“ کے نام سے کسی زمانہ میں بھی ان کے اصول کے مطابق کوئی حکومت نہ تھی، لیکن نصیر قرآن کے یہ بالکل مخالف ہے، اس نے حمیر کے بلا واسطہ حکومت سبا کا صاف و صریح نام لیا ہے، اور تمام عبرانی، یونانی اور اترقی شہادت قرآن کے ساتھ ہیں، عبرانی صحائف جب کا زمانہ آخر ۴۰۰ ق م ہے، حکومت میں ہمیشہ سبا کے نام سے ذکر کرتے ہیں، یونانی مورخین نے ۲۰ ق م سے پہلے حمیر کا نام نہیں لیا ہے، تاہم ۱۱۵ ق م کے بعد حمیر خاندان کا وجود نظر آتا ہے،

مورخین عرب نے ایک بڑی غلطی یہ کی ہے کہ حمیری بانی حکومت سے حمیر بن سبا تک جسے آباؤ نسب تھے ان سب کو بادشاہ قرار دیکر وہیں سے حمیری حکومت قائم کر دی حالانکہ یہ ضرور نہیں کہ ایک فرزند قبیلہ جہ اتفاق سے ایک سلطنت کا بانی ہو جائے، اس سے لیکر خود پدر قبیلہ تک اس سلطنت کی نسبت سلسل ہو، ابو العباس سفاح عباسی حکومت کا بانی

ہو لیکن اس خاندان کے پدراول حضرت عباس اس سے پانچ چھ پشت پہلے ہیں، اس بنا پر نسب عباسی کی ابتدا بیشک حضرت عباس سے کی جائیگی، لیکن ظاہر ہو کہ حکومت عباسی کی ابتدا حضرت عباس سے نہیں، بلکہ سفلح سے کی جائیگی، اسی طرح نجیبی کی ابتدا حمیر بن سبا سے ہو، لیکن حکومت حمیری اس کے سینکڑوں برس بعد قائم ہوئی، اور نسب خاندانی کے لحاظ سے صحیح طور پر اس کو حمیری کہا گیا، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ خود حمیر بن سبا نے اسکی بنیاد بھی ڈالی، امیر معاویہ اور ان کے جانشینوں کی حکومت کا نام اُمویہ ہی، لیکن کیا اسکا یہ مفہوم ہے کہ خود اُمیہ اسکا بانی بھی تھا،

سبا کو چھوڑ کر سبا کی متفرق شاخوں میں جو بادشاہ گذرے ہیں، ان کے نام و تعداد و حالات کسی قدر زیادہ روشن ہیں، انکی بنیاد کا زمانہ ۶ یا ۷ سو سے زیادہ نہیں، اس زمانہ کی انتہائی حد معلوم ہے، یعنی تقریباً ستہ جو ظہور اسلام کا زمانہ ہے اس حساب سے انکی ابتداء تفرق مسلمہ ق م یا علی العموم پہلی صدی ق م ہونا چاہیے، اور یہ وہی زمانہ ہے جسکو گلزار وغیرہ نے ابتداء حمیر و انتہاء سبا کے لیے از روئے آثار مقرر کیا ہے، اس بنا پر اس زمانہ تقریباً تفرع سے پہلے فرزند ان سبا کا جو مشترک زمانہ تھا، ”حکومت سبا“ سے ہی عہد مراد ہے،

فرزندیان سبا۔

حکومت سبا کا نام تحریری حیثیت سے سب سے پہلے مسلمہ ق م میں حضرت داؤد عہد میں نظر آتا ہے، اس زمانہ بعد الامید میں بھی سبا کی دولت و شہت ہمسایہ بادشاہوں کی نگاہوں میں قابل رشک تھی، حضرت داؤد زبور میں کہتے ہیں،

آئی! اپنے بادشاہ کو اپنا فیصلہ عطا کر، اور بادشاہ کے بیٹے کو راستی..... شاہ اور سبا

۱۱ حمزہ اصفہانی سے، ملوک غسان، اور سناؤہ کے از منہ جمع کرو، اور حمیر کے زمانہ کی تبدیل کر کے دیکھو،

بادشاہ اُس کو زین دیکھے۔ اور شاہ کا سونا اسکو پیش کیا جائیگا۔

بادشاہ (داؤد) کی دعا قبول ہوئی، اور بادشاہ کے بیٹے (سیمان) کی بارگاہ میں سب کے بادشاہ نے مذروہی، اور سب کا سونا اُس کے سامنے پیش کیا۔ شہنشاہ ق م میں جو تقریباً حضرت سلیمان کا عہد ہے، اُزرفے قرآن و توراہ سب پر ایک عورت حکمران تھی، زوراء عرب اس عورت کا نام بلقیس بتاتے ہیں لیکن بلقیس کا جزانہ وہ قرار دیتے ہیں و صحیح نہیں مفصل بحث آگے آئیگی،

سرجون یا شرعون شاہ اسیریا کے عہد میں جب کا زمانہ شہنشاہ ق م۔ شہنشاہ ق م ہو، ملک سب پر تعمیر نام بادشاہ تھا، سرجون نے اپنے ایک یادگاری کتبہ پر لکھا ہے کہ اُس کو... ثمود، شمشہ ملکہ عرب (عربی) اور شیربائی نے خراج دیا، یہ متفق ہے جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے کہ سرجون مین تک نہیں پہنچا، اسلئے ظاہر ہے کہ خود سباحہ و اسیریا تک پہنچ گئے تھے۔ اسکی تائید سفر اتوب سے بھی ہوتی ہے، جہین کلدان (اسیریا) اور سب کا باہم متحد واحد و شمالی عرب میں ظاہر کیا گیا ہے،

شہنشاہ کے متعدد بادشاہوں کا نام ہے، انھیں مین سے ایک وہ شہر بھی جو جس نے سب کے دار الحکومت مارب مین سدع م کی بنیاد ڈالی،

عرب مورخین نے چونکہ سب اور حمیر مین کوئی تفریق نہیں کی ہے اسلئے سلسلہ حمیر سے الگ انھوں نے کسی بادشاہ کا ذکر نہیں کیا، البتہ حمیر کے انھوں نے دو کتبے کیے ہیں ملوک حمیر اور تباہہ حمیر ملوک وہ ہیں جو صرف مین مین حکمران تھے، تباہہ وہ ہیں جنکے ماتحت مین و حضروت دونوں تھے، انکی تحقیق کے مطابق سب سے پہلے تاج حارث الرائش ہے، ملوک حمیر کی تعداد ان کے ان بہت کم ہے، بلکہ بعضوں نے تو اس طبقہ کو بالکل حذف کر دیا ہے، وہ حمیر بن سب کے بعد فوراً بلاد اسطی یا بچند واسطہ حارث رائش نام لے لیتے ہیں، حالانکہ حمیر اور حارث کے درمیان کم از کم ایک ہزار برس کا فصل ہے، جسکی رخنہ پوری

صرف مخصوص موزین نے کی ہے لیکن وہ باہم اس قدر مختلف ہیں کہ نتیجتاً ان سب کی بے اعتباری ظاہر ہوتی ہے اس بے اعتباری کی بڑی دلیل یہ ہے کہ بجز چند ناموں کے ان میں سے کوئی نام سبائی اسما کے طرز کا نہیں ہے حالانکہ ناموں کے اسلوب و طرز کو تو میت کی تعین میں بہت بڑا دخل ہے ابہر حال مثلاً چند مختلف روایات مستندہ سے یہ درمیانی نام پیش ہیں:

تشنون بن حمیری	قلقشندی	ابو القدا	ابن خلدن	مسعودی
سبا	سبا	سبا	سبا	سبا
حمیر	حمیر	حمیر	حمیر	حمیر
امیسع	امیسع	دائل	دائل	کھلمان
امین	امین	الکسک	الکسک	ابو مالک
زہیر	زہیر	یعفر	یعفر	جبار بن غالب
عریب	عریب	ذو ریاش	نعمان	حارث الراش
الغوث	قطن	نعمان	ذو ریاش	.
دائل	الغوث	اشمخ	اشمخ	.
عبد شمس	دائل	شداد	حارث الراش	.
زہیر الصدور	عبد شمس	لقمان	.	.
ذو یقدم	زہیر حمیر اصغر	ذو سد	.	.
ذو انس	شد	الحارث الراش	.	.
عمرو	الحارث الراش	.	.	.

اللطا ط
القلیص
سد
الحارث الراش

غالباً اسی اختلاف و اختلاط کی بنا پر حمزہ صفہائی نے حمیر بن سبا اور حارث الراش کے درمیان کے نام چھوڑ دیئے ہیں، اور محلاً لکھا ہے کہ ”حمیر بن سبا انتہائے عمر کو پہنچ کر مر گیا، اس کی نسل اُس کے بعد وراثتہ حکومت کرتی رہی، اور ان کے خاندان سے نکل کر یمن کی مملکت دوسروں کو نہیں ملی، یہاں تک کہ صدیاں گزر گئیں، اور حکومت حارث الراش کے ہاتھ میں آئی، یہ پہلا متبع ہے، حارث سے پہلے حکومت یمن سبا اور حضرموت و مکہ و یمن پر مقسم تھی، کل اہل یمن ایک بادشاہ پر متفق نہ تھے لیکن حارث الراش جب بادشاہ ہوا، تو سب اس پر متفق ہو گئے، اور اُس کے تابع بنے، اس لیے اُس کا نام متبع پڑا..... حمیر بن سبا اور حارث الراش کے درمیان پندرہ پشتیں ہیں“

اس عبارت میں آخری فقرہ کے علاوہ اور سب نہایت محتاط و قابل قبول باتیں ہیں، تابعہ زیادہ سے زیادہ متعلق سے شروع ہوتے ہیں، اس بنا پر اگر بقول صحیح سبا کی اور بقول حمیر بن سبا کے یمن سے یعنی زمانہ داؤد سے ہو تو تابعہ حمیر کے پہلے ملوک حمیر یا سبا کے لیے ۹۰ برس رہتے ہیں، اگر ایک ایک بادشاہ کا اوسط زمانہ ۲۵ برس بھی فرض کیا جائے تو کم از کم اس عرصے میں ۹ پشتیں ہوں گی، اس لیے ”حمیر بن سبا“ کے معنی صرف یہ لینے چاہئیں کہ حمیر جو سبا کی اولاد و اولاد میں تھا، اور جو تقریباً ۵۱۵ ق م میں دولت حمیر پر کا بانی ہوا، اس حمیر اور حارث الراش کے درمیان ۵۱۵ پشتیں ہونا ممکن ہے،

بہر حال روادۃ عرب نے تابعہ حمیر سے پہلے کے جو نام لوک حمیر کے نام سے بتائے ہیں وہ بہت کچھ محتاج تصحیح و نقد ہیں،

آثار و کتبات نے تاریخ میں کا جو حصہ روشن کیا ہو نوشتہائے پوران و رومان کی مدد سے اس کا ظاہر ہوتا ہے کہ حقیقت اشارہ قرآن کے مطابق حکومت میں کے دو مستقل دور دو مستقل ناموں سے ہیں سبا اور حمیر سبا کی ابتدا معلوم و متفق ہے کہ وہ ۱۵۰۰ ق م ہو اور یہی سال حمیر کی ابتدا کا ہے، سبا کی ابتدا ہم نے بوجہ سابقہ الذکر (سبا کا زمانہ) ۱۲۰۰ ق سے شروع کی ہے اس بنا پر حمیر سے پہلے حقیقی سبا کی تاریخ ۱۰۰۵ برس پیش ہوگی جس میں کم از کم ۴۵۰ سے ۵۰۰ بادشاہوں کی پشتیں گزرنی چاہئیں۔

مکارب سبا

باعتبار کتبات دور سبا کے دو طبقہ نظر آتے ہیں پہلے طبقہ میں مین شاہان سبا کا لقب مکارب سبا لکھا ہوا ملتا ہے اس وقت ان کا مرکزی شہر یا قلعہ "صروح" تھا، "مکارب" دو لفظ سے مرکب معلوم ہوتا ہے "سکا" اور "رب" "سکا" کے معنی "مذہبی" کے ہیں اور "رب" بڑے کو اور بادشاہ کو کہتے ہیں "مکارب" کے معنی "مذہبی بادشاہ" یا "کاہن بادشاہ" کے ہیں الغرض مکارب سبا حکومت سبا کے ابتدائی کاہن بادشاہوں کا لقب تھا، صروح جو ان کاہن بادشاہوں کا دار الحکومت تھا اس کے آثار اب تک مارب اور صغاء کے درمیان میں باقی ہیں، صروح سے عرب بھی دفن تھے، عمرو بن نعمان بن سعد بن خولان کہتا ہے۔

وفی جبل نعمان عز عثکنا

اور نعمان کے دو پاناؤں میں عز عثکنا ہئی

ابونا الذی کانت بصروا حوامرہ

ہمارا باپ تھا جس کا سکنا صروح تھا

شاعر جالبی علقمہ کہتا ہے۔

من یا من الحد ثانی بعد ملوک صروح و دما رب

روح اور مارب یکے بارے میں کہے بعد
اب کیون حوادث سے منظرہ سکتا ہو
ابو علقمہ مرانی قصورین کے ذکر میں کہتا ہے۔

براقش و معین عن مامرها و عن ارباب صروح و دوثانا

براقش و معین کے آباد کرنے والے ہم ہیں اور ہم ہیں ملک عرب و صروح اور دوثان کے

ان شعرون میں چند نہایت کار آمد تاریخی اشارے ہیں علقمہ صروح اور مارب اور ابو علقمہ
بادشاہوں کا ذکر کرتا ہے، اور عیینہ ہی جدید تحقیق ہے، ابو علقمہ اپنے شعر میں بجائے "ملک" یا "محکمہ" یا اور
اس وزن کے الفاظ کے "ارباب صروح" کہتا ہے جس سے "مکارب صروح" کی پڑائی ہے،

مکارب سب کا زمانہ از روئے کتبات شہق م ہو اور زبور کی شہادت تحریری کے اس سے
شہق م سے شروع ہوتا ہے، لیکن احتیاطاً ہم شہق م سے شروع کرتے ہیں اور اس کا احتیاط
شہق م میں ہو جاتا ہے، ۲۵۰ سال (حسب کتبات) یا ۴۵۰ سال (حسب احتیاط) کے لئے
بادشاہوں کی ایک کثیر تعداد چاہیے، لیکن افسوس کہ ہم کو صرف ا۱۱ مکارب سب کے نام کتبات سے
ملے ہیں اور وہ بھی کل ایک ہی باپ کے بیٹوں اور پوتوں کی چار پشتیں اس سے ظاہر ہوتا ہے

کہ ہم کو مکارب سب کی بہت کم تعداد معلوم ہو، ملکہ سب جس کا ذکر اسفار یہود (نہیم) میں قرآن میں
اور انجیل میں موجود ہو اس کو اسی طبقہ میں شہق مین ہونا چاہیے۔ لیکن جو نام معلوم ہوئے ہیں
وہ زیادہ سے زیادہ شہق م سے شروع ہو سکے ہیں اس بنا پر اس ملکہ کے حالات سے اب تک علم الآثار
بہتر ہے،

مکارب سب کے جو نام اب تک دریافت ہوئے ہیں حسب ذیل ہیں جن میں بجز آخر کہ
اس کے متعلق ہر کوئی علم نہیں ہر ایک کو دوسرے سے نسبی تعلقات ہیں الفاظ کے فصل کے لئے نقطے
اصل سبائی خط کی مطابقت ہے،

۱	زمر علی . مکارب . سبا .	
۲	کرب ایل . وثار بن . ذمر علی	متحد خاندان
۳	سمی علی . یزوف بن . ذمر علی	۱۰ ذمر علی . وثار بن . کرب ایل . یزوف
۴	شیخ امر یزوف بن . سمی علی . یزوف	۱۱ یزوف علی . ذمر علی . مکارب . سبا .
۵	یزوف ایل . یزوف بن . سمی علی . یزوف	شجرہ خاندان مکارب
۶	شیخ امر وثار بن . سمی علی . یزوف	ذمر علی . مکارب . سبا
۷	کرب ایل . یزوف بن . شیخ امر وثار	کرب ایل بن ذمر
۸	یزوف ایل . یزوف بن . شیخ امر وثار	شیخ امر یزوف
۹	سمی علی . یزوف بن . شیخ امر وثار	یزوف ایل بن سمی علی یزوف
	ملوک سبا،	کرب ایل بن ذمر

شاہان سبا کا زمانہ مشرق میں تک نظر آتا ہے اس عہد میں ان کا لقب "ملک سبا" منقوش ملتا ہے ان کا دار الحکومت شہر "مارب" تھا یہ شہر یمن کے مشرق میں واقع تھا اور اس کا دوسرا نام شہر سبا تھا، مارب کے قصر شاہی کا نام "سلیمین" تھا اس کو یمن جگے ضرب بیت الحجبی حضور ادب منقوش ملتا ہے مارب تو مشہور مقام ہے لیکن کچھ بھی غیر معروف نہیں جاہلی شاعر علقمہ کہتا ہے،

اسیہ فرست ہم نے ابو M.J. Halevy کے شاخ کردہ اصل کتب سے جو خطا عبری Journal Asiatique

نادر میرزا نے پیرس میں چھپوزن انقلاب کی ہے اور اس کی تطبیق Huart Tome.I.P 56 کی ہے۔

دیب الزمان الذی یریب

وقصر سلحین قد عفا

یہی شاعر دوسری جگہ کہتا ہے،

سلحین خاویہ کان لہ قعر

ادمازین وکل شیء للبلخی

ابو کلومرانی کہتا ہے،

کھلان والذنا احب بکھلانا

وقصر سلحین علاہ وشیدہ

سہ سہ ق م سے ۱۱۵۰ ق م تک ۴۳۵ برس ہوتے ہیں جو تقریباً اس عربی روایت کے مطابق ہے کہ ”سبائے ۴۳۵ برس حکومت کی“ اس زمانہ مدید کے لیے، املوک سبائے نام ہر کوئی ہے جن جو تقریباً ۱۱۵۰ ق م تک زمانہ کے برابر ہیں اور وہ نام یہ ہیں،

سمی علی ذریح ملک سببا		
کر بایل بن سہمی علی ذریح ملک سببا	متحد خاندان	ذمر علی ذریح ملک سببا
الیشرح بن سہمی علی ذریح ملک سببا		فتاکریب یوہیمین ملک سببا
سہمی علی بن الیشرح بن سہمی علی		وتبروم یوہیمین ملک سببا
شیخ امر ملک سببا		مکیرب ملک وتار ملک سببا
کر بایل وتار بن شیخ امر		یارم الین ملک سببا
شیخ ایل بن شیخ امر		تبع شرجیل ملک سببا
وہب ایل یاخوذ ملک سببا		فرع نیب ملک سببا
کر بایل وتار یوہیمین بن وہب ایل		
یوہیمین بن وہب ایل ملک سببا		

ان ناموں کے علاوہ کتبات میں ہم نے اور نام بھی پڑھے ہیں، لیکن ان کے ساتھ کوئی لقب شاہی نہیں ہے، ممکن ہو کہ امرٹے ساہون فرع نیب کا نام سب سے آخر اسلئے قرار دیا گیا ہو کہ ایک کتبہ میں "الشرح ملک ساہو وریان... بن فرع نیب ملک سا" منقوش ہو اس سے ثابت ہوتا ہو کہ فرع نیب "ملک سا" کے لقب سے آخری شخص تھا، اسکا بیٹا ملک ساہو وریان کے نام سے تیسرے طبقہ کا بانی ہو

سبا کی تقسیم و تنظیم

ملکت سبا کی حقیقت سمجھنے کے لئے پہلے یہ جاننا چاہیے کہ ملکیت میں کس اصول پر تقسیم تھی اور امر کی ترتیب تنظیم کیونکر تھی؟ ایک قلعہ ہوتا تھا قلعہ کے آس پاس گاؤں کی صورت میں مختلف چھوٹی چھوٹی آبادیاں ہوتی تھیں انہیں کے مجموعہ کو متحد کئے تھے قلعہ داران گاؤں کا حاکم ہوتا تھا، اسکا لقب اس کے قلعہ کے انتساب و اضافت سے رکھا جاتا تھا، مثلاً ذو عثمان، ذو ثعلبان، ذو بنین، ذو یمنی زبان میں کلمہ اضافت ہو اور اس کے معنی آقا کے ہوتے ہیں، اسی لئے حجازی عربی میں اس کے معنی صاحب دمالک کے ہیں اور بغیر اضافت مستقل نہیں ہوتا، اس "ذو کی جمع" اذوا، اقلعہ داران ہے

یہ قلعے یا محاذ، مگر ایک "مخلاف" کے تابع ہوتے تھے جس کو صوبہ کا ہم معنی سمجھنا چاہیے، حاکم مخلاف کا لقب "قیل" تھا، اسکی جمع اقیال ہے، اور عام طور سے مشہور ہے کہ اقیال میں کے بادشاہوں کو کہتے ہیں، مخذ اور مخلاف کی تقسیم عہد اسلام میں بھی باقی رکھی گئی تھی دولت عباسیہ کے زمانہ میں یمن میں ۴۰۰ مخلاف تھے، یہ تمام اقیال ایک بادشاہ کے ماتحت ہوتے تھے جس کا نام باختلاف عہد مکارب سا، اور ملک سبا تھا،

ان اذوا، اقیال اور ملوک یمن امن و اطمینان اور نظام کی زندگی بہت کم قائم رہی تھی

قوی ضعیف کے ماتحت ہوتے تھے، خود ذرا قلیل قوی ہو جاتا تھا، دہی بادشاہ بن بیٹھتا تھا، عموماً بادشاہ کسی قلعہ میں سکونت کرتا تھا، اس قلعہ کی طرف نسبت بھی القاب شاہی کا جز ہوتی تھی مثلاً ملک سبا قلعہ ریدان، مین رہتا تھا، اس کا لقب شاہی، ملک سبا و زیدان تھا،

سب کے تمدنی و تجارتی حالات

حکومتیں دو قسم کی ہوتی ہیں، صلح پسندانہ اور فاعٹانہ، بابل، اسیریا اور مصر کی حکومتیں فاعٹانہ تھیں، ان کے آثار و کتبائے فتوحات کی یادگاروں سے پر ہیں، لیکن سبا کی حکومت بالکل صلح پسندانہ تھی، سب کے جتنے کتبائے میری نظر سے گذرے ہیں جنگی تعداد ۳۰، ۴۰ سے کم ہونگی وہ تمام تر با مقابہ کی ہوسٹ ہیں، یا عمارتوں کے یادگاری پتھر ہیں، یا دیوتاؤں کے ہیکل و منج پرند و شکر کے سپاس نامے ہیں، ہم نے پہلے بتایا ہے کہ سبا ایک تاجر قوم تھی جسکی صحیح مثال موجودہ تاریخ میں برطانی حکومت ہے، عرب میں کثرت سے سونے اور جواہر کی کانیں تھیں اور اب بھی ہیں، ہمدانی نے ان کا فن کا ایک ایک کر کے نام کیا ہے، ڈاکٹر اسپرنگر نے ان بیانات کو اپنے جغرافیہ عرب قدیم میں کیا کیا ہے، حلیہ مصر کے اشارے سے برتن نام ایک انگریز عرب کے شہر مدین میں صرف وہاں کے معدنیات کا پتہ لگانے کو بھیجا گیا تھا، حضور موت اور مین کا ملک خوشبودار چیزوں کی پیداوار کے لیے طبعی طور سے مخصوص ہے، اس زمانہ میں تمام دنیا میں دیوتاؤں کی عام طور پر پرستش کی جاتی تھی، ان کے لیے بڑے بڑے ہیکل بنائے جاتے تھے، ان ہیکلوں میں شب و روز خوشبودار کھانے کی چیزیں جاتی تھیں، اس لیے قدیم زمانے میں ہر ملک میں انکی بڑی مانگ تھی، عمان و بحرین میں موتیوں کے خزانے ہیں، اور مین کے سوا ہندوستان و حبش کی پیداوار کی منڈی تھی، یہ تمام تجارتی اشیاء اس عہد میں سبا ہی کی وساطت سے بھرا حمر کے راستہ سے یا حجاز کی راہ سے شام، فنیسیا، اور مصر کو جاتی تھیں اور یہاں سے تمام یورپ میں پھیل جاتی تھیں،

توراة سبکی دولت و عظمت کے بیانات سے پُر ہے، سب سے پہلے حضرت داؤدؑ کو کہتے ہیں: ”شہنشاہ اور سبکے بادشاہ اُسکو نذرین دینگے اور... شہنشاہ کا سونا اُسکو پیش کیا جائیگا“ حضرت سلیمانؑ کے دربار میں سبکی ملکہ آتی ہے:-

”وہ بہت فوج اور ترک و احتشام کے ساتھ یروسلیم میں داخل ہوئی نہبت سے اونٹوں پر خوشبو کی چیزیں، بہت ساسونا، اور بیش قیمت جواہر لے گئے... ملکہ نے ۱۲۰ قطار سونا اور بہت سی خوشبوئیں اور قیمتی جواہر سلیمان کو دیئے، ملکہ نے جیسی خوشبوئیں دین (ایسی کچھ بھی دلیں) (تاریخ یام) اشعیانہ کی پیشینگوئی ہے“

حبش اور بادالون کی تجارت جو شریف ہیں، تیرے پاس آوے گی“ (۱۲۵-۱۲۴) حرقیال نبی کہتے ہیں:-

جمہور آدمیوں کے ساتھ ساوالے بیابان (عرب) سے آئے، جن کے ہاتھوں میں گنگن ہیں، اور سروں پر خوبصورت تاج۔ (۲۳-۲۲)

”سبا اور عاتیرے تاجر ہیں وہ عمدہ خوشبو، جواہر اور سونا تیرے بازاروں میں بیچتے ہیں“ حران قانہ اور عدن (یمنیوں میں) کے شہر ہیں، تیرے تاجر ہیں، سبا اور اثور اور کلما دیرے سوداگر“ (۲۶-۱۳)

اشعیانہ کی نبوت ہے:-

”اونٹوں کی قطاریں (ایروسلیم) تجھے چھپ جائیں گی، مدین اور عیفا کی اُٹنیاں تمام سبا سے سونا، اور لوبان لیکر آئیں گی (۶۰-۶۱)

یرمیاہ نبی، بنی اسرائیل کو خطاب کرتے ہیں، کہ حد اکتاہو جب تمہارے اعمال صحیح نہیں تو ہیکلون میں ”سبا کا لوبان میرے سامنے کیوں پیش کرتے ہو؟“ (۶۱-۶۰)

چوتھی صدی ق م سے پہلی صدی ق م تک یونانی مصر کے حکمران تھے، ان کے عہد میں مصر کا دار الحکومت ”اسکندریہ“ تمام مشرقی اور مغربی تاجروں کا مرکز تھا، سب اس عہد کی سب سے بڑی قوم تھی، اس بنا پر دیگر عرب قبائل کی بہ نسبت وہ سب سے زیادہ واقف تھے اور اسکی تصنیف *Eratosthenes* (۱۹۴ ق م) بیان کرتا ہے:-

عرب کی انتہائی حد پر سمندر (بحر ہند و عرب) کے پہلو میں سب کے لوگ ہیں، جنکا دار الحکومت مارب *Mariaba* ہے..... یہ قطعہ ملک مصر زیریں سے بڑا جو گرمیوں میں بارش ہوتی ہے، اور دریا جاری ہوتے ہیں، جو سیدائون اور تالابوں میں جا کر خشک ہو جاتے ہیں، اسی سبب زمین اس قدر سرسبز و شاداب ہو کہ تخم زری وہاں سال میں دو بار ہوتی ہے، حضرموت سے سب کے ملک تک ۴۰ روز کا راستہ ہے، اور معین سے سودا گرو، دن میں ایلہ (عقبہ) پہنچتے ہیں، حضرموت، معین اور سب کے ملک خوش و خوش ہیں اور ہیکلون اور شاہی عمارتوں سے آراستہ ہیں،

یونانی مورخ اگاتھرشیدس *Agatharchides* (۱۴۵ ق م) جسکی تصنیف کا زمانہ دوسری صدی ق م ہے، بیان کرتا ہے،

سبلع آبادان *Abia flex* میں رہتے ہیں، جہاں بہت اچھے اچھے بے شمار میوے ہوتے ہیں، زمین متصل بحر میں بیسان اور نہایت خوبصورت درخت ہوتے ہیں جو دیکھنے میں نہایت بہت معلوم ہوتے ہیں، اندرون ملک میں بخورات و ارجینی، چھوٹا رس وغیرہ کے نہایت بلند درختوں کے گنجان جنگل ہیں اور ان درختوں سے نہایت شیریں پھل لیا کرتی ہے، درختوں کے اقسام کی کثرت تنوع کے سب سے ہر قسم کا نام ووصف شکل ہے، جو خوشبو اُس میں سے اُڑتی ہے وہ جنت کی خوشبو سے کم نہیں اور جسکی تعریف افطون میں ادانین ہو سکتی

جو اشخاص اس زمین سے دور ساحل پر سے بھی گذرتے ہیں وہ بھی جب ساحل کی طرف پہنچا ہوا چلتی ہو، تو اس خوشبو سے محفوظ ہوتے ہیں ان سالون کو وہاں کاٹتے نہیں، اور ٹاکران کا انبار نہیں لگاتے، لیکن چونکہ گفتہ اور تازہ رہتے ہیں اسلئے جو شخص اس ساحل سے گذرتا ہو، آب حیات کا گو یا طعم اٹھاتا ہو، یہ تشبیہ بھی اسکی قوت و لطافت کے لحاظ سے ناقص ہے،

”سبائین حکومت وراثتہ متقل ہوتی ہو، ان کا بڑا شہر مارب ہو جو ایک پہاڑ پر واقع ہے، (جبل المین) بادشاہ اسی شہر میں رہتا ہو، جو لوگوں کو فیصلہ دیتا ہو، لیکن اسکو کبھی اسکی اجازت نہیں کہ وہ اپنا قصر چھوڑ کر نکل سکے، اگر وہ اسکے خلاف کرتا ہو تو وہ حسب حکم نہ بھی پہنچا کر دیا جاتا ہے“

”سبائنام دنیا میں سب سے زیادہ دولت مند لوگ ہیں، چاندی اور سونا بکثرت ہر طرف سے لایا جاتا ہو، بعد کے سبب کسی نے اُن کو فتح نہیں کیا ہو، اسی لئے خصوصاً اُنکے دارالحکومت میں سونے چاندی کے برتن ہیں تخت اور پیشگاہیں ہیں جن کے ستون زرنگار اور نقرنی و طلائی نقش و نگار سے آراستہ ہیں، ایوان اور دروازے زر و جواہر سے منقش ہیں، اس قسمِ زیب و زینت پر نہایت ہنرمندی اور محنت وہ صرف کرتے ہیں“

مشہور مورخ آرتی میڈوروس Artimidorus تسلیم ماباشندہ شہر افسوس Ephesus جو سب کے عہدِ آخرین تھا، لکھتا ہے:

”سبا کا بادشاہ اور اُسکا ایوان مارب میں ہو، جو ایک پُر اشجار پہاڑ پر زمانہ خوشحالی و عیش آرائش و مسرت میں واقع ہو، میوؤں کی کثرت کے سبب لوگ سُست اور ناکارہ ہو گئے ہیں خوشبودار و مٹھون کی جڑوں میں لیٹے پڑے رہتے ہیں، جلائے کی لکڑی کے بدلے دارچینی اور خوشبودار لکڑی جلاتے ہیں، کچھ لوگوں کا پیشہ زراعت ہو، اور کچھ لکڑی اور غیر لکڑی کی تجارت

کرتے ہیں، یہ سلسلہ مقابلہ جہشی ساحل سے لائے جاتے ہیں جہاں سب کے لوگ چڑے کی کشتیوں
میں بیٹھ کر دریا کے پار چلے جاتے ہیں، قرب و جوار کے قبائل سب سے تجارتی اسباب خریدتے ہیں اور
وہ اپنے ہم سایوں کو دیتے ہیں اور اسی طرح دست بدست وہ شام و جزیرے تک پہنچتے ہیں،
سبکی عمارتیں،

ہم نے پہلے بتا دیا کہ سب ایک صلح پسندانہ اور امن و مسرت کی حکومت تھی، یہی سبب ہے کہ
اُس نے اپنی قوت کا زیادہ تر حصہ اٹھ کی بجائے عمارتوں پر صرف کیا، یونانی مورخین کے بیان سے
بھی یہی ثابت ہوتا ہے، ان میں سے بعض عمارتیں عہد اسلام تک باقی تھیں، مسلمان مورخین نے
خود دیکھا اور اپنی کتابوں میں ان کے حالات لکھے ہیں، ہمدانی نے اٹھل کا ایک باب صرف
انہیں عمارتوں کے لیے مخصوص کیا ہے، سب کے اب تک جو کتبات ملتے ہیں وہ زیادہ تر انہیں عمارتوں
کی یادگاری لوحین ہیں، نقشان بن سعید ہمیری نے قصیدہ حمیرہ میں تقریباً ۲۵ عمارات شاہی کا
ذکر کیا ہے، یورپین سیاح بھی ان عمارات کے کھنڈروں کے عجیب و غریب حالات بیان کرتے ہیں،
قصہ سلجین جو قیامگاہ شاہی تھا اُس کا نشان بھی اب تک موجود ہے،

سَدْرَاب۔

اسی سلسلہ عمارت میں ایک چیز ”بند آب“ ہے جس کو عرب جاز ”سد“ اور عرب میں ”معم“
کہتے ہیں، عرب کے ملک میں کوئی دائمی دریا نہیں، صرف سلسلہ کوہستان ہے، پانی پہاڑوں سے
بہر کر گستانوں میں خشک ہو جاتا ہے، اور ضائع جاتا ہے، زراعت کے مصرف میں نہیں آتا، سب نے
مختلف مناسب موقعوں پر پہاڑوں اور وادیوں کے بیچ میں بڑے بڑے بند باندھ دیتے تھے، پانی
رک جائے اور بقدر ضرورت زراعت کے مصرف میں آئے، مملکت سبامین اس قسم کے سینکڑوں

لے تمام بیانات تاریخ قدیم کے مستند ترین مؤلف Dancker ڈانکر کی تاریخ قدیم سے اخذ ہیں، ص ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲،

بند تھے، ان میں سب سے زیادہ مشہور سدِ مارب تھا جو خود دار الحکومت کے اندر واقع تھا،
 شہرِ مارب کی جنوب میں واسپنے بائیں دو پہاڑ ہیں جنکا نام کوہِ البق ہے، دونوں پہاڑوں کے
 بیچ میں وادی اُومیہ ہے، پہاڑوں سے اور نیز اُدھر اُدھر سے پانی جمع ہو کر وادی اُومیہ میں ایک دریا
 جاری ہو جاتا ہے، سب نے ان دونوں پہاڑوں کے بیچ میں تقریباً سترہ سو سال قبل
 تعمیر کی تھی، یہ بند تقریباً ۵۰ فیٹ لمبی اور ۵۰ فیٹ چوڑی ایک دیوار ہے، اسکا اکثر حصہ تو اب برباد
 ہے لیکن تاہم اسکی ایک ٹکڑی دیوار اب بھی باقی ہے، ارناؤ ایک یورپین سیاح نے اس کے موجودہ حالات
 پر ایک مضمون فرینچ ایشیاٹک سوسائٹی کے جرنل میں لکھا ہے اور اسکا موجودہ نقشہ نہایت عمدگی سے
 طیار کیا، اس دیوار پر جا بجائے کتبات ہیں وہ بھی پڑھ گئے ہیں،

عام مسلمان مورخین چونکہ ہر قدیم عمارت کو ”بنائے سلیمانی“ کہنے کے عادی ہیں، اس لیے
 اس لیے اس سد کا بانی وہ بلقیس ملکہ میں و حرم سلیمانی کو قرار دیتے ہیں، لیکن سدِ مارب کے بقیہ حصہ
 پر جو کتبات ہیں، ان میں بانیوں کے نام بھی خوش قسمتی سے باقی رہ گئے، ان میں سے شیخ امربن بن
 اسمعیل نبوت مکارب سب اسمعیلی نبوت بن ذمر علی مکارب سب اکرب ایل بن بن شیخ امر مکارب سب
 ذمر علی فرح ملک سب اور شیخ ایل و تارک کے نام پڑے گئے ہیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سد ایک ماہ
 مستدین مختلف سلاطین میں کے عہد میں تعمیر ہوا ہے، اسکا پہلا بانی شیخ امر تھا جو آٹھویں صدی ق م
 میں تھا، اس سد میں اوپر نیچے بہت سی کھڑکیاں تھیں، اوپر سے نیچے تک کی کھڑکیاں حسب ضرورت
 کھلی اور بند کی جاتی تھیں، سد کے دائیں بائیں مشرق و مغرب میں دو بڑے بڑے دروازے تھے جن سے
 پانی تقسیم ہو کر چپ و راست کی زمینوں کو سیراب کرتا تھا، اس سد کے حالات ہمارے مفسرین نے جو بیان
 کیے ہیں، بعینہ ارنائو کے بیان سے اسکی تصدیق ہوتی ہے، نقشہ کے دیکھنے سے صورت حال اچھی طرح

لے تفسیر آیت مذکورہ طبری و ابن خلدون کے فرینچ ایشیاٹک سوسائٹی کا رسارہ ہے۔

ذہن نشین ہو جائیگی،

جنتین عن بین و مثال

اس نظام آبرسانی سے چپ و راست دونوں جانب اس رگیستانی و شور ملک کے اندر ۳۰ میل مربع میں سینکڑوں کوس تک بہشت زار تیار ہو گئی تھی جس میں انواع و اقسام کے میوے اور خوشبودار درخت تھے، انکی خوشبودار تک پھیلی رہتی تھی،
جنت سب اور قرآن مجید۔

قرآن مجید ان آیات میں انھیں باغوں کی طرف اشارہ کرتا ہے،

لَقَدْ كَانُوا فِي مَكْرِهٍ ۖ فَلَمَّا فَصَلَ اللَّهُ عَنْهُمْ بَابَ الْجَنَّةِ ۖ دَخَلُوا فِيهَا ۖ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ فِيهَا لُحُوبٌ ۚ لَمَّا جَاءَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ مِّنْ ذِي نَعْمَةٍ ۖ فِيهَا جَارٌّ مِّنَ النَّارِ لِكُلِّ أَصْحَابٍ مِّنْهُمْ ۖ وَوَرْدٌ مِّنْ ذِي نَعْمَةٍ ۖ فِيهَا زَاوِيَةٌ مِّنْ عَدْنٍ ۖ وَكَافُورٌ ۖ وَتِلْكَ جَنَّاتُ عَدْنٍ ۖ الَّتِي كَانَتْ يُدْعَوْنَ إِلَيْهَا لَمَّا جَاءَهُم مِّنْ رَبِّكَ ۚ قُلْ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

ہمارے پاس اس جنت زار کے قصے بروایت عرب واقعہ سے کئی سو سال بعد کے موجود ہیں لیکن خود ہمارے دشمنوں کے سفینوں میں اسکی معاصرانہ شہادتیں جو محفوظ ہیں انکو ایک فوج بھر میں
ارائوسٹینیس Ertosthenes جو مسیح ق م میں سبکا کا معاصر تھا لکھتا ہے:

”... سبکا کے لوگ ہیں جن کا دار الحکومت شہر مارب ہے... یہ قطعہ ملک مصر زیرین سے بڑا ہے اگر سیون

میں بارش ہوتی ہو، اور دیا جاری ہوتے ہیں، جو میدانوں اور تالابوں میں خشک ہو جاتے ہیں

اس سبب سے زمین اس قدر سرسبز و شاداب ہو کہ تخم زیزی وہاں سال میں دو بار ہوتی ہے

... سبکا کا ملک خوش و خرم ہے!

آغا تھارشیس Agatharchides جو مسیح ق م میں سبکا کے زمانہ و عصر میں

تھا بیان کرتا ہے:

”سابعرب کے حصّہ سرسبز آباد Flamma میں رہتے ہیں جہاں بہت اچھے اچھے بیٹار
 میسے ہوتے ہیں، دریا کے کنارہ جو زمین ہو اُس میں نہایت خوبصورت درخت ہوتے ہیں
 جو دیکھنے میں نہایت بھلے معلوم ہوتے ہیں، اندرون ملک میں بخورات اور چینی اور
 پھوارے کے نہایت بلند درختوں کے گنجان جنگل ہیں اور ان درختوں سے نہایت شیریں
 بو پھیلا کرتی ہے، درختوں کے اقسام کی کثرت و تنوع کے سبب سے ہر قسم کا نام و وصف مشکل
 ہے، جو خوشبو آئین سے اڑتی ہے، وہ جنت کی خوشبو سے کم نہیں، اور جسکی تعریف لفظوں میں
 اور انہیں ہو سکتی ہے، جو اشخاص زمین سے دور ساحل سے گزرتے ہیں، وہ بھی جب ساحل
 کی طرف متوجہ ہوا جلتی ہے تو اس خوشبو سے مخلوط ہوتے ہیں، وہ گویا آب حیات کا لطف
 اٹھاتے ہیں، اور یہ تشبیہ بھی اُس کی قوت و لطافت کے مقابل میں ناقص ہے،
 آرٹی میڈروس Artimidoros جو سیا کے عہد آخرین تھا لکھتا ہے
 ”ساکا بادشاہ اور اسکا اہوان مارب میں ہے، جو ایک پُر تجارتی بازار پر عیش و مسرت
 (زمانہ خوشحالی) میں واقع ہے“

خداے پاک اس کے بعد فرماتا ہے:

فَاَعْرِضْهُمَا فَاَنتَ اَرْءَاكَ عَلَيْهِمَا سَتِيْلُ الْعَرَبِ | پھر انھوں نے سرتابی کی قوم نے اُن پر بند (تور) لگا دیا، سیلاب آیا اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن اس عصرتاریخی میں جب ہر غیر
 معاصرانہ روایت قابل شک و اشتباہ ہے، خداے قرآن نے اپنے کلام معجز کی صداقت
 کا نیا سامان پیدا کر دیا، یعنی اس بند کے ٹوٹے ہوئے کھنڈر میں، واقعہ سیلاب کے شرح
 حالات کا نتیجہ جو ایک عیسائی فاتح میں کے ہاتھ کا لکھا ہوا مل گیا، یہ عیسائی فاتح وہی ہے جو
 لہ ان عبارتوں کا حوالہ دے کر گزر چکا،

اپنے ہاتھوں کے بل پر کعبہ کو ڈھانے نکلا تھا، لیکن آج اسی دشمن کعبہ کا سنگی ہاتھ کعبہ کو سرہ کی کتاب مقدس کی تصدیق کے لئے بند ہو،

وَبَقِيَ الْكُفْرُ بِكَيْسٍ وَكَانَ الْأَمْلِيُّ حَقًّا
اور ان اعلیٰ میدون کے باغوں کے بدلہ معمولی پہلوں
وَأَمْلِي وَنَفْعٌ مِنْ سِلَاحٍ بِقَبْلِ جَزِيَّتَاهُمَا
یعنی پہلو، سہاؤ اور کچھ بری کے باغ و بے، یہ ان کے
كَفَرُوا وَهَلْ جَزَىٰ لَهَا الْكَفُورُ (سبا)
کفران کی سزا ہو، ہم کفران نعمت کرنے والوں ہی کو سزا دیتے ہیں
قرآن مجید جب نازل ہوا تھا تو اس سزا کو جو ان درختوں کی شکل میں نمودار ہوئی تھی
میں کا ہر باشندہ چشم خود معائنہ کر رہا تھا، لیکن... ہم برس کے بعد بھی 'برائی' العین ہوساچ کو نظر آ رہی
تھی، ہمارا فی التوفیٰ سب سے جسکی صداقت بیانی کے نہ صرف سیاحین یورپ بلکہ افریقین (اگر کیا) ^{سب سے}
بھی معترف ہیں وہ چوتھی صدی کے اوائل میں شہادت عینی پیش کرتا ہے کہ "ان باغوں کی جگہ
یہاں پہلو کے درخت اتنے ہیں کہ کہیں اور نہیں"

سبائی آبادیان

ہم نے "سبا کے دائرہ حکومت کے تحت میں لکھا ہے کہ مین کے علاوہ حبشہ اور شمالی عرب
میں بھی سبائی آبادیان تھیں، تو راقہ و اسفار میں متفرق خاندانوں کے نام بتائے گئے ہیں، سبا بن
یقطان (دھڑان) باشندہ مین، سبا بن... بن ابراہیم برادر زادہ مین باشندہ عرب شمال، سبا بن
کوش بن حام باشندہ حبش، (دیکھیں)

نولڈ کی کے اصول کی بنا پر کہ تورات کے قبائل و اقوام کا تقسیم صرف جزائی نسب قطع
ہو، ان تینوں متفرق نسب سبا کے یہی ہیں کہ سبا کے تین جزائی مرکز یا آبادیان تھیں، مین حبشہ
اور شمالی عرب مین، مین سبا کا وجود و قیام تو محتاج اثبات نہیں، روایات عرب تاریخ اقوام
سے تفصیل سہا بن ایل مین دیکھو،

اتار قدیم ان سب کی شہادت قاطعہ موجود ہو گی کہ اطراف ملک میں بھی ان کا وجود واضح نہیں ہو، شمال عرب میں بطرف شام و عراق تورات کے متعدد فقرہ میں ان کا وجود عارضی نہایت قدیم زمانہ سے مذکور ہو، اور ان کا بار بار ذکر اور پکڑ چکا ہو (دیکھو سب کا دائرہ حکومت اور سب کی دولت و یونانی مورخین نے بھی ان اطراف میں ان کا ہونا بیان کیا ہو، آغا تار سیدوس (مسلک م) کہتا ہو کہ نسب سے پہلے نبی (جن کا سکس عراق و شام کے درمیان تھا) اور سبائی جو شام کے اوپر واقع ہیں، عرب سید پر قابض ہوئے ہیں، ایک اور یونانی مورخ بیان کرتا ہو:

”میان سے اُس شہر تک ایک شکر جاتی ہو جس کا نام پیر (قدیم) ہو، جہاں اہل قرۃ

اہل معین اور وہ تمام عرب اسکے قریب رہتے ہیں جو بالائی ملک (عرب) سے بخورات لاتے ہیں“

یہ پہلے گند چکا ہو کہ اسیر یا کے آثار میں بھی شخ ام سبائی کا ساتویں صدی ق م میں اسیر سے مغلوب ہونا مذکور ہو، معلوم ہو کہ اہل اسیر یا کبھی یمن نہیں آئے، اسلئے یہ بالکل واضح ہو کہ خود سبائی ہانگہ پہنچ گئے تھے، جیسا کہ سفر ایوب (۱-۶۱۵-۱۹) سے بھی ثابت ہو،

جسٹین اہل سب کا وجود عہد قدیم سے تھا جسٹین کے بالمقابل سواحل پر واقع ہو، یہ سواحل انج کی ابتدا سے اس وقت تک یعنی حضرموتی عرب کے جلانگاہ ہیں، بعض کتبات سے معلوم ہوا ہو کہ سب کا ایک گورنر صاف کہ قصبہ جسٹین میں رہتا تھا، خود جسٹین بھی اپنے کو سبائی اولاد کہتے ہیں، ایک یونانی مورخ کی شہادت بھی ہو سب کا معاصر تھا پہلے گند چکی ہو کہ ”سب سواحل جسٹین میں بھی تجارت کا مرکز دیکھتے ہیں“

۱۵ گورڈائس آف مین، ص ۲۳۳

۱۵ حالہ مذکور ص ۱۶۱

۱۵ انائیٹیکو پڈیا، ج ۲۲ ص ۹۵۵-

۱۵ انائیٹیکو پڈیا، آفات اسلام، ج ۱ ص ۲۳۳

ملکہ سبا

توراة (تیسیم) انجیل اور قرآن میں سبا کی ایک شہزادی کا ذکر ہے جو حضرت سلیمان کی باگ
 میں آئی تھی، یہ سبا کی شہزادی زبان توراة کس سبا کے خاندان سے تھی؟ یا زبان تاریخ سبا کی کس
 آبادی سے آئی تھی؟ توراة میں صرف سبا کی شہزادی کا لفظ ملائین خاندان و جہت ہے تو گوم
 میں ہو کہ اسکا ملک (فلسطین) مشرق میں ہے، انجیل میں ہے کہ وہ (فلسطین کے جنوب) سے آئی
 تھی، یوسفوس اسرائیلی کی تاریخ میں ہے کہ وہ مصر و عیشہ کی شہزادی تھی، اہل حبش، اسکو
 حبشی سمجھتے ہیں جس کے یہی ہیں کہ وہ حبشی خاندان کی سبا تھی، قرآن نے بھی کوئی تعین
 خاندان و جہت نہیں کی ہے لیکن تمام مفسرین و مؤرخین اسکو عرب قطانی اور باشندہ یمن سمجھتے ہیں
 آجکل کہ اثریات کا زمانہ ہے، اس بنا پر کہ یمن کی عورت کا کوئی کتبہ نہیں ملا ہے، اور شمال عرب میں
 متصل عراق تین چار قدیم حکمران عورتوں کے نام ملے ہیں، ملکہ سبا کا اس حصہ آبادی سے جانا
 ممکن خیال کیا جاتا ہے،

جن قدیم تحریروں میں ملکہ سبا کا ذکر ہے ان میں سے صرف تین میں تعین جہت ہے، یوسفوس
 تروگوم اور انجیل، یوسفوس کا بیان کہ وہ مصر کی شہزادی تھی، متفقاً غلط ہے، بقیہ بیانات میں کہ وہ
 مشرق جنوب یا حبشہ کی تھی ہمارے نزدیک کوئی فرق نہیں کہ یہ سب سبا کے مقامات تھے،
 تاہم اصل مرکز کے لحاظ سے وہ یمن ہی کی کسی جائے گی (یعنی جنوب عرب کی) جیسا کہ انجیل کی شہادت
 اور روایات عرب کا قوت ہے،

۱۔ تاریخ نوک باب ۱۰ اور ایام ۲ باب ۹۔ ۲۔ جنش انسائیکلو پیڈیا، مضمون سبا،

۳۔ معنی ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶۔ ۴۔ ج اذکر سلیمان،

۵۔ جنش انسائیکلو پیڈیا، مضمون سبا، ۶۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۳۷۲۔

اہل حبش جو ملکہ سبا کو حبش کی بتلاتے ہیں اور اب تک حبشہ کا شاہی خاندان تھا تو اپنے
کو اسی ملکہ سبا کی اولاد میں سے کہتا ہے، اس کا نام انکی زمان میں مالکہ ہو، مین کے عرب یہود میں اس کا
نام بلقیس مشہور تھا، اور اسرائیلیات کے ذریعہ سے ہی نام سلمان مورخین اور اہل تفسیر میں
مقبول ہے، لیکن لفظی دلالت کے لحاظ سے یہ عربی نہیں بلکہ یونانی الاصل نام معلوم ہوتا ہے، بعض دیا
تفسیر میں بلقیس کو پرزاد کہا گیا ہے، یعنی اسکی ماں (ملکہ) ایک پری تھی، لیکن یہ روایتیں بالکل
غیر درست ہیں۔ "ملکہ" کو ممکن ہے کہ مین کی مشہور دیوی "القیس" سے کوئی نسبت ہو، اس طرح اہل تاریخ کا
ملکہ سبا بلقیس کو نسبت شرجیل لکھنا بھی غلط ہے، شرجیل حمیر کا بادشاہ اور حضرت سلیمان سے تقریباً
دو ہزار برس بعد تھا،

ملکہ سبا اور قرآن مجید

سبا کا نام قرآن مجید میں دو بار آیا ہے، اول حضرت سلیمان کے قصہ میں ملکہ سبا کے نام سے اور
دوسری بار یسٰیٰل عرم کے ذکر میں، یسٰیٰل عرم کا ذکر اس سے پہلے گذر چکا ہے، ملکہ سبا کا قصہ سورہ نمل
میں مذکور ہے،

وَقَفَّيْنَا عَلَى الْطَّيْرِ فَقَالِ مَالِي لَا أُبْقِيهِ هَذَا	سلیمان نے پرندوں کا جائزہ لیا، پھر کہا، کیا مجھے ہے کہ میں نے
أَتَمَّكَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ لَا أُبْقِيهِ هَذَا أَبَاسًا مُّذْ بَدَأَ	ہو کہ کہ نہیں دیکھا یا دوسرے دن میں، میں اسکو سخت سزا
أَيُّكَ أَذْهَبَةٌ، أَذْكَرَ لَيْتِي بِسُلَيْمٍ مُّبِينٍ، فَكَفَّ	دون گایا بیچ کر ڈالوں گا، یا کوئی صاف دلیل لائے،
عَائِدَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَكُم مَّخِطٌ بِهِ	سلیمان تھوڑی دیر میں کہہ دیا کہ اگر گویا ہوا، مجھے وہ معلوم
وَجِئْتُكُمْ مِنْ سَبَإٍ بِنْتٍ بَعِثْتُمْ، لَا تَزِدُّكُمْ	ہوا جا کہو نہیں معلوم سب سے ایک سچی خبر لیکر میں آیا
أَمْرًا أَتَمَّ لَكُمْ وَأَوْفَيْتُمْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَكُمْ	ہوں، میں نے ایک عورت کو دیکھا جو سبا پر حکومت کرتی
عَرْشٌ عَظِيمٌ، وَجَدْتُكُمْ قَوْمًا يَبْتَعُونَ	ہو، اسکو ہر شے حایت کی گئی ہو، اس کا ایک بڑا تخت ہے

میں اس عورت کو اور اسکی رعایا کو خدا کو بھیڑ کر آفتاب
کو سجدہ کرتے پایا، شیطان نے اُن کے احلال اُنکی نگاہ میں
اچھ کر کے دکھائے ہیں، صحیح راستہ سے اُن کو باز رکھا اور
وہ راہ نہیں پائے کہ خدا کو وہ سجدہ کریں جو آسمانوں سے
اور زمین سے بھیجی ہوئی چیز کو باہر نکالتا ہو ۱۲ وہ جو تہ چھپاتے
یا ظاہر کرتے ہو سب جانتا ہو خدا ہی جس کے سوا کوئی
نہیں وہی بڑے تخت کا مالک،

سلیمان نے کہا ہم دیکھتے ہیں کہ قبیح کتاب ہے یا
جھوٹا ہو، میرا یہ خط لیا، اُن کے پاس ڈال دے، پھر
اُن سے الگ ہنکر دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں،

ملکہ نے خط پا کر درباریوں سے کہا، میرے نام ایک نیا
مقدس آیا ہو، یہ نام سلیمان کے پاس سے آیا جو عبارت
یہ ہو "مہربان اور رحم والے خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں،
مجھ سے کشتی نکلے اور مسلمان ہو کر میرے پاس آجاؤ،"
ملکہ نے کہا ملے سردار اور اس معاملہ میں اپنی رٹے دو،
تھاری حاضری کے بغیر میں کسی بات کا فیصلہ کرنا ہی نہیں
سراوروں نے کہا ہم زور و قوت والے ہیں، یوں
فیصلہ آپ کے اہم میں ہو، دیکھو کیا حکم دیتی ہیں،

ملکہ نے کہا، بادشاہ جب کسی آبادی میں داخل

لَسَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَذِيَنْ لَهُمْ
الشَّيْطَانُ أَعْمَاهُمْ فَصَلَّاهُمْ عَنِ الشَّيْطَانِ
فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ إِلَّا يَهْتَدُوا لِلَّهِ الْبَاقِي
مَجْرِي الْخَبَرِ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ،
اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِيمِ،

كَأَلْ سَنَظَرُ أَصَدَقْتَ أَفْ كُنْتَ مِنَ الَّذِينَ بَيْنَ
إِذْ هَبْ بِلِقَائِي هَذَا قَالَتْ لَيْسَ لِي بِهِمْ قَوْلٌ
عَنْهُمْ فَأَنْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ،

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُؤِنَّ الْقِي إِلَى كِتَابِ كَرِيمٍ
أَنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَرَأَى بِهِمُ اللَّهُ الرَّحْمَنُ
الرَّحِيمُ لَا تَقَاوُاعَلْ وَأَنْتَ مِنْ مُسْلِمِينَ،
قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُؤِنَّ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي،
مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّى شَهَّدُونَ،
قَالُوا نَحْنُ أَوْلَى قَوْلٍ وَأَوْلَى بِاسْ شَيْئًا
وَالْأَمْرُ لِيَاكَ فَأَنْظُرْ نَمَّا مَاذَا
تَأْمُرِينَ،

قَالَتْ إِنَّ الْمَلَأُؤِ إِذَا دَخَلُوا مَدِينَةً

ہو جاتے ہیں تو اسکو دیران کر دیتے ہیں، اور وہاں کے مسزورین
 باشندہ دکنو ذلیل بنا دیتے ہیں اور سطح کیا کرتے ہیں، لیکن
 پاس ہو یہ کیر قاصد بھیجتی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا
 جواب لاتے ہیں

قاصد جب سلیمان کے پاس پہنچا تو سلیمان نے کہا،
 اس حقیر مال و دولت سے تم میری مدد کرتے ہو، خدا نے جو کچھ
 مجھے دیا جو وہ اُس سے بہتر ہو، تمکو اُس نے دیا جو تم
 اپنے اس تحفہ پر شادان ہو، باکو دایس جا، ہم اب لشکر
 لیکر آئیں گے کہ جس کا وہ مقابلہ نہ کر سکیں گے، اور ملک
 سب سے ذلیل کر کے اُن کو نکال باہر کریں گے،

سلیمان نے پھر اپنے سرداروں سے کہا، کون اُس کا تخت
 میرے پاس اٹھا لے گا ایک تو منہ جہنم نے کہا میں اس سے
 پہلے لاپہر بارے ٹھہیں میں وہ تخت لے آتا ہوں، میں اس
 تخت کے اٹھا لانیکی قوت رکھتا ہوں، اور امانت کے ساتھ لاؤں گا
 جسکو خدا کا علم تھا اُسے کہا نگاہ پٹنے سے پہلے میں اٹھا
 لا تا ہوں، سلیمان نے جب تخت اپنے پاس رکھا دیکھا کہ
 یہ خدا کے فضل سے ہوا، اگر وہ مجھے اُن کے گنہگار بنا ہوں
 کہ ناشکری کرتا ہوں اور جو شکر کرتا ہو وہ اپنے ہی لیے کرتا ہو
 اور جو کوئی ناشکری کرے تو خدا ہے پورا اور بزرگ ہے،

أَفَسَدْنَا مَا وَجَعْنَا آيَةً أَهْلَهَا آدِلَةٌ،
 وَلَكِنَّكَ يَهْلِكُونَ، وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ
 بِهَدِيَّةٍ فَنظُرُ بِمُرْجَاهِ الْمُرْسَلُونَ،
 فَلَمَّا جَاءَ سَلِيمَانُ قَالَ أَتَمَدُّونَنِي
 بِمَالٍ، فَمَا أَتَنِي إِلَّا اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا أَتَكُونُ
 بَلْ أَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ، لِمَ جِئْتُمْ
 إِلَيْهِمْ فَلَمَّا تَنَبَّأَهُمْ بِجُودِ لَا قَبْلَ لَهُمْ
 بِهَا وَانْخَرَجَهُمْ مِنْهَا آدِلَةٌ، دَهْمُ
 صَاعِدُونَ،

وَقَالَ أَيُّهَا الْمَلِكُ إِنِّي بِنَبِيِّهِمْ شَا
 قَبْلَ أَنْ يَأْتُوْنِي مُسْلِمِينَ، قَالَ عَفْرَيْتُ
 مِنَ الْجِدِّ أَنَا إِنِّي كَ بِمَقْبَلِ أَنْ تَقُومَ
 مِنْ مَقَامِكَ، وَإِنِّي عَلَيْهِ كَقُوتِ
 آمِينَ،

وَقَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا
 آتِيكَ بِمَقْبَلِ أَنْ يَنْتَدِلَ إِلَيْهِمْ فَوَلَّهُ فَلَمَّا نَا
 مَسْفَرًا عِنْدَهُ، قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي
 وَأَشْكُرَ مِمَّنْ أَنْفَرُوا وَمَنْ شَكَرْنَا نَأْتِيكَمْ تَنْفِيًا،
 وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي عَزِيزٌ نَقِيمٌ،

قَالَ لَكُمْ قَدْ لَهَا عَرْشُهَا اِنَّهَا تَدْعِي اَكْم تَكُونُ
مِنْ الْكُوفَيْنِ لَا يَهْتَدُونَ، فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ
اَهْلَكُوا عَرْشَهَا، قَالَتْ كَاَنَّهُ هُوَ، وَاَوْصَيْنَا
الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا ذِكْرًا مُسْلِمِينَ، وَصَدَّهَا
مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اِنَّهَا كَانَتْ
قَوْمًا كَافِرِينَ،

سیمان نے حکم دیا کہ تخت کا روپ بدل دو وہ راہ پانی
ہو یا نہ راہ پانی والوں میں سے ہوتی ہو جب ملکہ آئی تو اُس
کہا گیا کہ تیرا تخت کیا اسی قسم کا ہو؟ جواب دیا کہ گویا ہی
ہو اور اس سے پہلے وہ کو علم دیا چکا تھا اور سیمان جو بچے تھے
ملکہ کو غیر خدا کی پرستش سے حق سے روک رکھا تھا اور وہ
کافروں سے تھی،

قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا دَاخَلَتْ
حَرَبُهُ مَجَّعَةً وَكُشِفَتْ عَنْ سَائِقِهَا، فَقَالَ لَهُ
صَرْحٌ مَّمْرَةٌ مِنْ قَوَارِيرٍ، قَالَتْ رَبِّ لَوْ
ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاسْتَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ يَتْلُو
كِتَابَ الْعِلْمَيْنِ، (نمل)

ملکہ سے کہا گیا کہ محل کے اندر چل، جب اُس نے محل کو دیکھا
تو سمجھی کہ گہرا پانی ہو دو فون پند لیان کھول دین سیمان
نے کہا یہ تو شیشہ کا مکان ہو، ملکہ نے کہا خدا یا میں اپنی
جان پر ظلم کرتی رہی سیمان کے ساتھ میں بھی خدا کی جو
تمام دنیا کا پروردگار ہو اطاعت گزار ہوں،

بعینہ ہی قصہ اسفار یہود میں بھی مذکور ہے، گو تفصیل و اجمال میں کسی قدر اختلاف ہے، جسے
پہلے بیستم کے سفر ایام اور سفر ملوک میں یہ قصہ مذکور ہے اور یہ دونوں اسفار بیان واقعہ میں حرف
حرف متفق ہیں:

”جب سیمان کا شہر سبا کی ملکہ تک پہنچا، تو شکل سوالوں سے وہ اُسکو آزمائے آئی،
اور بڑی فرج اور شان و شوکت کے ساتھ یرشلیم میں داخل ہوئی، بہت سے اونٹوں پر
غریبوں کی چیزیں، بہت سا سونا اور بیش قیمت جواہر لے گئے تھے، وہ سیمان کے پاس جا کر
ٹہری اور بچہ کھانے کے دل میں تھا اُسکی بابت اُس سے گفتگو کی، سیمان نے اُسکے تمام
سوالوں کا جواب دیا، سیمان سے کوئی چیز پوشیدہ نہ تھی جو جواب نہ دیتا،

سبا کی ملکہ نے جب بیلیمان کی دافنمندی اور اُس کے گھر کو جُسنے بنایا تھا اور اُس کے
دسترخان کے کھانوں کو اور اُس کے نوکران کی نشست و برخاست کے طور کو اور ان کی
پوشاک کو اور اُس کے مایقون کو اور اُس بیڑی کو جس سے وہ خداوند کے سکن پر چڑھتا
تھا۔ یہ لوگ کی آیت ہو، اِیام میں اُس کے بجائے یہ ہو، اور اُن قربانیوں کو جو وہ خداؤ
کے سکن میں چڑایا کرتا تھا، دیکھا تو اُس کے ہوش اُڑ گئے، اُس نے بادشاہ سے کہا کہ میں
تیری دانش اور تیرے کاموں کی نسبت اپنے ملک میں جو سنا تھا وہ تحقیق خبر تھی، لیکن
جب تک اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا، باور نہیں آتا، لیکن جو دیکھا اُس کا آدھا
بھی نہیں سنا تھا،

مبارک ہیں تیرے لوگ اور مبارک ہیں تیرے نوکر، اِجہ ہمیشہ تیرے حضور کھڑے
رہتے ہیں اور تیری حکمت کی باتیں سنتے ہیں، خداوند تیرا خدا مبارک ہو جو تجھ سے رہنمی
ہو، اور جس نے تجھ کو اسرائیل کے تخت پر بٹھایا، کیونکہ خداوند اسرائیل کو ایک ملک پیارا کرنا چاہا
اور تجھ کو بادشاہ بنایا کہ تو عدل و انصاف کرے،

ملکہ نے ۱۲۰ قظار سونا اور بہت سی خوشبوئیں اور قیمتی جواہر بیلیمان کو دیے، ملکہ نے
جیسی خوشبوئیں پیش کیں ایسی بھر کبھی نہ ملیں،..... بیلیمان نے سبا کی ملکہ کو جو کچھ اُس نے
مانگا اُس سے زیادہ تحفہ دیا، اور ملکہ اپنے ملازمن سمیت اپنی ملک کو پھر گئی،

(۲ سفر ایام باب ۱۰ و ۱۱ ملوک باب ۱۰)

ترگوم (دوم براسترا) میں جو توراۃ اور تبلیم کا آرامی ترجمہ ملکہ آرامی زبان میں انکی تفسیر
ہو، قسط زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہو، گو بعض نہایت لغو باتوں کی بھی اُس میں آمیزش
ہو، ترگوم کی روایت کا نقلی ترجمہ یہ ہے:

”سیمان عرقی اگور پیکر جب فطامین آئے تھے تو تمام بادشاہوں کے سامنے اپنی
 غلاموں کو بٹھاتے تھے اور اس وقت دنیا کی تمام زندہ مخلوق کو حکم دیتے تھے کہ اُنکے
 سامنے ناچیں۔ ایک دن سلیمان نے دیکھا کہ ہڈ ہڈ قائب ہو۔ ”سیمان نے حکم دیا کہ وہ
 حاضر کیا جائے۔ جب ہڈ ہڈ آیا تو اُس نے بیان کیا کہ ”تین عینے سے وہ ادھر ادھر اڑ رہا
 تھا کہ کوئی ایسا ملک ملے جو اب تک حضور کے ماتحت نہیں ہوا۔ آخر ”مشرق“
 میں ایک ملک ملا جس پر سبکی ملکہ حکومت کرتی ہے۔ اس ملک کی خاک سولے
 سے زیادہ بیش قیمت ہے۔ وہاں چاندی کو ٹہری کی طرح گلیڈن میں پڑی پھرتی ہے۔
 درخت وہاں بد خلقت سے ایسے ہی ہیں۔ پانی وہاں جنت سے آتا ہے۔ اور وہاں
 سے بنکر اُڑتے ہیں جنکو لوگ پینتے ہیں۔ اس ملک کے دارا حکومت کا نام ”قطر“ ہے۔
 ”پھر زندہ نہ رہنے دی کہ وہ اُن ملک کو پھر جائیگا۔ اور وہاں کی ملکہ کو اپنے
 ساتھ لائیگا۔ سلیمان نے یہ تجویز پسند کی۔ اور خط لکھ کر ہڈ کے بازو میں باندھ دیا گیا۔ ہڈ
 شام کے وقت جب وہ آفتاب کی عبادت کی جا رہی تھی، پہنچا۔ یہ خط ملکہ کے حوالہ کیا۔
 ملکہ نے خط پڑھ کر جہن یہ دھمکی تھی کہ فوراً میری بارگاہ میں حاضر ہو ورنہ اُسکی فرج
 ”جو جانوروں، پرندوں، روحوں اور رات کے دیوؤں کی ہے۔“ اُس سے لٹنے کو
 آئے گی۔“

”ملکہ بہت خوف زدہ ہوئی اور اُس نے بوڑھوں کی اور سرداروں کی مجلس میں شہرہ
 کیا، لیکن یہ لوگ سلیمان سے بالکل واقف نہ تھے۔ تاہم ملکہ نے ”اپنے جہاز کو بیش قیمت
 لکڑیوں، گران باجوہ اور موتیوں سے بار کر کے اور ۶۰۰ ایک ہی ساعت کی
 پیدائش اور ایک ہی قدم قامت اور ایک ہی شکل و صورت اور ایک ہی

حریر شمع کے لباس میں غلام اور لونڈیاں، "تحفہ معیین" سٹاک کے جاہ میں لکھا، کہ
گرچہ قیطور، اور یرشلم کے درمیان جو تہا ہم وہ تین برس میں
وہاں پہونچے گی۔

"سلیمان نے اپنے دورہ میں ملک سے ملنے کو ایک نوجوان کو جو صبح کی طلسم
خوبصورت تھا بھیجا،

"ملکہ جب یرشلم پہونچی تو ایک شیشہ کے محل میں اُس سے سلیمان نے
ملاقات کی، ملک نے سب سے پہلے کہ بادشاہ پانی میں بیٹھا ہو، پتلیوں سے کپڑا اٹھایا، سلیمان
سکڑنے اور یہ دیکھ کر اُس کے پاؤں میں بال پہن بولے کہ شکل تو ایک عورت کی لیکن
بال مردوں کی طرح، پاؤں کے بال مردوں کی زینت ہیں لیکن عورتوں کے لئے
حبیب، ملک سب نے سلیمان سے بہت سی پسلیاں پوچھیں تفصیل میں نے چھوڑ دی
ہو، سلیمان نے سب کے ٹھیک جواب دیئے،

اس عبارت کے جو فقرے گھیر دیئے گئے ہیں، وہ قرآن میں نہیں ہیں، اس سے ظاہر
ہو گا کہ قرآن جو گذشتہ کتابوں کی تصحیح و تفسیر کے لئے آیا تھا یہ خدمت اُسے کس حد تک
انجام دی، علاوہ ازیں ترگوم نے اس واقعہ کو جس طرز و عبارت میں ادا کیا ہو وہ بالکل
ایک کم پایہ انسان کے معمولی افسانہ کی حیثیت رکھتا ہو، برخلاف اسکے قرآن کا طرز ادا
ایک شاہانہ نمونہ کی تبلیغ و دانش و حکمت، ایک روحانی جبروت و اقتدار کے اظہار پر مبنی
ہو، قرآن کا بیان ترگوم کی وضع غلطیوں سے کہ سب کا ملک مشرق میں ہو، اُس کا پایہ تخت قیطور
تھا، وہاں سونا اور چاندی کوٹنے کی طرح ڈبی رہتی تھی، دونوں ملکوں میں سات برس کی
مسافت ہو، یا کہ سب سے بڑی بات یہ ہو کہ قصوں کی غرض و غایت میں نہ ہوا، ان کا

فرق ہو، ترکوم کی بنا پر ملکہ سبا کی طلب صرف شاہانہ ملک گیری کی ہوس پر مبنی ہو، لیکن قرآن کے لحاظ سے اس طلب کا مقصد دعوت الی اللہ منع شرک، قمع کفر اور اصلاح نفوس انسانی ہے،

ایک اور بات بھی قابلِ لحاظ ہو، ترکوم کے مطابق حضرت سلیمان سبا سے واقف تھے اور تعجب و حیرت زانی کا سبب اس کی دولت و شہرت کا بالغہ آمیز بیان تھا، لیکن وحیِ خدا نے اس حیرت و تعجب کا سبب سطحِ بیان کیا ہے:

وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَايَافِيقِينَ، اِنِّیْ وَجَدْتُ
اَعْرَاسًا مُّكَلِّمَهُمْ، وَ اَوْدِیْتُ مِنْ حَلْیَ شَیْءٍ وَ لَهَا
عَرْشٌ عَظِیْمٌ، وَ جَدْتُهَا وَ قَوْمَهَا یُحْبَدُونَ
اِنَّهُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ، وَ دَرَسْتُ لَهُمُ الشَّیْطٰنَ
اَعْمَا لَهُمْ قَصْدًا هُمْ عَنْ الشَّیْطٰنِ، (مئل)

میں نے کہا میں سبا سے ایک تحقیق خبر لیکر آیا ہوں، میں نے پایہ ایک عورت ان پر بادشاہ ہو، جس کو چیز دی گئی ہو، اس کا ایک بڑا تخت ہو، میں نے اس کو اور اس کی قوم کو ان کے عظیم، و جدت و قومہا کی تعظیم و ان کے دین اللہ، و دین کے لئے شیطان، ان کی نظر میں اچھا کر کے دکھا تا ہو، پھر ان کو راہ سے روک دیا ہو، بعض شکوک کا ازالہ

اے ترکوم اور قرآن مجید دونوں میں قصہ کی ابتدا ہُد سے ہوتی ہو، ہمارے ان تمام مفسرین نے اُس ہُد سے بھی معروف مراد لیا ہو، لیکن اس زمانہ کے بعض فطرت پرست کہتے ہیں کہ مرغ کا بولنا اور اس کی بولی سے مفہوم کا سمجھنا غلط عقل ہو، اس لئے ہُد کسی انسان کا نام ہو گا اور اس زمانہ میں عموماً یہ نام رکھا جاتا تھا، لہذا اس دعوے کی صداقت سے انکار نہیں کہ ہُد ہادی کے نام ہوتے تھے، خود حضرت سلیمان کے عہد میں مدین کے شاہزادہ کا نام ہُد تھا (سلاطین) اور روایات عرب میں ملکہ کے باپ یا بھائی کا نام بھی ہُد مذکور ہو، لیکن قرآن کے لفظ تفقد الطیر و پرندوں کا جائزہ لیا، گا کیا جواب ہو گا، میری رائے میں اب جبکہ جانوروں کی عاقبت کا مسئلہ مسلم

ہوتا جاتا ہے، بندروں کی بولیوں کی ابجد طیار کی جارہی، تو ہڈ ہڈ کے بولنے پر تعجب کیوں ہو؟ طیر کے معنی، فوج کے لینا جیسا کہ مولوی چراغ علی نے لیا ہے اُسی طرح بے ثبوت ہے، طرح سرسید کا سورہ فیل کی تفسیر میں ”طیر سے فال بد لینا اور اگر پرندوں کا بولنا اب بھی کھٹکتا ہے تو فرض کرو کہ نامہ برکتوں کی طرح تربیت یافتہ نامہ بر ہڈ ہڈ ہو گا اور اُس کے بولنے سے مقصود اس مضمون کا خط اُس کے پاس ہونا سمجھ لو، جیسا کہ خود اسی معرق پر قرآن مجید میں ہے کہ حضرت سلیمان نے خط دیکر اُسکو ملکہ سبا کے پاس بھیجا، اسی طرح پہلے بھی خط لیکر آیا ہو گا،

۲۔ دوسری چیز قابل انکشاف ملکہ سبا کا تخت ہے، جسکی نسبت قرآن مجید میں مذکور ہے کہ ”حضرت سلیمان نے اُسکو اپنے دربار میں اُٹھوا منگوایا، اور اُس میں کچھ رد و بدل کر کے ملکہ سے پوچھا کہ تم یہ تخت پہچانتی ہو؟ تمہارا ہے؟“ روایات تفسیر میں مذکور ہے کہ یہ تخت طلائی اور جو اہر سے مرصع تھا، یہودیوں کے اسفار (نبیم) میں سبا کے تخت کا مطلق ذکر نہیں، لیکن یہ مذکور ہے کہ ملکہ سبا حضرت سلیمان کی خدمت میں بہت سے جواہر سونا اور دیگر تحائف لائی جس سے حضرت سلیمان نے ایک ہاتھی دانت کا تخت مرصع وجواہر نگار بنوایا“ (۲۔ رام باب ۱) لیکن یہ کہ یہ اُسی سبائی تخت کے متفرق اجزا کا ذکر جو ترکوم استرا میں بھی اس تخت کے متعلق بہت سے عجیب و غریب واقعات مذکور ہیں،

تاریخی شہادت سے بھی یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ سبا میں اس قسم کی صنعتکاری کا رواج عام تھا، اگا تشریف دس ایک یونانی مؤرخ جو اسلام سے ۸۰۰ برس پیشتر اور سبا کا معاصر تھا، شہادت دیتا ہے کہ:

”سپا نام و نیامین سے زیادہ دو قسمد لوگ ہیں، چاندی اور سونا بکثرت لایا جاتا ہے“

جذد کے سبب سے کسی نے اُن کو قلع نہیں کیا، یہ اسلئے خصوصاً اُن کے پای تخت میں

طلائی و نفرتی ظروف، تخت اور دلیز پن جن کے پائے زنگار اور نفرتی و طلائی

نقش و نگار سے آراستہ پن، پیشگاہ اور دروازے زرد و اہرے نقش پن اور اس

قسم کی زیب و زینت پر وہ نہایت ہنرمندی اور محنت صرف کرتے ہیں۔

اس تحریری بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ ملکیت سبائین اس قسم کی چیزوں کا خاص طور سے اہتمام تھا، ممکن ہے کہ اس بیان سے ۱۲۰۰ برس پہلے ملک سبائین کا تخت بھی اسی قسم کا ہو۔
۳۔ ایک سوال یہ ہے کہ یہ تخت کس غرض سے بنایا تھا؟ اور حضرت سلیمان کے دربار میں کیوں لایا گیا تھا؟ عام جواب یہ ہے کہ ملک کے بیٹھے کا تخت شاہی تھا جو زمین میں بھاطت مقل کروں میں تھا جہان سے اظہار معجزہ کے لئے پل کے پل میں حضرت سلیمان نے اپنے ملک شام میں اٹھا منگوایا، بلکہ اس سے اختلاف ہے، ہماری رے یہ ہے کہ ملک سبائین نے تخت کے طور پر حضرت سلیمان کے لئے اپنے ملک کی صنعتکاری کی ایک چیز طیار کرانی تھی اور چونکہ یہ تخت تھا ضرور ہے کہ ملک اپنے ساتھ شام لائی ہوگی، تخت کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ قرآن نے سبائی سفارت اولیٰ میں تخت کا ذکر کیا اور نبی میں بھی سبائی کے مخالف کا ذکر ہے،

۴۔ قرآن مجید میں مذکور ہے کہ ”حضرت سلیمان کے ایک درباری نے جو کتاب سے واقع تھا عرض کی کہ میں نگاہ پلٹنے سے پہلے، ملک کا تخت اٹھا لاتا ہوں“ نگاہ پلٹنے سے پہلے تخت اٹھا لانے سے مقصود یہ تھا کہ ہماری زبان میں سرعت اور جلدی سمجھا جا سکتا ہے، اسی طرح عربی زبان میں بھی قبل ان یذکر ان الذکر طوفان سے بھی سمجھنا چاہیے، بعض تابعین اور مفسرین کبار نے بھی اس لفظ کے یہی معنی لئے ہیں اور یہ کہنا تو درحقیقت محاورات زبان سے نادانی کا ثبوت ہے کہ وہ اقبال اس سے نگاہ کے پلٹنے کے ساتھ کام کا ہونا مقصود ہے،

۵۔ اس فقرے کے متعلق چوتھی بحث یہ ہے کہ قرآن مجید کے ان الفاظ میں کہ ”وہ شخص کہ جسکے

پس کتاب کا علم تھا بولا کہ میں تخت کو نگاہ پٹنے سے پہلے لادونگا، کتاب کے علم (عندہ) علمتین الکتاب سے کیا مقصود ہو؟ عام مفسرین توراۃ مراد لیتے ہیں یا اسمِ عظم، لیکن ظاہر ہے کہ توراۃ کے علم سے تخت کا جلد اور برسرِ عت لے آنا کیا مناسبت رکھتا ہو؟ اسمِ عظم کا تخیل ایک جاہلانہ اور غیر ثابتِ بشریح تخیل ہے، اسلام کے رو سے یہ کوئی شے نہیں، البتہ یہودیوں میں یہ خیال اب تک موجود ہے

ایک مدعی علمِ کلام جدید نے کتاب سے رجسٹر اور دفتر مراد لیا ہو، یعنی بعض درباری جو حضرت سلیمان کے سرکاری دفتر اور رجسٹر سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ یہ تخت کہاں رکھا ہوا ہے، انھوں نے کہا کہ میں ابھی اٹھا لاتا ہوں، لیکن اُس عہد میں اُنیسویں صدی کی طرح باقاعدہ دفتر اور رجسٹر کا دعویٰ ایک مضحکہ خیز امر ہے، میری رائے یہ ہے کہ کتاب سے خط مراد ہے، لفظ کتاب اسی قصہ میں اس سے پہلے دوبار اسی معنی میں قرآن مجید میں آچکا ہے

میری یہ کتاب (خطا لے جا،

اِذْهَبْ يَكْتَابِي هَذَا

میرے پاس ایک کتاب (خطا آئی ہے،

اِنَّمَا لَعْنِي اِلٰى كِتَابِكَ كَرِيْمٌ

اس کے علاوہ لفظ کتاب کا بمعنی خط عربی میں عام طور سے استعمال ہے، بلکہ فصحا اس کے سوا خط کے لیے کوئی دوسرا لفظ استعمال نہیں کرتے، میری تاویل کے مطابق آیت کا مقصود یہ ہے کہ درباریوں میں سے ملکہ سبا کے مضمون خط کا جس کو علم تھا کہ وہ بطور تحفہ اپنے ساتھ ایک تخت لائی ہے، اُس نے کہا، میں ابھی لاتا ہوں

۵۔ قرآن مجید میں ہے کہ ملکہ حضرت سلیمان کے ہاتھ پر اسلام لائی، اور پیغمبرِ ابنہ جاہ و جلال دکھ کر بے اختیار ہیکار اٹھی، اَسْكَتَ مَعَهُمْ مَسِيكًا، لیکن بظاہر نبییم سے اسکی تائید نہیں ہوتی، لیکن نبییم میں ملکہ کے یہ فقرے خداوند تبارک و تعالیٰ جو جو تجھ سے راضی ہے، اور جس نے

ہجرت اسرائیل کے تحت پریشیایا، کیونکہ خداوند اسرائیل کو اب تک پیار کرتا ہے، اور عجوبہ بادشاہ بنایا کہ عدل و انصاف کرے۔ کیا اس کے ایمان قلب کو نہیں ظاہر کرتے؟ سچی احباب تو قرآن کی تائید پر مجبور ہیں، کیونکہ انجیل کا یہ ورس اُن کو یاد ہوگا:

جنوب کی ملکہ فیصلہ کے دن اس نسل کے ساتھ کھڑی ہوگی اور ملاست کرے گی،

کہ وہ زمین کے انتہائی حصہ سے سلیمان کی حکمت سننے آئی اور دیکھو کہ یہاں سلیمان سے بڑا ہو (یعنی مسیح) متی ۱۲-۴۲۔

سبا کا مذہب

قرآن مجید نے بتایا ہے سبا کا مذہب آفتاب پرستی تھا،

وَجَدْتُهُمْ قَوْمًا يَسْتَعْبُدُونَ لِلشَّمْسِ | مین نے سبا کی ملکہ اور اسکی قوم کو خدا کو چھوڑ کر
وَمِنَ دُونِ اللَّهِ (نمل) آفتاب کو سجدہ کرتے پایا،

نبییم اس ذکر سے خاموش ہو، لیکن ترکوم سے تصدیق ہوتی ہے، ترکوم کا فقرہ یہ ہے:

جب کہ ملکہ آفتاب کی عبادت کو جا رہی تھی، یونانی مورخ تھیوفراستینس

(۳۳۰ ق م) جو اسلام سے تقریباً ۹۰۰ برس پیشتر اور سبا کا ماصر تھا، بخورات کے ذکر میں

لکھتا ہے: یہ ملک سبا سے تعلق ہے جو بخورات کی ملکیت کی بڑی حفاظت کرتے ہیں، ان بخورات

کا ڈھیر آفتاب کے پیکل میں جو اس قوم میں نہایت مقدس سمجھا جاتا ہے، لایا جاتا ہے۔

روایات عرب سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے، بانی قبیلہ سبا کا لقب عبد شمس

مشہور ہے، جس کے معنی پرستار آفتاب کے ہیں، اکتشافات اثریہ نے اس مسئلہ کو اظہر من الشمس

۱۔ جوش انسا کیو بیڈیا، ج ۱ ص ۲۳۶ ۲۔ جہن کی ہشائیل ریسرچ، ج ۱ ص ۲۵۱

۳۔ ملک الارض جزو مہمانی ص ۱۰۰، کلکتہ،

پتادیا جو جسکی تفصیل ”ادیان“ میں آئیگی، محل یہ ہو کہ سبا کے متعدد دیوتاؤں میں سے ایک شمس بھی تھا، جسکی تمام جنوب عرب میں پرستش کی جاتی تھی، مسلمانوں نے ابتدائی صدیوں میں ۶۲۷ء میں کی ایک عمارت کا کتبہ پڑھا تھا جو جنوبی (حمیری) زبان میں تھا، اُسین یہ عبارت منقوش تھی ”وہ بسم اللہ ہذا ما بناک شمر عرش لسیدة الشمس شمر عرش نے سوچ دہی کے لئے یہ بنایا“

سبا کا تفرق و انتشار

ہم نے اوپر کہیں بتایا ہو کہ سبا کے مقبوضات تین حصوں میں منقسم تھے، حبش، یمن اور شمالی عرب، اللہ ق م میں یہ شیرازے بکھر گئے، حبش پر اکسومی خاندان (صحابا الفیل) قبضہ کر بیٹھا، شمالی عرب میں اسماعیلی عربوں نے خروج کیا، یمن میں حمیر نے ظہور کیا، اور رقیہ قبائل تمام ملک میں تتر بتر ہو گئے،

لیکن سب سے پہلا سوال یہ ہوتا ہو کہ اس پراگندگی، تفرق اور انتشار کا کیا سبب ہوا؟ روایات نامعتبر، حکایات تفسیر اور افسانہائے عرب کا نشانہ ہو کہ میل عرم کے خدوے جسکی خبر کاہنوں کے ذریعہ سے پہلے چلی تھی، قبائل یمن سے نکل کر دیگر قطع ملک میں چلے گئے، لیکن اولاً تو کاہنوں کی پیشینگوئی ایک لغو امر ہو، ثانیاً سیل تو صرف شہر مارب میں آنے والا تھا، تمام یمن میں نہ آنے والے تھا اور نہ آیا، اسلئے یہ سبب تو ترک مارب کا ہو سکتا ہو، ترک یمن کا نہیں،

اصل یہ ہو کہ سبا کی دولت و ثروت کا اساس صرف تجارت تھی، یمن ایک طرف سواحل ہندوستان کے مقابل واقع ہو اور دوسری طرف سواحل افریقہ کے سونا، مہر، قیمتی

سالہ خوشبوئیں، ہاتھی دانت، پیچیزین حبش اور ہندوستان سے ٹھیک مین اگر اترتی تھیں، مین سے سب اوتھون پر لاد کر بحر احمر کے کنارے کنارے خشکی خشکی، حجاز سے گذر کر شام و مصر لاتے تھے، قرآن مجید نے اسی راستہ کو امام حسینؑ رکھلا راستہ اور اسی سفر کا نام مرحلۃ الشتاء والصیف رکھا ہے جس کو بعد میں قریش نے جاری کیا تھا، ان تجارتی کاروانوں کی آمد و رفت کے سبب سے مین سے شام تک آبادیوں کی ایک قطار قائم تھی، جہاں بے خوف و خطر سفر ہو سکتا تھا،

چوتھی صدی ق م کے اواخر میں یونانیوں نے اور پہلی صدی ق م میں رومیوں نے علی الاصال شام و مصر پر قبضہ کیا، یہ عربوں کے بار بار حملوں سے خوفزدہ رہتے تھے، عرب اس تجارت کو صرف لپٹنے ہاتھ میں رکھنا چاہتے تھے، اسلئے غیر قوموں کو اپنے ملک سے گذرنے نہیں دیتے تھے، انباط اور حمیر کے واقعات پڑھو کہ اسکے نیلے کیا کیا خوزریان ہوئیں، اور یونانی و رومی ان دشوار گزار پہاڑوں اور ریگستانوں کو بآسانی طے بھی نہیں کر سکتے تھے لہذا انھوں نے ہندوستان و افریقہ کی تجارت کو بری راستہ سے بحری راستے کی طرف منتقل کر دیا، اور تمام مال کشتیوں کے ذریعہ سے بحر احمر کی راہ مصر و شام کے سوا حل پر اترنے لگا، اس طریق سفر نے مین سے شام تک خاک اڑادی، اور سب کی تمام نوآبادیاں بے نشان ہو کر رہ گئیں، دیکھو ہفسرین کے علی الرغم قرآن مجید ان واقعات کی کیونکر حرف حرف تصدیق کرتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكِنِهِمْ آيَةٌ، جَنَّاتٍ	بے شہہ سب کے لئے خود ملنے گھر میں نشانیاں تھیں وہاں
عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ، كُلَّوْا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ	کا سلسلہ داہنے بائیں، اپنے پروردگار کی روزی کھاؤ،
وَأَشْكُرُوا لَهُ، بَلَدًا مَكَّةَ وَرَبُّكُمْ عَزِيزٌ،	اور اُس کا شکر کرو، مسٹر اشہرہ، اور معاف کرنے والا مالک
فَاعْرَضُوا فَاَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ	انھوں نے سرتابی کی توہم نے اُن پر بند توڑ کر، سیلاب

وَبَدَّلْنَا هُم مِّنْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَتَّىٰ ذَوَاتِ الْأُكُلِ
 حَتَّىٰ ذَوَاتِ الْأُكُلِ وَشَرَّ مِنْ سَدْرٍ قَلِيلٍ ذَٰلِكَ
 جَزَاؤُهُمْ بِمَا كَفَرُوا وَهَلْ يُجْزَىٰ الْأَكْفُورُ
 إِلَّا الْكَفُورُ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى
 الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَ
 قَدَّرْنَا بِهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لِيَاءِ
 ذَٰلِكَ مَا أَوْفَيْنَا لَكُمْ أَكْثَرًا بَيْنَ أَكْفَارِنَا
 وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَعَلْنَا هُمْ أَحَادِيثَ
 وَمَزَقْنَا هُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّ فِي
 ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ
 (سورہ سبا)

اور اُن کے دونوں باغوں کے بجائے بزم و پیلون اور
 پیلو اور کچھ پیری کے جہاز پیدا کر دیے ایہ انکی ناکارگراندی کی
 جزا تھی اور ہم تو صرف ناکارگراندی کے ہی کو یہ جزا دیتے ہیں
 ہم نے ان کے (ملک) اور بکرت والی آبادیوں (شام)
 کے درمیان بہت سی کھلی آبادیاں قائم کر دی تھیں اور
 اُن میں سفر کی منزلیں مقرر کی تھیں چلو ان آبادیوں
 کی منزلیں دن رات اُس خوف و خطر انھوں نے کہا کہ
 خدا نے ہمارا سفر بڑا بنایا (ایسے) خدا ہمارے سفر کو دور
 کر دیے انھوں نے خود اپنی جان پر آپ ظلم کیا تو ہم نے
 ان کو کہانی بنادیا اور پارہ پارہ کر دیا حقیقتہً اس میں عبرت
 کی نشانیاں ہیں شکر گزار اور صابر بندوں کے لیے

دیکھو ان آیتوں میں دو باتیں ہیں ایک تو سیلاب عرم کا ذکر ہے جو ممکن سبا
 یعنی شہرِ ارباب میں خدا نے بھیجا اس سیلاب کے اثر سے تم کہتے ہو تمام قوم تترنزل ہو گئی
 لیکن خدا کہتا ہے کہ سیلاب بھج کر بند توڑ دیا جس سے صرف اُن کے مانع ویران ہو گئے دوسری
 بات یہ ہے کہ تجارت کی جو چہر اس آبادیاں اور راہیں قائم تھیں وہ اُبڑ گئیں تم کہتے ہو
 کہ اسکا کوئی اثر نہ ہوا لیکن خدا فرماتا ہے کہ یہی وہ عذاب تھا جس سے وہ منکر قصہ کہانی بن گئے
 اور انکی قومیت کا شیرازہ پارہ پارہ ہو گیا

قرآن کی صداقت پر ایک قرآن کا منکر (مولر) شہادت دیتا ہے کہ سبا کی بربادی سیلاب
 سے نہیں ہوئی جیسا کہ روایت عرب کا بیان ہے بلکہ تجارتی راہوں کے بدلنے سے ہوئی ہے

جس طرح کہ قرآن نے بوضاحت تمام بیان کیا ہے۔

بنو کہلان کیا قحطانی ہیں؟

عام علمائے انساب سب کے دو بیٹے قرار دیتے ہیں، حمیر اور کہلان، حمیر کو تھامر بن کا مالک قرار دیتے ہیں، اور کہلان کو اطراف وحدہ و کی با سانی سپرد کرتے ہیں، بنو کہلان کا سالار خاندان خواب دیکھتا ہے کہ یا کسی کا ہن سے اُسکو معلوم ہوتا ہے کہ سدا رب ٹوٹے گا اور سب آباد ہونگے، اس بنا پر وہ مین چھوڑ کر حجاز، نجد، بحرین، عمان، یامامہ، مدینہ، عراق اور شام میں نکل جاتے ہیں، ان میں سے مشہور شاخوں کی حسب ذیل تفصیل ہے:

یمن ————— ہمدان، اشعر

نجد ————— کندہ، قضاہ

حجاز ————— خزاعہ، رملہ، اوس اور خزرج (مدینہ)

عمان ————— ازد

شام ————— عامہ، غسان

عراق ————— مخ، جذام

لیکن ہمارے نزدیک ہمدان و اشعر اور بعض دیگر قبائل کا قحطانی الاصل ہونا مشکوک ہے، قضاہ، خزاعہ اور لخم کو تو عموماً محققین انساب نے اسماعیلی و عدنانی کہا ہے، خزاعہ (اسلم) کو حدیث صحیح میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسماعیل کہا، اوس و خزرج کا اسماعیلی النسب ہونا بھی بخاری کی روایت سے ثابت ہے، اور خود اوس و خزرج کو بھی اسکو دعویٰ تھا، کندہ کے شاعر

۱۔ انشیکلو پیڈیا برٹانیکا، مضمون سب، ۲۔ صحیح بخاری، باب المناقب

۳۔ باب استخوذ اللہ راہیم غیلا

خود اپنے کو سعد بنی اسماعیل کہتے ہیں، غسان کا بھی اسماعیلی ہونا شعر نے عرب کے کلام سے ثابت ہو، اصل یہ ہر عام علمائے انساب کو صرف تین سلسلے معلوم تھے، عرب باندہ قحطانی، سبا، اور اسماعیلی قیدار (عدنان) اس بنا پر جب کسی قبیلہ کی نسبت یہ ثابت ہو جاتا تھا کہ وہ باندہ اور عدنانی نہیں ہو تو لا محالہ اسکو قحطانی فرض کر لیتے تھے، حالانکہ توراۃ اور تاریخ کے روسے عرب میں اور بہت سلسلے ثابت ہیں،

قحطانی اور اسماعیلی خاندانوں میں تیز کرنا نہایت آسان ہو، جنوبی عرب عموماً بنو قحطان کا مسکن ہو اور شمالی بنو اسماعیل کا، بنو قحطان کی زبان سبائی و حمیری ہو، بنو اسماعیل کی عدنانی اور نابتی، اول کا خط تحریر سند ہو، اور ثانی کا نابتی، دونوں کے نام کا طریقہ مذہبی تخیل اور دیوتاؤں کے نام بالکل مختلف ہیں،

اس نکتہ کے سمجھنے کے بعد یہ عقدہ خود بخود حل ہو جاتا ہو کہ بعض علمائے انساب حدیث خود قحطان کو اسماعیلی کیوں کہتے ہیں؟ امام بخاری کا میلان طبع بھی اور ہر ہی نظر آتا ہو، چنانچہ صحیح میں انھوں نے باب نسبتناہین الی بنی اسماعیل، ایک مستقل باب باندھا ہو، علمائے انساب میں زبیر بن بکارجی اور ابن اسحاق کی بھی یہی روایت ہو، علامہ ابن حجر بھی فتح الباری میں اسی پہلو کو راجح قرار دیتے ہیں، اس مبالغہ میں اصل حقیقت یہ ہو کہ بعض قحطانی شاخیں اسماعیلی ہیں، اور میں میں سکونت کے باعث یا کسی اور سبب سے انکو قحطانی فرض کر دیا گیا ہو،



فتح الباری جلد ۳ ص ۳۹۱

علامہ طبری تفسیر سورہ سبا ترمذی میں ایک مرفوع حدیث ہو کہ لثم، عذام، غسان، عالمہ، ازد، اشعر، حمیر، کنده، مروج، اور انار، سبا کے خاندان سے ہیں، یہ حدیث غریب و حسن ہو،

حمیر

یا

سبا کا طبقہ ثالثہ و رابعہ

۱۱۵۵ ق م — ۶۲۵

قوم تیج و صحاب لاخود

ملک یمن کا نقشہ دیکھو تو معلوم ہوگا کہ وہ مغربی و مشرقی دو حصوں پر تقسیم ہو، قطعہ مشرقی جو اندرونی ملک سے ملحق ہو، مملکت سبا ہو، قطعہ مغربی جو ایک طرف بحر عرب اور دوسری طرف بحر احمر کو چھوتا ہو، حمیر کی مملکت ہے،

اس سے تم نے سمجھا ہوگا کہ بحری تجارتوں نے سبا کو شاہ حمیر کو کس حد تک چمکا دیا ہوگا، یہی سبب ہے کہ یمن کی حکومت مشرق سے منتقل ہو کر مغرب کو چلی آئی، اور حمیر جو مغربی قبیلہ تھا، اُس نے قوت مزید حاصل کر لی، ناچار مشرقی قبائل رزق و معاش کی تلاش میں کچھ مغرب کو اٹھ آئے، کچھ یاسہ، بھرین، حجاز، عراق اور شام کو چلے گئے، یہ بھی سمجھ لو کہ حمیر، سبا سے کوئی الگ شے نہیں ہو، صرف خاندان اور موقع حکومت کا فرق ہو، زبان، مذہب اور طریق تمدن تمام چیزیں ایک ہیں، اسی لیے خود حمیر کے کتبات میں بھی بجائے حمیر کے سبا ہی مذکور ہو، البتہ مورخین یونان نے سنہ ۶۲۵ ق م میں اور اہل حبشہ نے چوتھی صدی

عیسوی میں اپنے کتبہ میں انکو حمیر کہا ہے،

لفظ حمیر علمائے انساب کہتے ہیں کہ حمیر سبا کے جانشین فرزند کا نام تھا اور اسلئے سبا کی تمام تاریخ میں وہ بجائے سبا کے ہر جگہ حمیر بولتے ہیں، لیکن اب تک جو کتبات ملے ہیں، اور جن میں سے اکثر کی بعینہ عبارتیں میری نظر سے گزری ہیں، ان میں لفظ حمیر کہیں نظر نہیں آیا، خود حمیر کے سلاطین اپنے آپ کو "ملک سبا و ذریدان" لکھتے ہیں، ان اہل حبش کے بعض کتبات میں "حمیر" اور "ارض حمیر" البتہ کہیں کہیں ملتا ہے، "حمیر" عربی اور حبشی میں "حمر" سے مشتق ہوگا، جس کے معنی سُرخ کے ہیں، اور محاورہ میں گورے رنگ کو احمر کہتے ہیں، اسکا مقابل اسود ہے، عرب "سیاہ و سپید" کی جگہ "الاسود و الاحمر" بولتے ہیں، چونکہ عرب اہل حبش کو اسود اور سودان کہتے ہیں، اسکے مقابل میں حبش عربوں کو "حمیر" یعنی گورے رنگ کے آدمی کہتے ہوں گے، ابرہہ یمن کا حبشی فاتح، اپنے ایک کتبہ میں لکھتا ہے کہ "بادشاہ حبشی حمیری فوج لیکر آیا"، موجودہ محاورہ ہند میں اسکے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ "کالی گوری و وونون پلٹنیں ہیں"۔

السنہ سامیہ اور آثار عرب کے ایک مشہور ماہر (ہالوسے) نے اپنے سلسلہ مضامین "مطالعہ زبان سبا" میں جو فرنج ایشیا تک سوسائٹی میں شائع ہوا ہے، اس موضوع پر ایک نہایت عجیب بحث لکھی ہے، اسکا خلاصہ یہ ہے کہ برائے کتبات، شاہان سبا و حمیر کا "ا" میں تحریر یہ تھا کہ وہ کتبات میں عموماً لفظ ملک (شاہ) کے بعد قلم حکومت کا اور اسکے بعد اپنے شہر حکومت کا۔

لہ جان جان ہننے اس باب میں کتبات کے حوالے دیئے ہیں، وہ فرنج ایشیا تک سوسائٹی کے جرنل سنہ ۱۸۷۳ء کے مضامین

مطالعہ زبان سبا سے اقتطاف ہیں

سنہ ۱۸۷۳ء میں دجون سنہ ۱۸۷۳ء، پیرس

سنہ دیکھو صحابہ لیل

(یا علی لعنہ) ذکر کرتے تھے، اس بنا پر جب ہکو شاہ (اذنیہ جشی کے کتبہ میں "ملک حمیریدان و ساولحین" لکھا نظر آتا ہے، تو ہم صاف کہہ دینگے کہ سب سولحین میں جو تعلق ہو یعنی پہلا شہر جو اول دوسرا قلعہ بھی تعلق حمیر اور دیدان میں بھی ہے، اس بنا پر حمیر قوم کا نام نہیں، بلکہ قلعہ شاہی کا نام تھا، اور رفتہ رفتہ اسے حکومت کا، اور پھر تمام قوم کا نام اختیار کر لیا،

لیکن ہکو متعدد وجہ سے اس تحقیق سے انکار ہے،

(۱) اس تاریخ کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ سامی قوموں میں شخص کے نام پر ایک نام لکھنے کا رواج عام تھا، لیکن ملک کے نام پر قوم کا نام کبھی نہیں رکھا گیا، اسکی متعدد مثالیں اوپر گز چکی ہیں اور خود یہاں بھی دیکھ لو، سب ایک قوم کا اصل میں نام ہے، جس کو ہاتھ صاحب بھی اس مضمون میں تسلیم کرتے ہیں بلکہ یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں، لیکن چونکہ اس قوم کا پایہ تخت شہر مارب تھا اس بنا پر خود شہر مارب کو سب لکھنے لگے جیسا کہ اذنیہ کے مذکورہ بالا کتبہ میں بھی موجود ہے،

(۲) قاعدہ یہ ہے کہ لفظ مذکور اگر کسی مقام کا نام ہو تا ہے تو اس کے پہلے لفظ "ذو" (مالک) یا لفظ "حضر" (شہر) یا لفظ "بیت" (قلعہ) آتا ہے، مثلاً خود صاحب مدوح کے شائع کردہ کتبات میں دیکھو، "ذو ریدان ذولحین" کہ یہ دو تون مقامات کے نام ہیں، "حضر عدن و بیت این" یعنی شہر عدن و قلعہ سلحین و شہر مارب، لیکن اس قسم کا استعمال لفظ حمیر کے ساتھ کمین نظر نہیں آتا، اذنیہ کے جس کتبہ کا حوالہ دیا گیا ہے اسکی عبارت بھی یوں ہے، "نحوں حمیر و ذو ریدان و ذو سب و ذولحین" دیکھو کہ اس میں بوضاحت تمام مقام اور قوم کے نام میں فرق نظر آتا ہے،

(۳) اب تک کتبات میں جس قدر شہروں اور قلعوں کے نام ملے ہیں وہ تمام تر عربی جغرافیوں میں مذکور ہیں، لیکن حمیر کا بحیثیت قلعہ یا شہر کا کمین ذکر نہیں ہے،

اسے نحوں جشی لفظ ہے جس کے معنی بادشاہ کے ہیں، اسی لفظ کو مغرب کر کے عرب نجاشی کہتے ہیں،

ملکت حمیر | تہذیب میں معلوم ہو چکا ہے کہ حمیر مغربی یمن میں بحر احمر و بحر عرب کے متصل آباد تھے، اس وقت اس خاندان پر ذوالامیر حکومت کرتے تھے، قلعہ ریدان ان کا مسکن تھا، اور اس بنا پر خطاب امارت "ذو ریدان" تھا، یہ قلعہ شہر ظفار کے متصل تھا، جو شہر صنعا کے قریب واقع ہے اور جدید حکومت کا پایہ تخت تھا، ابو عکلم مرانی اسی ریدان کے ذکر میں کہتا ہے:-

وَنَعْنِي ظَفَارَ بَنَاتِ اَبَاؤِ نَاعُزٍ
فِي كُوبَانٍ وَقَصْرِ الْمَلِكِ رَيْدَانِ

ہمارے بزرگوں نے ظفار میں عاترین حمیر کہیں
نیز کوکبان میں اور قصر شاہی ریدان" تھا

سبکی تباہی و تفرق کے بعد حمیر نے مارب تک اپنی حکومت کو وسعت دی اس وقت اس کا لقب شاہی "ملک سبا و ذوالریدان" نظر آتا ہے، ایک مدت کے بعد ان کے القاب میں "شاہ" حضرت کا بھی اضافہ ہو جاتا ہے، پھر تمام یمن، نجد اور تہامہ کی بادشاہی، القاب میں نظر آتی ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح رفتہ رفتہ انکی حکومت کا رقبہ وسیع ہوتا جاتا ہے آخر ۵۲۵ھ میں آخری حمیر بادشاہ ذوالنواس، کسوی حبشیوں سے شکست کھاتا ہے، اور تقریباً ۴۰ برس کیلئے ملک ان کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے، اسکے بعد ایرانی آتے ہیں، اور ان کے چند سالوں کے بعد تہامہ کی گھاٹیوں سے خورشید اسلام یمن میں طلوع ہوتا ہے، اور ایک دن میں تمام یمن اس نور سے منور ہو جاتا ہے،

حمیر کا زمانہ | سبا کے خاندان حمیر کا زمانہ کب سے شروع ہوتا ہے اور کب ختم ہوتا ہے؟ اس کا جواب فرض و تخمین کی بجائے کسی قدر واقعیت سے دیا جاسکتا ہے، سبا نے حمیر کے پچھلے کتبیات میں مہود بن اہد کے نام سے ایک غیر معلوم تاریخ کے سنین کا استعمال کیا گیا ہے، ۵۲۵ھ، ۵۲۶ھ، ۵۲۷ھ، ۵۲۸ھ، ۵۲۹ھ، مختلف کتبیات کے سنین ہیں ان میں سے ۵۲۵ھ کے کتبہ میں بیش کے حملہ یمن اور ذوالنواس کی موت کا ذکر ہے، یہ واقعہ عرب روایات اور رومی

بیانات کے مطابق سنہ ۶۲۵ء کا ہے، اس بنا پر یہ بالکل بدیہی ہے کہ سنہ ۶۲۵ عیسوی سنہ ۶۲۵ ہجری کے مطابق ہو، اور اس لیے سنہ ۶۲۵ ہجری کی ابتدا ۱۵۱۱ء قمری پائیگی،

یہ تحقیق ہالوے کی ہے، لیکن اس مسئلہ میں میری رائے ایک اور ہے، ہالوے کی اس تحقیق سے یہ تو البتہ ثابت ہوتا ہے کہ ۶۲۵ ہجری سنہ کی ابتدا ۱۵۱۱ء قمری سے ہوتی ہے، لیکن یہ نہیں ثابت ہوتا کہ ۶۲۵ ہجری خاندان یعنی ملک سادو و وریدان کی بھی ابتدا اسی سنہ سے شروع ہوتی ہے، کتبات میں ایک کتبہ کی عبارت یہ ہے ”لہ شرح یحصب بشیل بن شان سادو و وریدان، فرزدان فرع نہب شاہ سبا“ رومی تاریخ میں ایک حملہ میں کا ذکر ہے جو سنہ ۱۵۱۱ء قمری میں لہ شرح شاہ مارب سبا پر کیا گیا تھا، لہ شرح اس عہد میں پچھا اور بھتیجا کا نام تھا، لہ شرح یحصب اور لہ شرح یحل، ان رومی تاریخ کا لہ شرح لہ شرح یحل کو فرض کرتا ہوں، کتبہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے کہ لہ شرح یحصب سبا و وریدان کا پہلا بادشاہ تھا، رومی تاریخ سے لہ شرح یحل کا زمانہ سنہ ۱۵۱۱ء قمری سے معلوم ہوتا ہے، اس بنا پر ۶۲۵ ہجری خاندان کی ابتدا پہلی صدی کے اوسط سے پہلے نہیں جاتی، بہود بن ابہد جس کے نام کی طرف ۶۲۵ ہجری سنہ کی نسبت ہو، عجیب نہیں کہ سب کے سیاسی انقلاب کے بعد ۶۲۵ ہجری کا پہلا کاہن ہو، بابل میں یہ قاعدہ تھا کہ سنہ کی ابتدا اسلاطین کی بجائے کاہنوں سے کی جاتی تھی، یہی اصول سنہ نویسی ۶۲۵ ہجری میں بھی نظر آتا ہے،

بہر حال اگر میری رائے درست ہے، جسکی دوسرے واقعات سے بھی تصدیق ہو چکی ہے، تو یہ تسلیم کرنا ہو گا کہ سبائے ۶۲۵ ہجری کی تاریخ پہلی صدی ق م کے اوسط سے شروع ہوتی ہے، اور

۱۵ انٹیکلو پیڈیا برٹانیکا ج ۲۲ ص ۹۵۶

۱۵ انٹیکلو پیڈیا برٹانیکا ج ۲۲ ص ۹۵۶

۱۵ انٹیکلو پیڈیا برٹانیکا ج ۲۲ ص ۹۵۶

نوفواس کی موت پر ۲۵۰ء میں ختم ہوتی ہے اور اس بنا پر حمیر کی کل مدت حکومت تقریباً ۵۰۰ برس قرار پائے گی، مورخین یونان نے حمیر کا سنہ ق م میں پہلی بار ذکر کیا ہے، حمیر کے طبقات حمیری حکومت کے ۵۰۰ برس حمیر کی مسلسل تاریخ نہیں ہے، پہلی صدی ق م سے تیسری صدی عیسوی کے اواخر تک حمیر کا طبقہ اول، یا سبکا کا طبقہ ثالث فرما رہی کرتا رہا، دوسرا طبقہ تیسری صدی کے اواخر سے شروع ہوتا ہے اور ابھی چند ہی ہاتھ گزرتے ہیں، کہ اسکی جہتی چوتھی صدی کے اوسط میں مین میں گھس آتے ہیں، چند سال کے بعد حمیر ان حبشیوں کو نکال کر، پھر وطنی حکومت کی بنیاد ڈالتے ہیں، یہ طبقہ ۲۵۰ء تک جبکہ آخری بار اہل حبش فاتحانہ داخل ہوتے ہیں، قائم رہتا ہے،

سبائے حمیر کے ان دونوں طبقات میں متعدد فوق و امتیازات ہیں، دور اول کے سلاطین کا لقب ”ملک ساو وریدان“ ہے، دور ثانی میں یہ سلاطین ”ملک ساو وریدان و حضرموت“ کا لقب اختیار کرتے ہیں، اور پھر جب کوئی نیا قطعہ ملک فتوحات میں شامل ہوتا ہے، تو لقب شاہی میں اُتتا ہے اور اضافہ ہو جاتا ہے، ان القاب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دور اول میں حمیر کا قبضہ حکومت صرف مین تک محدود تھا، دور ثانی میں حضرموت تک وسیع ہو جاتا ہے، عرب مورخین کے بیان سے بھی ان طبقات کی تصدیق ہوتی ہے،

داوود من ملکہ اولاد قحطان حمیر بن	فرمان قحطان مین سے پہلے جو پہلے بادشاہ ہوا وہ حمیر
سبافقی ملیکا حتی مات ہرمٹا و تو اسارت	بن ساو، یہ آخر وقت تک بادشاہ رہا تا آنکہ بڑھا ہو کر گرا
ولده الملک بعدہ فلم یعدہم الملک	پھر حکومت اسکی نسل میں وراثت جاری رہی، اور انکی
حتی مضت قرون و صار الملک الی	ہاتھ سے نہیں نکلی، تا آنکہ چند صدیاں گزر گئیں، پھر حارث
الحارث و هو تبع الاول فمن ملکہ الیمن	الرائس بادشاہ ہوا جو پہلا تاج ہے، اس سے پہلے دو

قبل الرأش ملکان ملک بسا و ملک
بجھڑ موت فکان لا یجتمع الیما نیون
کلهم علیہما لی ان ملک الرأش فاجتمعوا
علیہ و تبعوه فقیس تبعاً،
بادشاہ ہوتے تھے ایک سبائین اور ایک حضرت مین
تمام مین ایک کی اطاعت پر متفق نہیں ہوتے تھے لیکن
جب یہ بادشاہ ہوا تو اسکی بادشاہی پر سب متفق ہو گئے
اور اسکی اطاعت کر لی اس لئے اسکا لقب تبع ہوا،

ایک اور فرق عظیم ان دونوں طبقوں میں یہ ہے کہ پہلا طبقہ عموماً ستارہ پرست ہے،
ان کے تمام کتبائے ستاروں، دیوتاؤں، اور سہیلوں کے ناموں اور یادگاروں سے
ملوہین، دوسرے دور میں سلاطین حمیر بعض عیسائی اور اکثر یہودی المذہب ہیں ایسیلئے
ان کے کتبائے دیوتاؤں کے رحمان کا نام نظر آتا ہے،

شاہان حمیر ابھی جو عبارت حمزہ صفہانی کی تم نے پڑھی، اُس سے سمجھا ہو گا کہ حارث الرأش
سے پہلے کے شاہان حمیر کی جماعت سبائے حمیر کا طبقہ اول ہے، اور حارث الرأش
سے آخر تک طبقہ ثانیہ ہے، شاہان طبقہ اول کے جو نام عربی تاریخوں میں مذکور ہیں،
اہم نہایت مختلف اور متعارض ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ اذا تعارضنا شأناً قطعاً
رد سے اُن میں سے کسی میں بھی صحت کا ثائبہ نہیں ہے، ان ناموں کی تفصیل ہم سبائے
کے ذکر میں کر چکے ہیں، مختلف مورخین کے بیانات ایک بار پڑھ لو، اور دیکھو کہ ان
ناموں کو طبقہ ثانیہ میں خود مورخین عرب نے جو نام لکھے ہیں اور جو ایک حد تک صحیح
ہیں، اور جو کتبائے مین نام ملے ہیں، ان دونوں سے زبان جنسیت، شاکرت و کیرنگی
طریقہ سمیت مین کوئی مناسبت ہے؟

۱۔ حمزہ صفہانی، ص ۱۰۸، کلکتہ

۲۔ بنایکا، مضمون سبائے حمزہ صفہانی، فصل حمیر عبداللہ عیسائی تھا، و نواس وغیرہ یہودی تھے،

مورخین عرب کے طبقہ اول حمیر کے نام	مورخین عرب کے طبقہ دوم حمیر کے نام	کتبات کے سبانی حمیری نام
حمیر	ناشر نیم	فرع ینب
امیسع	شمر عیش ابوکرب	ایشرح یحضب
امین	ابو مالک	ایشرح یحل
زہیر	الاقرن	یشیل بین
عرب	کلیکرب	کرب ایل یوہنعم
الغوث	اسد ابوکرب	ذمر علی فرح
دائل	عبید کلال	شمر ہیر عیش
عبد شمس	مرشد بن عبید	ملک یکر یوہنعم
زہیر الصوار	ولیعہ بن مرشد	ابوکرب اسعد
ذو یقدم		معدی کرب
ذوانس		مرشد اللات
عمرو		ملک امر
الملطاط		سہمی کرب
اقلیس		تبع کرب
سدو		یفرع نیم

۱۵ یہ نام حمیر کے محقق ترین ماخذ نشان بن سمید الحمیری کے قصیدہ حمیر سے ماخوذ ہیں،

۱۶ حمزہ اسفہانی فضل حمیر

۱۷ کتبات شائع کردہ ہالوس، در فرنج ایشیا نمک سو سائٹی بخط عبری، ۱۸۷۲ء

اس مقابلہ سے تم نے سمجھا ہو گا کہ سبا اور حمیر کے اصلی نام کی صحیح ہیئت کیا ہوتی ہے اور ان میں کس قسم کے جوڑ بند ہوتے ہیں، یہی سبب ہے کہ اکثر محققین تاریخ عرب نے طبقہ ثانی سے پہلے کے نام چھوڑ دیئے ہیں، حمزہ صفہانی جو عربی زبان میں تاریخ قدیم کا بہترین و محقق ترین ماخذ ہے حارث الراسخ سے پہلے کے سلاطین کا مطلق نام نہیں لیتا، کہتا ہے: واول من ملک من اولاد فحطان حمیر فرزندان فحطان میں سے حمیر بن سبا پہلا بادشاہ ہوا اور ابن سبا بقی ملک الی مات ہرمّا آخر تک بادشاہ رہا، تا آنکہ بڑھا ہو کر مر گیا، اسکی نسل میں و نوارث ولده الملك بعده فلم یعدہم وراثۃ حکومت قائم رہی اور میں کی حکومت اسی نسل ملک الیمن حتی مضت قودن زصاد میں باقی رہی، یہاں تک کہ چند صدیاں گزر گئیں الملك الی الحارث، اور حارث بادشاہ ہوا،

حارث سے پہلے کی یہی چند مہول صدیاں حمیر کا طبقہ اول ہے، شاہان حمیر اور ان کے طبقات کی نسبت ہم نے جو کچھ لکھا، اس سے معلوم ہوا ہو گا کہ حمیر کے طبقہ ثانیہ میں، اسومی (سبائی) حبش کی ایک قلیل الزمانہ حکومت کی خلیج بھی حائل ہو، عرب مورخین کو عموماً گواسکی واقفیت نہیں، لیکن شاہان حمیر کی کامل فہرست جو وہ پیش کرتے ہیں، طبقہ ثانی کے بیچ میں یعنی حارث الراسخ اور تاہنہ کے درمیان ناموں کے رنگ و بو پہچاننے والوں کو صاف حبشی یا کم از کم غیر عربی و حمیری رنگ و اثر چند ناموں میں نظر آئے گا،

نام	کیفیت	نام	کیفیت
الف ۱- حمیر	نام	۲- اسمع	مصنوعی نام
لہ ۱۰۸، کلکتہ			

نام	کیفیت	نام	کیفیت
الف ۳- امین	صحیح، لیکن نام کا مرتبہ یکساں ہے	۵- یقین بنبت ہداو	غیر عربی، شاہد ہونانی
۴- زہیر	مصنوعی	ج ۱- ناشر بنعم	صحیح نام
۵- عرب	"	۲- شمر عیش	"
۶- النوف	"	۳- ابو مالک	"
۷- وائل	ایک شاندار شاعر کی نیا نام لا کر	۴- الاقرن بن ابی مالک	مشکوک
۸- عبد مس	صحیح نام	۵- ذویحسان بن الاقرن	"
۹- زہیر الصوار	مشکوک	۶- تیج بن الاقرن	"
۱۰- ذویقدم	"	۷- کلی کرب بن تیج	صحیح
۱۱- ذوانس	"	۸- اسعد ابوکرب	"
۱۲- عمرو	"	۹- حسان بن تیج	مشکوک
۱۳- الملطاط	مصنوعی	۱۰- عمرو بن تیج	"
۱۴- اقلیس	"	۱۱- عبد کلال	صحیح
۱۵- سدو	"	۱۲- تیج بن حسان	مشکوک
۱۶- الحارث الریش	صحیح نام	۱۳- مرشد بن عبید	صحیح
ب ۱- ابرہہ و المنار	جستی نام، ابرہہ ابراہیم کا جستی نام ہے	۱۴- ولیعہد بن مرشد	صحیح
۲- افریقہ بن ابرہہ	غیر عربی نام، افریقہ کے معنی	۱۵- ابرہہ بن الصباح	جستی
۳- العبد و الارعار	شاہد افریقہ یعنی جستی ہونا	۱۶- صہبان بن محرق	مشکوک
۴- ہداو بن شریل	ایک جستی بادشاہ کا نام	۱۷- حسان بن عمرو	"

نام	کیفیت	نام	کیفیت
۱۸- ذوشنار	صحیح	۱۹- ذونواس	صحیح
۲۰- ذوجدن	"		

اس طویل فہرست میں قائمہ الف "طبقہ اول حمیرہ" لیکن تمام نام اسکے صحیح نہیں ہیں "قائمہ ب" ایک مختصر حبشی دور ہے، یہ نام بھی غیر صحیح ہیں، لیکن حبشیت کا ان میں شائبہ ہے، قائمہ ج "طبقہ دوم حمیرہ" اور قرب زمانہ کے سبب اسکے اکثر نام صحیح اور محفوظ ہیں، طبقہ اول کے صحیح نام اور زمانے شاہان حمیرہ کے صحیح نام وہ ہیں جو اب تک پتھر اور چاندی کے حرفوں میں مین کے دیراتون اور سکون میں لکھے ملے ہیں، اور جنکو بہتوں نے پڑھا ہے، اور ہر شخص جا کر پڑھ سکتا ہے، ہم نے اوپر بتایا ہے کہ طبقہ ثانی کے بعض کتبوں پر تاریخین بھی ثبت ہو جن کا حل ہو چکا ہے، بعض سلاطین کے نام رومیوں کے سیاسی تجارتی تعلق سے یونانی و رومی تاریخوں میں محفوظ ہیں اور قیصرہ روم کی معاشرت سے انکی تاریخ معلوم ہے،

اس رومی تعلق سے طبقہ اول حمیرہ میں جس کا لقب شاہی "ملک سبا و زیدان" ہے، دو بادشاہوں کی تاریخ معلوم ہے، کرب ایل Chazribael اور ایشی Elisaros کتبہ میں ایشی کی ضرب اور ایشی کی شکل دو چھابھتی جو ان کے نام ملتے ہیں رومیوں کا ایشی ان میں سے جو ہو وہ سنہ ۱۱۱۱ ق م میں موجود تھا، کرب ایل شاہ سبا و زیدان کو بریلوس مولخ (سنہ ۱۱۱۱) نے پہلی صدی عیسوی کے اوسط میں ذکر کیا ہے، کتبوں میں ایشی اور کرب ایل اور ان کے باپ اور بیٹوں کے نام بھی ملے ہیں جو ظاہر ہے کہ ترتیب میں اسکے آگے پیچھے ہونگے، بقیہ نام قیاساً اور نیچے ترتیب دیے گئے ہیں

سب سے پہلا نام التشریح یحضب قرار دیا جاتا ہے کہ کتبہ ذیل کی رو سے "ملک ساوریدان" کے لقب سے یہ پہلا شخص نظر آتا ہے

"التشریح یحضب و شیل بین شاہان ساوریدان ابن فرع نیب شاہ سا"

التشریح شاہ ساوریدان ہو اس سے پہلے اسکا باپ شاہ سیاہی طبقہ اول یعنی

شاہان "ساوریدان" کے نام حسب ذیل ہیں:

- | | |
|---|----------------------|
| ۱۔ التشریح یحضب، ملک ساوریدان بن فرع نیب ملک سا | ۵۰۔ ۳۰ ق م (فرضاً) |
| ۲۔ شیل بین، ملک ساوریدان بن فرع نیب ملک سا | ۳۰۔ ۲۰ ق م |
| ۳۔ التشریح یحلیل ملک ساوریدان بن شیل بین | ۲۰۔ ۱۰ ق م (تقریباً) |
| ۴۔ ذمر علی بین، ملک ساوریدان | ۱۔ ۳۰ ق م (فرضاً) |
| ۵۔ کربایل دتاریو بنیم، ملک ساوریدان بن ذمر علی | ۳۰۔ ۶۰ ق م (تقریباً) |
| ۶۔ ملک امر، ملک ساوریدان بن کربایل | ۶۰۔ ۸۰ ق م (فرضاً) |
| ۷۔ ذمر علی، فرج، ملک ساوریدان | ۸۰۔ ۱۰۰ ق م |
| ۸۔ فرج بنیم، ملک ساوریدان | ۱۰۰۔ ۱۲۰ ق م |
| ۹۔ ہوفعت شوع، ملک ساوریدان بن فرج بنیم | ۱۲۰۔ ۱۴۰ ق م |
| ۱۰۔ نیدو امین، فرزند ان، ہوفعت | ۱۴۰۔ ۱۶۰ ق م |
| ۱۱۔ دہبایل بجر، ملک ساوریدان | ۱۶۰۔ ۱۹۰ ق م |

لے اوسے فرنج ایشیا ملک سوسائٹی جرنل ۱۸۷۷ء مضمون مطالعہ زبان حمیر

لے یہ فرست فصل سوم اور کتبات شائع کردہ مسوہ لوسے، در فرنج ایضاً ملک سوسائٹی

جرنل ۱۸۷۷ء سے ماخوذ نقطہ ہے، ہمارے کی تاریخ عرب،

۱۲۔ لغز نوغان بے صدق، ملک سبا و ذوریدان	متفرق نام	۱۹۰۔ ۲۲۰ ع	دفعہ
۱۳۔ یاسر بے صدق، ملک سبا و ذوریدان		۱۳۰۔ ۲۴۰ ع	"
۱۴۔ ذمر علی ہیبت، ملک سبا و ذوریدان		۱۴۰۔ ۲۶۰ ع	"
۱۵۔ یاسر بنو نعم، ملک سبا و ذوریدان		۱۶۰۔ ۲۸۰ ع	(تقریباً)

طبقہ اول کے حالات سیاسی | اس عہد میں مین کو دو ہمسایہ حکومتوں سے تعلقات تھے، اکسوی حبش جو سبائی الاصل تھے، اور جو مقابل کے ساحل افریقہ پر آباد تھے، اور رومی جو مصر و شام پر حکومت کرتے تھے، اور بحری راستے سے ہندوستان کی تجارت لیکر سواحل میں پرگڈرتے تھے، اور خود اہل مین سے بھی تجارتی تعلق رکھتے تھے،

رومیوں میں بھی یہودیوں کی طرح سبا کی دولت و ثروت کی اس قدر شہرت ہو گئی تھی کہ رومن لٹریچر میں سبا کی دولت ضرب امشل بن گئی، شعرا کی دولت کی تمثیل دیتے تھے، رفتہ رفتہ طبع و حرص نے کام و دہن میں لذت اور دست و پا میں حرکت پیدا کی، سہ ق م میں آلیس گالوس *Helius Gallus* نے جو رومیوں کی طرف سے مصر کا گورنر تھا، قیصر اگستس *Agustus* کے حکم سے مین پر حملہ کی تیاری کی، انبساط جو شمالی عرب میں ان کے زیر اثر تھے، اعانت کے لیے آمادہ کیے گئے، اور بظاہر وہ بھی آمادہ نظر آئے، شاہ انبساط کا وزیر سلوس یا ثالث عرب کے بے نشان کوہ و بیابان میں رہ رہا، آخر صحرا کو ہستان مجاز طے کر کے مین داخل ہوا، ایشیاء شرح جو اس وقت یہاں کا بادشاہ تھا، حملہ کی تاب نہ لاسکا، اور قلعہ بند ہو گیا، رومی کئی روز تک محاصرہ کیے پڑے رہے، لیکن پانی کی کمیابی سے خود حملہ آور فوج کے پاؤں اکھڑ گئے، اور بحران و حجاز ہو کر ۷۰ دن کے بعد بحال تباہ و زار

مصر واپس آئی

یورپین مورخین اس مختصر اور عاجلانہ ہم کو بہت جی لگا کر بیان کرتے ہیں، کوئی فوج کے راستہ کا نشان بنا تاہو، کوئی محرت ناموں کی تصحیح کرتاہو، کوئی اسکا جغرافیہ بیان کرتاہو، کوئی اس ہم کی ناکامیابی کا سبب انبساط کی خیانت ٹھہراتاہو، کوئی راستہ کی دشوار گذاری کا عذر تراشتاہو، ڈاکٹر اسپرنگر اور یونٹ فارٹر اس کہانی کے مشہور قصہ گو ہیں، حال رومیون کی اس ناکامی کا نتیجہ یہ ہوا کہ پھر انھوں نے ادھر آگے اٹھا کر بھی نہیں دیکھا،

اکسوی جیش اس بنا پر کہ حمیر تاسر بار قابض ہو گئے ان سے جلتے تھے، جیشی کبات سے ظاہر ہوتاہو کہ دوسری صدی عیسوی سے انھوں نے یمن پر حملہ شروع کیا، اور یہ حملہ سلسلہ قائم رہا، کبھی فاتح ہو کر بڑھے اور کبھی مفتوح ہو کر پیچھے ہٹے، آخر حضرموت اور دیگر ساحلی مقامات پر موقع کی فرصت پا کر جم گئے، شمر عیش نے جس کو عرب حارث الراسی، اور شمر عیش دو شخص سمجھتے ہیں ان سے جنگ کی ہوگی اور ان سے یہ مقامات چھینے ہوں گے، کیونکہ وہ یمن اور حضرموت دونوں کا پہلا بادشاہ ہوا، اور اپنا لقب اسلئے اُس نے جمع اختیار کیا، جسکے معنی جیشی زبان میں سلطان کے ہیں، اور شاید اسی لئے قومی ہیرو کے لحاظ سے عرب اُسکو زیادہ وقعت دیتے ہیں، شمر عیش کے بعد ایک مدت تک پنج کی کڑی نہیں ملتی، جس سے قیاس ہوتاہو کہ ان کی جانشین ہو گئے، اسی بنا پر اکسومیون نے پھر دوبارہ حملہ کیا اور حمیر کو شکست دی تقریباً ۳۲۷ء سے ۳۳۰ء تک یہ مدعی فرمانروائی رہے، گو وطنی روسا بھی اپنی جگہ پر ماتحت کی حیثیت سے قائم رہے، ۳۳۰ء میں ملک یکرب نے ان کو نکال کر یمن و حضرموت پر دوبارہ حقیقی حکومت

۱۲ فارٹر، ضل آئیں، گلاس کی عربیہ، ج ۱۲

۱۳ انائیپلو پیڈیا، ریڈیکا، مضمون "سبا" و "ایتھوپیا" و "اکسوم"

قائم کی یہ حکومت ۵۲۵ء تک باقی رہی ۵۲۵ء میں اکومیون نے دوبار حملہ کر کے ان کو ہر باد کر دیا،

۳۲۰ء سے ۳۲۵ء تک جو اکومی خاندان قائم کیا گیا ہو، اسکی صحت کی متعدد دلیلین ہیں، اولاً یہ کہ اکوم کے کتبہ میں اسکا تفصیل میں کیا گیا ہو، شاہ اونیہ اور اس کے جانشین جو ۳۲۰ء سے ۳۲۵ء تک اکوم میں بادشاہ تھے، اپنے کو ”ملک اکوم و حمیر و یدان و ایشوبیا و سلونج“ کہتے ہیں حمیری کتبات میں اس عہد کے نام بلقب شاہی نہیں ملتے، عربی تاریخوں میں اس عہد کے سلاطین حمیر کے جو نام مابین شمر عیش اور ملک یرب مذکور ہیں وہ حبشی التلفظ ہیں، خود عرب مورخین بیان کرتے ہیں کہ شمر عیش کے بعد اس بنا پر حمیر طبقہ دوم یعنی ”ملوک سبا و یدان و حضرموت“ کی ترتیب یہ ہو کہ اولاد و حمیری بادشاہ ہیں، پھر چند حبشی ہیں، ان کے بعد پھر سلسلہ حمیری ہے،

طبقہ ثانیہ یا تباہہ | طبقہ ثانیہ یعنی وہ سلاطین جنکا لقب ”ملک سبا و یدان و حضرموت“ ہے، عرب انکو تہج کہتے ہیں، اور اسی کی جمع تباہہ ہے،

لفظ تہج

لفظ تہج، لغویں عرب کے نزدیک تہج یا تبعیت سے مشتق ہے،

فصارا للملک الی الحارث الراش وهو	حمیر کے بعد میں کی حکومت حارث الراش (میر عیش) کو
تبع الاول، فمن ملک الیمن قبل الراش،	لی ہی پہلا تہج ہو، اس سے پہلے دو بادشاہ یمین میں رہتے
ملکان ملک بسا و ملک بحضرموت	تھے، ایک سبا میں اور ایک حضرموت میں، تمام یمین ایک
فکان لا یجتمع الیما نیون علیہما الی	بادشاہ پرتفق نہ تھے، جب رانش بادشاہ ہوا تو سبا کی
ان ملک الراش فاجتمعوا علیہ و تبعوه	بادشاہی پرتفق ہو گئے اور اسکی تبعیت اختیار کی اسلئے

اسکا لقب تیج ہوا

فہمی پیتھا، (حمزہ، ص ۱۰۸)

ممکن ہے کہ تیج، عربی لفظ بمعنی "میتوج" ہو، یعنی "جسکی لوگ پیروی اور اطاعت کریں" لیکن یہ تحقیق جدید یہ حبشی لفظ ہے حبشی میں اس کے معنی قادر، جبار، اور صاحبِ قوت کے ہیں، حکومتِ اسلام میں ٹھیک اسی معنی و زور میں لفظ "سلطان" (قوت و غلبہ) رواج پایا ہے، اس لفظ کے غیر عربی ہونے کی تائید علاوہ اسکے کہ حبشی زبان میں یہ لفظ موجود ہے، یہ کہ عربی زبان میں اس وزن پر کوئی لفظ واحد اور بمعنی مفعول نہیں آیا، "مکتع" و "مجتد" وغیرہ الفاظ ہیں تو جمع ہیں، مبالغہ کا یہ وزن ہو تو وہ معنی مفعول نہیں پیدا کرنا، اور سب سے آخر اسکے غیر عربی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ عجمی ناموں کی طرح اس پر الف لام نہیں آتا، اگر یہ عربی صفت کا صیغہ ہوتا تو مانع الف و لام کیا ہو، لیکن یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ یہ صرف حبشی لفظ ہے، کتبات میں ملوک معین و سبا کے عہد میں معنی کم از کم ہزار سال قبل مسیح میں لفظ تیج نظر آتا ہے، ایک باو شاہ معین کا نام تیج کرب بن تیج ایل "مذکور ہے" ایک سبائی کتبہ میں "تیج جلیل ملک سبا" منقوش دیکھا ہے، دوسرے کتبہ میں "تیج کرب" بالقب شاہی نظر سے گذرا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسی معنی میں یہ لفظ صلاً سبائی و عہری ہے،

قرآن اور تیج | قرآن مجید نے قوم تیج کا دوبارہ ذکر کیا ہے، دونوں بار قوت و زور اور جبروت و عظمت کی طرف اس سے اشارہ کیا ہے، پہلی آیت میں صرف جبار قوموں میں اسکا بھی نام ہے، دوسری آیت میں قریش کی طرف رخے خطاب ہے کہ ان کو اپنی کس قوت پر ناز ہے؟ تیج اور ان سے پہلے کی قومیں کیا ان سے زیادہ توانا اور زورمند تھیں، انکا کیا انجام ہوا؟

۱۔ برائیکا، مضمون، عرب،

۲۔ اوس کے شائع کردہ کتبات میں، جسکا حوالہ پہلے گزر چکا ہے،

اَلَّذِيْنَ كَانَ يَتْلُوَ عَلَيْهِ السَّمْعٰنُ وَكَانَ يَتْلُوَ عَلَيْهِ السَّمْعٰنُ وَكَانَ يَتْلُوَ عَلَيْهِ السَّمْعٰنُ
 وَكَانَ يَتْلُوَ عَلَيْهِ السَّمْعٰنُ وَكَانَ يَتْلُوَ عَلَيْهِ السَّمْعٰنُ وَكَانَ يَتْلُوَ عَلَيْهِ السَّمْعٰنُ
 وَكَانَ يَتْلُوَ عَلَيْهِ السَّمْعٰنُ وَكَانَ يَتْلُوَ عَلَيْهِ السَّمْعٰنُ وَكَانَ يَتْلُوَ عَلَيْهِ السَّمْعٰنُ
 وَكَانَ يَتْلُوَ عَلَيْهِ السَّمْعٰنُ وَكَانَ يَتْلُوَ عَلَيْهِ السَّمْعٰنُ وَكَانَ يَتْلُوَ عَلَيْهِ السَّمْعٰنُ

ان آیات کے موقع ہستعال سے واضح ہوتا ہے کہ تبع کے معنی "مبتوع" سے زیادہ یعنی چڑھتا
 "قادروا ناسک" کے ہن تباہ کی تاریخی و مذہبی فرد گیر حالات سے حسب ذیل فصول میں بحث
 کی جاتی ہے:

تباہ کی تعداد عام مورخین اور انکی تبعیت میں عام مفسرین لکھتے ہیں کہ صرف تین تبع
 گذرے ہیں 'تبع اکبر' تبع اوسط، اور تبع اصغر تبع اکبر کا نام الحارث الراش ہے، تبع اوسط
 اسد ابوبکر کا لقب تھا، اور تبع اصغر تبع بن حسان تھا، اسکے مقابلہ میں خود حمیری مصنفین
 کی روایت ہے کہ تاریخ میں تین شریح گذرے ہیں، شراح قصیدہ حمیریہ اور نشان بن حمید
 الحمیری مصنف شمس العلوم نے روایت کے علاوہ اشعار سے اسکی تائید پیش کی ہے، لیکن
 اس مقصود شاید عام سلاطین میں ہوں گے، کیونکہ لفظ تبع جیسا کہ پہلے ہم نے لکھا ہے
 سبا اور حمیر ہر دو میں نظر آتا ہے، ورنہ تنہا اس طبقہ میں تو یہ تعداد کھینی مشکل ہو، جن
 عام مورخین نے صرف تین مخصوص تباہ کا ذکر کیا ہے شاید انھوں نے صرف مشہور ترین
 تباہ کے نام پر کفایت کی ہے،

تباہ کے نام اور زمانے تباہ جو ملک سبا و ریدان و حضرموت ہیں، عرب ان کے نام سے دیگر
 تمام گذشتہ خاندانوں سے زیادہ واقف ہیں، اور صحت کے ساتھ ان کے نام اور انکی

سلاطین شمس العلوم میں تاریخ قصیدہ حمیریہ، کتب خانہ باکلی پور

باہمی ترتیب بیان کرتے ہیں اور پھر خوش قسمتی سے کتبات میں ان میں سے اکثر اشخاص کے ناموں کے ساتھ سند حمیری منقوش ہو اسکی اعانت سے غیر معلوم تاریخ کا استنباط بھی بقرائن آسان ہے

مورخین عرب کے مطابق نام	ذرت حکومت	کتبات کے مطابق نام	ذرت حکومت
یاسر بن خنجل	۸۵ برس	یاسر ہینم	۶۲۷-۶۲۹
شمر عرش	۳۷	شمر ہر عرش	۶۲۸-۶۳۱۵
ابو مالک	۵۵	ابو مالک ؟	۶۳۱۵-۶۳۳۰
الاقرن بن ابی مالک	۵۳	{ x حبشی دور	۶۳۳۰-۶۳۵۵
ذو جیشان بن الاقرن	۷۰	{ x	۶۳۵۵-۶۳۷۲
کلیکرب	۳۵	ملک یکر بن ہیمین	۶۳۷۲-۶۳۷۵
عمر بن کلیکرب	۶۳	ذوالقرنین بن ملک یکر بن	۶۳۷۵-۶۴۰۰
اسعد ابوکرب بن کلیکرب	۱۲۰	ابوکرب اسعد بن ملک یکر بن	۶۴۰۰-۶۴۲۵
حسان بن تیج	x	شرجیل یعفر بن ابوکرب	۶۴۲۵-۶۴۵۵
عبد کلال بن ثوب	۷۴	عبد کلیل	۶۴۵۵-۶۴۵۹
x	x	شرجیل نیوف	۶۴۶۰-۶۴۸۰
مرشد بن عبید کلال	۴۱	مرشد اللات نیوف	۶۴۸۰-۶۴۹۰
x	x	معدی کرب نیم	+ - x
ولیعہ بن مرشد	۳۷	{ یس نبوت بن معدی کرب	۶۴۹۱-۶۵۰۰
ذو شتار	۲۷	{ ذو شتار	۶۵۲۵
ذو نواس	۲۰	{ ذو نواس	

تتابعہ میں کی خوش قسمتی سمجھنا چاہیے کہ بروایت عرب بھی اُن میں سے اکثر کے نام محفوظ ہیں، اور کتبات سے انکی مزید تصدیق ہوتی ہو، شمر عیش اور ملک یکر کے دو بیان کے نام نہیں ملتے اور یہ وہی زمانہ، حسین اہل جلس میں کی شاہی کا دعویٰ کرتے ہیں اور شاید صحیح ہو۔

ابو مالک کے بچنے نشان استفہام بنایا ہو، سب سے پہلے کہ آثار کی بنا پر جن مستشرقین نے ان کو تابعہ کی تہت بنائی ہے ان میں یہ نام موجود نہیں، لیکن نفس "ابو مالک" نام بدون لقب شاہی کتبات (شائع کردہ میو ہاؤس) میں موجود ہے، الحارث الراش جس کے وجود و عظمت کی تمام ہندو عرب متفقاً اطلاع دیتے ہیں، حالانکہ یہ فخر عیش کے قدیم بادشاہوں کو بہت کم نصیب ہو، تاہم اس عظیم الشان بادشاہ کے نام کا کوئی کتبہ نہیں ملتا، ہماری رائے میں "الحارث الراش" شمر عیش کی نصیحت ہو، جو شمر عیش کے نام کا جز ہے، اس بنا پر "الحارث الراش" اور شمر عیش "دو نام نہیں ہیں۔"

ہم نے جو زمانہ ترتیب دیا ہو اس میں اکثر سنیں کتبات میں ہیں، بقیہ استنباط و قیاس ہے، اصل سنیں جن سلاطین کے منقوش ملے ہیں اور جو اُن کے عہد کے کسی کار نامہ کی تاریخ ہو، وہ حسب ذیل ہیں:-

۶۲۸۱	۲- شمر عیش	۶۲۶۰	۱- یاسر شمر
۶۲۵۱	۴- شرجیل یعفر	۶۳۷۸	۳- ملک یکر بپہین
۶۲۸۰	۶- شرجیل	۶۴۵۵	۵- عبد کلیل
۶۵۲۵	۸- ذونواس	۶۵۱۰	۷- یثوف

یہ یا سہ کے حبسوی اور حمیری سنہ میں ۱۱۵ برس کا فرق ہے اگر ان سنیں پر جو

عیسوی ہین ۱۱۵ سال کا اضافہ کر دیں۔ تو حمیری سنہ ۱۱۵۸ء کا سنہ جلیل کا سنہ جدول
بالا میں ۶۲۵۸ء ہوگا اس بنا پر سنہ حمیری ۵۷۲ء ہوگا۔

کتابت میں چند اور نام جھکولے ہیں جن کے پہلے لفظ ”بحرف“ یعنی بزمانہ...“
منقوش ہو جس سے خیال ہوتا ہو کہ وہ شاید سلاطین کے نام ہیں، لیکن ان کے بعد
لقب شاہی مذکور نہیں اس بنا پر خیال ایسا ہے کہ وہ حمیری کا ہن ہوں گے، جن کی نسبت
و دستخط اور جن کے عہد و زمانہ کے انتساب سے تعمیر وں کے کتبہ عہد قدیم میں لکھے جاتے
تھے، وہ نام یہ ہیں، جو دو الگ خاندانوں میں منقسم ہیں:

- | | |
|-----------------------------|------------------------|
| ۱۔ دوا دایل بن یقہ ملک کبیر | ۱۔ تیج کرب ہشفر بن فاع |
| ۲۔ بنطایل بن عم امر | ۲۔ سہمی کرب تیج کرب |
| | ۳۔ عم کرب بن سہمی کرب |

شہر مار کے ایک قصر پر تیج کرب کا ہن ذات غفران“ بھی منقوش ہو جس سے
دوسرے خیال کی تائید ہوتی ہو اس غرض سے تاکہ نظر لے کہ حمیری نام سلاطین و امرا
کے علاوہ عام لوگوں کے بھی کس طرح ہوتے تھے ہا لوے کے شائع کردہ کتبوں سے چند نام
نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں ان کو پڑھ کر معلوم ہوگا کہ عام مورخین جو حمیر قبائل کے نام نقل
کرتے ہیں وہ کس قدر محتاج تنقید ہیں

اسد ہمین	ہی بن سہل	اسید	ارفا	کبیم	اسد قومن
داد	نوبیل بن لہیعہ	دہران	رباب یا غم	انار بن شمر	مسود
سرخ معین	سوفان	شمر بن قرین	عوام	عبد شمس بن حنظل	انار اعظم
ہرغشت فخرسان	شمر کرب بن یحییٰ	یہفرع	مودو	عمران	اوس

افسانہائے میر | رواۃ عرب تبا بعمین کی نسبت بڑے بڑے عظیم الشان فتوحات اور ملک گیری و کشور کشائی کے عجیب و غریب واقعات بیان کرتے ہیں، ایک تہج بر عظم افریقہ کا فاتح ہو، شمر عرش کی تیج کشور کشا عرب سے ترکستان تک بند ہو کر ایک شہر کو دیران کر دیتی ہو، اور اسکا نام سمر کند پڑتا ہو، یعنی شمر نے اسکی تیج و بنیاد کھود ڈالی، ایک تہج چین کی اپنی تلوار کی کاٹ دکھاتا چلا جاتا ہو، اور بہت میں اپنی بقیہ فوج چھوڑ دیتا ہو، جہاں اب تک عرب آباد ہیں، ذوالقرنین جسے مشرق و مغرب کے ڈانڈے ملا دیے تھے، اور حبکا ذکر قرآن مجید نے کیا ہو وہ یہیں کا ایک بادشاہ تھا،

افریقہ کا بیان ایک حد تک صحیح ہو، اہل حبشہ سے سلسل جنگ قائم تھی، کبھی فاتح تھے اور کبھی مفتوح، اور نہ ترکستان و چین کی فوج کشی جسکی ابن خلدون نے بھی کچھ کم ہنسی نہیں اڑائی ہو، صرف لفظ کا کھیل ہو، ”سمر کند“ (سمرقند) کے پہلے جز کو شمر عرش کے پہلے جز سے اتحاد تھا، اسلئے وہ سمرقند کا بانی یا مغرب قرار پایا، انھوں نے ”کند“ کو فارسی لفظ ”کند“ سے مشتق سمجھا، حالانکہ قدیم ترکستانی زبان میں ”گند“ شہر کو کہتے ہیں، سمر کند، تاشگند، خوگند، یہ سب ترکستانی شہروں کے نام ہیں، ترکستان کی زبان زمانہ اسلام فارسی ہو گئی تھی، لیکن شمر عرش کے زمانہ میں تو فارسی نہ تھی جو ”کند“ فارسی کندن سے ماخوذ ہوتا، چین و بہت کا نگار خانہ بھی، صرف لفظ کا تماشہ ہو، عرب بہت کو بہت کہتے ہیں، جو تیج کے بالکل قریب قریب ہو، ذوالقرنین کو صرف لفظ ”ذو“ نے، مقدونیہ سے میں پہنچا دیا، کہ ”ذو“ میں میں اکثر امرا میر کے لقب میں آتا ہو، مثلاً ذوالنہاس، ذوالسنار، ذوریدان،

لیکن زمانہ اسلام کے بعض عرب سیاحوں کے عینی مشاہدات کا کیا جواب ہو، ابن عربی بغدادی (منہجہ) کا بیان ہو کہ اُسکے زمانہ و دور و سمرقند تک شہر کے دروازہ پر شمر عرش کا چہرہ

کتبہ ایک لوسے کی تختی پر کندہ موجود تھا، لیکن افسوس کہ سیاح موصوف ہی کے زمانہ قیام میں یہ مادہ روزگار شہر میں آگ لگ جانے سے جل کر بے نشان ہو گیا! اصل میں یہ قدیم ترکی خط (ایغوری) ہوگا جو حمیری و یمنی وغیرہ خطوط کے مشابہ ہے، شہرت عام کی بنا پر اس کو ہمارے سیاح نے حمیری سمجھ لیا،

اسطرح مورخ مسعودی کا بیان ہے کہ تبت میں تیج رہ گئے تھے، اور چنانچہ خود اُسے عربی لباس وضع میں اشخاص پائے، لیکن چوتھی صدی میں جب مسلمانوں کا تمدن تمام دُنیا میں چھا رہا تھا، اور عرب تاجر، ہر کوہ بیابان میں گزر رہے تھے، تبت میں عربی لباس وضع کے وجود سے تیج کی فتح تبت پر استدلال مسعودی کے فضل و کمال سے کس قدر فروتر ہے! اگر اس قسم کے انقلابات سیاسی حقیقتہً ظہور پذیر ہوتے تو اُس عہد کی زندہ قوین اُن کے ذکر سے خاموش نہوتیں،

اسطرح کا ایک اور واقعہ قابل ذکر ہے، ایران کے کیانی خاندان میں ایک مشہور بادشاہ یککاؤس گذرا ہے، اُسے ایران سے ایک دریا کو (شاہینج فارس) عبور کر کے کشور ہا مادران پر فرج کشی کی، لیکن شکست کھائی، اور گرفتار ہو گیا، آخر رستم نے آکر یککاؤس کو رہائی دلائی، یککاؤس نے چھوٹ کر ہلاوان کی شہزادی سوداہ سے شادی کر لی، یہ وہی سوداہ ہے جس کے مکر و فریب سے گھبرا کر شہزادہ عجم سیاوش توران چلا گیا، اور وہاں مارا گیا، اور اسی کے جوش غضب و انتقام نے صدیوں تک ایران و توران کو باہم معرکہ آرا رکھا، شاہنامہ میں یہ پوری تفصیل موجود ہے، تعالٰی نے اپنی تاریخ (عز و تاریخ الفرس) میں لکھا ہے، کشور ہا مادران اصل میں کشور حمیران ہے، یعنی یمن، حمیران، حمیر کی فارسی جمع ہے، سوداہ، صحیح عربی نام سعدی کی تصحیف ہے،

تعالیٰ کے علاوہ تمام لغات فارسی میں ”ہماوران“ کے معنی لین ہی کے لکھے ہیں اس بنا پر ہمیں ان روایات کے قبول میں کوئی عذر نہیں، بشرطیکہ میں کا خاندان حمیر اور ایران کا خاندان کیانی تاریخی معاصر ثابت ہو جائے، ورنہ یہ سمجھنا چاہیے کہ حقیقتہً ایران کا کوئی اور بادشاہ ہوگا کیونکہ اس کی طرف غلطی سے نسبت ہے،

تباہی کے تہنی: سیاسی اور مذہبی حالات | ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ تباہی سے پہلے سب کے تمام طبقے ستارہ پرستی تھے، سب سے بڑا دیوتا انکا ”شمس“ اور ”المقہ“ تھا، ”المقہ“ حمیری میں چاند کو کہتے ہیں، اسکی مزید تفصیل دوسرے حصے میں آئیگی، یہاں سلسلہ بیان کے لیے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ اولاً گو اکب پرستی انکا مذہب تھا، سلسلہ عین میں کے مقابل افریقی سواحل پر مصری رومیوں کے اثر سے عیسائیت پر وبال پیدا کئے، شامی رومیوں کے ذریعہ سے میں کے اطراف میں شہر بخران نے پتہ سمہ قبول کیا، ان گرد و پیش کے اثر سے بتایہ میں بھی محفوظ نہ رہے،

ستارہ پرستی نے تو شکست کھائی گو ستاروں کے ہیکل اب بھی ویران نہ تھے، تاہم اب ”شمس“ ”المقہ“ اور ”عشتار“ کے پہلو بہ پہلو رحمان کا نام بھی آنے لگا، جو قبل اسلام یہود و نصاریٰ کے ساتھ مخصوص تھا،

یہودیت و نصرانیت، ان اطراف میں دو ہی مذہب اور صاحب الہام مذہب تھے، اور باہم میدان میں برابر کے حریف بھی تھے، گذشتہ ابواب میں معلوم ہو چکا ہے کہ رومیوں لہ برٹانیکا، مضمون ”ابی سینیا“

لہ برٹانیکا، مضمون ”سبا“ قرآن مجید کی بعض آیتوں سے (قل ادعوا للرحمن) اور احادیث سے بھی (و ادعوا خیراً صلح حدیبیہ) یہ ثابت ہوتا ہے کہ عام عرب خدا کے لئے رحمان کا لفظ استعمال نہیں کرتے تھے،

اور حبشیوں کے ساتھ بے حمیر کو کس قدر سیاسی کشمکش تھی، اس بنا پر تباہ کن حمیر عیسائیت سے زیادہ یہودیت کو ترجیح دیتے تھے، عبد کلیل کے علاوہ اور کسی تیج کا عیسائیت قبول کرنا ثابت نہیں ہو، عبد کلیل بروایت عرب بھی عیسائی تھا، اور ایک کتبہ سے بھی 'اسکا عیسائی' ہونا ظاہر ہوتا ہے، بقیہ تباہ کن کم تر سارہ پرست اور اکثر یہودی تھے، تالیخ طبری میں ہے کہ سب سے پہلے اسدرا بکر نے یہودیت قبول کی، مذہب شاہی نے عام رعایا میں بھی فروغ پایا، اور اس طرح عیسائیت اور یہودیت نے زمین میں مکر کھائی،

رومیوں نے بحری راستوں کو پیدا کر کے سب کے بازار سرد کیے تھے، اور انہماک سے تشکیل دی ہوئی تو مشرق میں مین پر حملہ آور ہوئے، اسی حمیری جو پہلے رومی مصریوں کے ہم خاک تھے، اور اب ہم مذہب بھی ہو گئے تھے، رومیوں کے اشتعال سے بار بار چھڑ چھاڑ کرتے تھے، حمیر بھی موقع سے چوکتے نہ تھے، جب موقع ملتا رومی تاجروں کو دریا میں لوٹ لیتے، شمال عرب میں ایران و روم با ہم دست و گریبان تھے، اور یہ طبعی تھا کہ حمیر ایرانوں کے ساتھ ہمدردی ہوتی، رومیوں کو اس سے وحشت سوا ہوتی تھی،

رومیوں نے اس نزاع کو بصلح و آشتی طے کرنا چاہا، چھٹی صدی عیسوی کے اوائل میں رومی قیصر، ہسٹینس نے تیج مین کے دربار میں سفیر بھیجا، تیج نے نہایت تزک و احتشام سے اپنی سطوت کا اظہار کیا، خود ایک گاڑی پر سوار تھا، جس میں ہاتھی بٹے ہوئے تھے، بدن پر ایک چادر تھی، جو سونے کی گھنڈیوں سے اٹکی تھی، ایک ہاتھ میں لہ عزہ صفائی ص ۱۳، کلکتہ،

۵۲ Hoart کی تالیخ عرب فصل سوم

۵۳ Sharpe H.P. 352 53 پرانی کالج ص ۲۶۲

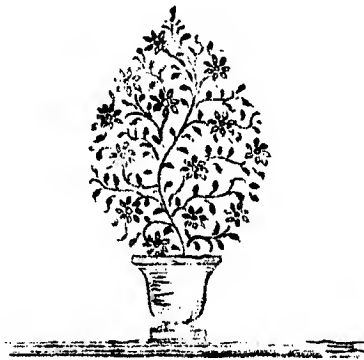
فرہال اور دوسرے مین دونیزے تھے، بازوؤں میں پیش قیمت بازو بند تھے، ارد گرد مسخ
 و رباری تھے، جو طنز و ہز کے اشعار پڑھتے تھے،

اس شان و شکوہ کے منظر میں سیفرنے قیصر کا خطا اور اسکی طرف سے دیگر تعاف
 پیش کیے، خط کا مفہوم یہ تھا کہ ان اطراف میں ایرانی فروغ نہ پانے پائیں، سیفر معمولی
 وعدہ و ایجاب کے بعد واپس آگیا،

اصحاب لاخودد! یہ پیام صلح تعصب کی آگ کو کچھ بھی سرد نہ کر سکا، اسوقت ذونواس فرماؤ
 تھا کہتے ہیں کہ اسے یہودیت کے پرجوش تعصب کا سبق تیرب کے یہودیوں سے سیکھا تھا
 جن سے اسلام نے بھی کچھ کم ڈکھ نہیں اٹھایا، رومی سوداگر تاجرانہ مین کے سوا حل تک
 پہنچتے تھے، لیکن جہان جہان گذرتے تھے اسباب سوداگری کے ساتھ عیسائیت کی سوغات
 بھی ساتھ ساتھ بانٹتے جاتے تھے، عیسائی راہب بھی مخصوص مقاصد کے ساتھ ملک میں
 دورہ کرتے تھے پہلے اترنے عدان میں اور دوسری کوشش نے بخران میں جہان پہلے
 شجر برتی زونتی تھی، عیسائیت نے برگ و بار پیدا کیے، یورپ کے جواب تھکنڈے ہیں ہی
 پہلے بھی تھے، مذہبی اور سیاسی اغراض پر تجارت کا پردہ ہمیشہ ڈالا کیے ہیں، یہی پردہ
 اسوقت بھی ڈال رہے تھے ان تدابیر سے بخران میں مین عیسائیت کا مرکز قرار پایا تھا یعنی
 رومیوں اور حبشیوں کی مذہبی و سیاسی امیدوں کا وہ ماویٰ بن گیا تھا، حمیری یہودی
 اسکو دیکھتے تھے اور دوزخ و جوش سے بھرتے تھے،

اتفاق وقت اشتغال طبع کیلئے ایک عجیب جیلہ پیدا ہو گیا، جواب بھی نہایت کثیر الوقوع
 ہی، بخران میں ایک راہب کا مقام تھا، ایک لڑکا اُس راہ سے اکثر گذرتا تھا راہب اسکو

اس واقعہ کو عیسائیوں نے بھی یاد رکھا جو اسی عہد میں شام کے عیسائی اس قصہ کو قید تحریر میں لائے ہیں، ان کے بیان کا خلاصہ حسب ذیل ہے، جس میں یقیناً بعض تاریخی غلطیاں بھی ہیں، تجاڑے کے سبب سے اہل حبش اپنا نائبین نہ بھیج سکے، ذہن تو اس نے حکومت غضب کر لی، اور عیسائیوں کو مذہب کی خاطر بہت دکھ دیا، علاوہ ازیں بحر ان پر فوج کشی اور خلاف وعدہ شہر پر قبضہ کر لینے کے بعد ایمان عیسائیوں کو آگ اور تلوار سے برباد کر دیا،



اصحاب الفیل یا سبائے حبش

کَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ

گذشتہ فصل میں سبائے حمیر کے تعلق سے اہل حبشہ کا نام کئی بار آیا، اس فصل میں ان پر مفصل بحث کرنا ہی، قرآن مجید میں انھیں کا نام اصحاب الفیل مذکور ہوا ہے، لیکن واقعہ فیل کے بیان سے پہلے، خود اصحاب الفیل کی حقیقت اور قیست سمجھ لینی چاہیے، حبش کی اصلیت یاد ہو گا کہ ہم نے قدیم سبا کی آبادی، افریقہ میں اور شمال عرب میں جگہ بتائی تھی، میں اور افریقہ کے درمیان بحر احمر اور بحر عرب کے گوشے حائل ہیں، جبکہ عرب جغرافیہ نویس بحر حبش کہتے ہیں، میں کے مقابل افریقی سواحل پر سبا کی تجارتی نوآبادیاں تھیں، جبکہ وجود کے دلائل سبا کی نوآبادیوں کے بیان میں گذر چکے ہیں، یہ نوآبادیاں بالکل میں کے مقابل واقع ہیں، اور خشکی کی راہ سے مصر و سودان کے ساتھ بخط مستقیم، ملحق و متصل ہیں، اس تقابل اور اتصال کی بنا پر یہ مقامات ہمیشہ مصر اور لین سے متاثر رہے ہیں، چنانچہ زمانہ قدیم سے اب تک یہ مذہباً مصر کے ماتحت اور قومیت و تمدن کے لحاظ سے عربوں کے زیر اثر ہیں،

اس قطعہ ارض کو یونانی، ایتھوپیا، اور عرب حبش کہتے ہیں، اسی حبش کی مسخ شدہ صورت "ابی سنیا" ہے، جو یورپ جا کر بجائے سپید ہونے کے اور زیادہ سیاہ ہو گئی ہو۔ عربی میں لفظ "حبش" کے معنی اختلاط و امتزاج کے ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عربوں کے نزدیک یہ ایک مزوج النسل اور مختلط النسب قوم تھی، اسی قسم کا ایک قبیلہ مکہ کی پہاڑیوں میں آباد تھا، عرب اسکو بھی احابیش کہا کرتے تھے،

یہ قوم کن اقوام و قبائل کا مجموعہ تھی، تاریخ و علم الانساب اسکے ذکر سے خالی ہو، ناچار کسی مجموعہ التاریخ قوم کی دریافتِ حال کے جو ذرائع ہیں ان سے کام لینا چاہیے، یہ ذرائع علم الاقوام، علم الاسنہ اور قرآنِ حال ہیں،

علم الاقوام کا جس کے ذریعہ سے دو قوموں کے جوڑ بند، چہرہ مہرہ اور خوبو کو دیکھ کر ان کے اتحاد و نسل و جنسیت کا راز آشکارا کیا جاسکتا ہو، بیان ہو کہ "یمنی عرب اور اہل حبش کی جسمانی ساخت میں اس قدر شدید مشابہت ہو کہ یہ دونوں میں ایک ہی نسل سے متفرع نظر آتی ہیں"

علم الاسنہ کی شہادت اس سے وضع تر ہو، جرمن منشرق نولڈ کی السنہ سائے کا جس سے زیادہ بڑا ماہر اسوقت تمام یورپ میں موجود نہیں، لکھتا ہے:

"حبشی (ایتھوپیا) زبان و خط، سبائی سے قریب و مشابہ ہو اہل حبش (اکسوم)

بالکل ساسی نہیں ہیں، بلکہ اصلی باشندوں کے ساتھ عرب کے مختلف قبائل مختلف

تطاع کے مل گئے ہیں"

و اتنا کا مشہور پروفیسر مولر جس کا "سبا" مخصوص مضمون مطالعہ و تحقیق ہو،

کہتا ہے:

سبکی نوآبادیوں کا ذکر حبش میں ہو، حبشہ جنوبی عربوں (اہل یمن) سے
آباد ہوا ہو، جیسا کہ اُسکی زبان و خط سے ظاہر ہوتا ہو، اور جو فرق ہو وہ صرف
ایک زمانہ تک کے انحراف کا نتیجہ ہو، اہل حبشہ یمن سے عربی اثر اور اعلیٰ اختلاط
صاف نظر آتا ہے،

ایک اور جرمن مصنف جو مشاہیر علمائے السنہ میں سے ہے، یعنی بروکلمان
Abraham L. Schlegel وہ اپنی تصنیف "السنہ سامیہ"
Semitique Linguistique میں شہادت دیتا ہے:

جنوبی عرب زبان سے ملتی جلتی ایک اُس سامی قوم کی زبان ہو جو جنوبی
عرب (یمن) سے نکلا، ملک حبش میں آکر آباد ہوئی، جو جنوبی عرب کے مقابل
واقع ہو، یہ سامی عرب حامی قوم سے (جو اصل افریقی قوم ہو) بالکل مختلط
ہو گئے، جنوبی عربوں کے اس انتقال مکانی کی کوئی صحیح تاریخ نہیں معلوم،
لیکن بہر صورت وہ حضرت عیسیٰ نے بہت پہلے واقع ہوا ہوگا،
انسانی کلچر پیڈیا ریٹرانیکا کا مضمون نگار عرب، اس مسئلہ کی نسبت لکھتا ہے:
اس زمانہ کے پچھلے حصہ میں اہل حبش جو قدیم زمانہ میں عرب سے منتقل ہو کر
عرب کے مقابل افریقی سواحل پر آباد ہو گئے تھے، وہ تقریباً سنہ ۷۰۰ء میں واپس آئے
ہوئے معلوم ہوتے ہیں،

۱۵ انسانی کلچر پیڈیا ریٹرانیکا، مضمون "سب"

۱۶ کتاب مذکور فریج ترجمہ ص ۴۵، پیرس، سنہ ۱۹۱۷ء

شریڈر Schrader ایک جرمن محقق السنہ سامیہ، لکھتا ہے:

شمالی عربوں کو عرب وسطیٰ میں چھوڑتے ہوئے، یہ مہاجرین جزیرہ نما کے جنوبی ساحل پر آباد ہوئے، جہاں سے، ایک جماعت اُن کی دریا کو عبور کر کے افریقہ پہنچ گئی، اور حبشہ میں خیمہ زن ہوئی،

ولیم رائٹ Wright جو کیمبرج یونیورسٹی کا عربی پروفیسر تھا اپنے قواعد السنہ سامیہ میں، اپنا اعتقاد یہ ظاہر کرتا ہے،

میں سے دریا کو قطع کر کے افریقہ میں، ہم جزیرہ یا تہوپی یعنی حبش، حیرہ کی ایک قدیم آبادی کی زبان سے دوچار ہوتے ہیں،

قرآن حال یہ ہیں کہ تاریخ جب سے ملک حبش سے واقع ہو، عربوں کے اثر کے ذکر سے خالی نہیں ہو، آرمینی میڈروس (منشیہ ق م) ایک یونانی سیاح بیان کرتا ہے:

”سبکا بادشاہ اور اسکا ایوان مارب میں ہو،.... بعض لوگ ویسی اور پروسی بخورات

اور مسالون کی تجارت کرتے ہیں جو مقابل کے افریقی سواحل سے لائے جاتے ہیں، جہاں سبکے لوگ چڑے کی کشتیوں پر بیٹھ کر دریا کے پار چلے جاتے ہیں،

پیرسپلوس Preplus (منشیہ) جو آرمینی میڈروس کے تقریباً سو برس کے بعد

تھا وہ اس سے بھی زیادہ قوی تر شہادت پیش کرتا ہو، وہ کہتا ہو کہ ”افریقہ کے بعض سواحل سب (طبقہ نالٹہ) کے زیر حکومت ہیں“

علم الآثار کی شہادت کا اگر ہم اضافہ کریں تو معلوم ہوگا کہ سبائی خطائیں حبش کے

۱۷ کتاب مذکور ص ۲۹ Wright. P. 9.

۱۸ برٹانیکا مضمون ”سب“

۱۹ ذکر کی تاریخ اقوام قدیمہ، فصل ”عرب“

ملک میں کتبات بھی ملے ہیں، جنکا ذکر آگے آئے گا،

یہ تو اسلام سے پہلے کی شہادتیں ہیں، اسلام نے ابھی ۶ برس کی عمر بھی نہیں پائی تھی کہ، مسلمانوں نے تمام دنیا کو چھوڑ کر صرف ملک حبش کا رخ کیا، حبش کا صوبہ بلع جس کو آجکل شمالی لینڈا در اسیریا کہتے ہیں، وہ ہمیشہ تاریخ اسلام میں عرب قوت کا مرکز رہا ہو اور اب بھی حبش اور تمام افریقی سواحل صرف عربوں سے متاثر ہیں، شہر کے شہران کے آباد ہیں، زبان تک عربی کی نقل ہے، لباس و طعام و تمدن کی ہر گئی تو ادنیٰ چیزیں ہیں،

ان دلائل و شواہد کا خلاصہ نتائج یہ ہے کہ مین کے مقابل افریقی سواحل پر قدیم زمانہ سے سبا کی تجارتی آبادیاں تھیں، جہاں انکی بدولت مین کی طرح تمدن کی روشنی پھیلنی شروع ہو گئی تھی، سبا کے طبقہ اول (مکارب سبا) و طبقہ دوم (ملوک سبا) کے بعد طبقہ سوم (سبائے حمیر) نے مین میں مسیح سے تقریباً سو برس پہلے ظہور کیا، اس انتقال خاندان شاہی نے سبا کی افریقی نوآبادیوں میں خود سری کا خیال پیدا کر دیا، باہم معرکہ آرائیاں ہوئیں، یہ غالب ہوئے تو یہ اپنے کو بادشاہ مین لکھتے، اگر وہ غالب ہوتے تو وہ اپنے کو فاتح حبش کہتے، یہی سبب ہے کہ اس قسم کے کتبات و واقعات دونوں طرف ملتے ہیں،

بہر حال ان سبائی عربوں نے اصل افریقی (حامی) قبائل کے اختلاط و امتزاج سے جو نئی قومیت پیدا کی، انھیں کا نام عربی مین حبش، یونانی مین ایثیوپین، یوہین زبانوں میں ابی سیٹین، اور خود انکی زبان میں حیزہ، حبش کے سبائی الاصل ہونے پر سب سے بڑی لیکن تعجب انگیز دلیل یہ ہے کہ حبشی زبان میں ”سبا“ کے معنی ہی انسان کے ہیں، جسطرح آدم کے بیٹے

۱۔ تمام عربی تاریخوں میں مذکور ہے کہ افریقہ نے افریقہ فتح کر لیا تھا،

۲۔ برائیکا، مضمون ”سبا“

مردمی“ اور انسان کو ایک سمجھتے ہیں، حبش کے ایک ابتدائی بادشاہ کا نام ذو شکار تھا جو بالکل یعنی طرز کا نام ہے“

حبش و حمیر حبش و حمیر کے سیاسی تعلقات کی کشاکشی اُسی وقت سے نظر آتی ہے جبکہ سبائے حبش اور سبائے حمیر بالاستقلال الگ الگ خاندان قائم کرتے ہیں، حبش کے سوا حل پر شہر ترلیع میں ایک کتبہ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دوسری صدی عیسوی کے اوائل میں نجاشی مدعی ہو کہ اُسے سبا کے ملک تک عرب میں جنگ کی، چوتھی صدی کے اوائل میں جب حبش میں مذہبی انقلاب پیدا ہوا تو مذہب عیسوی کے نئے پیروؤں کے دل و فوجوش سے لبریز تھے، شاہ اذنیہ جو حبش کا پہلا عیسائی بادشاہ تھا، اور نیز اسکے جانشین اپنے کتبات میں اپنے نام کے ساتھ یہ القاب لکھتے ہیں، ”شاہ اکسوم و حمیر و میدان و حبشات و سبا و ترلیع“۔ یہ طرز القاب تقریباً اس وقت سے ششہ تک قائم رہتا ہے، اور عجیب یہ ہے کہ اصل سلاطین حمیر کے سلسلہ کی چند کڑیاں بیان سے گم ہیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہان حبش کا ادعا غلط نہوگا، (دیکھو فرست سلاطین حمیر)

۳۵۸ء میں قیصر قسطنطینوس نے اذنیہ کے نام خط بھیجا تھا، اور اسی عہد میں اذنیہ یمن پر حملہ آور ہوتا ہے، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ حملہ رومیوں ہی کے اشارہ سے ہوا تھا، حبش و حمیر میں اب صرف خاندانی و سیاسی اختلاف نہ تھا، بلکہ سب سے زیادہ مذہبی تعصب اب اس نخل کی سیرابی کر رہا تھا، حبشیوں کی یمن پر یہ پہلی حکومت زیادہ دن تک قائم نہ رہ سکی ششہ میں اسکا خاتمہ ہو گیا،

۱۷ برٹانیکا مضمون ”ایتھوپیا“

۱۷ برٹانیکا مضمون سبا، ایتھوپیا، ادابی سینا، واکسوم،

اکسوم کے نجاشی | ان مخلوط سبائی عربوں کا پایہ تخت شہر اکسوم تھا، جو ملک حبش کے صوبہ "تجرے" میں ۱۴ درجہ ۷ دقیقہ ۳۲ ثانیہ بطرف شمال، اور ۳۸ درجہ ۳۱ دقیقہ ۱۵ ثانیہ بطرف مشرق واقع تھا، اور جہاں اب تک اُسکے کھنڈر باقی ہیں، اہل حبش اس کو نہایت مقدس شہر سمجھتے ہیں، شاہان حبش کی تاج پوشی انقلاب حکومت کے بعد بھی اب تک یہیں ہوتی ہے،

تقریباً اسی زمانہ میں جبکہ سبائے حیر نے ریدان میں اپنی مستقل حکومت قائم کی، سبائے حبش نے اکسوم میں ایک خاندان شاہی کی بنا ڈالی، جو اُس وقت سے چھٹی صدی ہجری تک یعنی تقریباً ۱۲۰۰ تک قائم رہا، اسکے عروج و کمال کا زمانہ چوتھی اور پانچویں صدی ہجری عربوں میں شاہان حبش کا لقب نجاشی ہو جو درحقیقت "نجوس" کی تقریب ہے، جس کے معنی حبشی زبان میں بادشاہ کے ہیں، نجاشی جبکہ عہد میں تین فتح ہوا، نجاشی جبکہ ملک میں صحابہ نے ہجرت کی، نیز جسے اسلام قبول کیا، اور آنحضرت صلعم نے جس کے جنازہ کی غائبانہ نماز پڑھائی وہ اسی خاندان اسی ملک اور اسی شہر کے بادشاہ تھے،

مصر کے تعلق و ہمسائیگی سے، شاہان حبش، یونان و روم کے تمدن سے بہت متاثر رہے ہیں، اکسوم اور حیر کے اس عہد انقلاب میں مصر کے مالک رومی تھے جبکہ مذہب عیسوی اور زبان علمی یونانی تھی، اس زمانہ کی حکومت کی واقفیت کا ذریعہ اسی شہر کے کھنڈر کے چھ کتبے ہیں، جو حال میں دریافت ہوئے ہیں، پہلا کتبہ یونانی زبان میں ۵۴۵ء کا لکھا ہے، دوسرا کتبہ سبائی زبان میں ۵۸۵ء (علی عیدہ) بادشاہ حبش کا ہے، تیسرا کتبہ بھی اسی بادشاہ کی یادگار ہے، لیکن حبشی زبان میں ہے، چوتھا یونانی سبائی

اور حبشی تین زبانوں میں ہی پانچواں کتبہ شاہ اذینہ بن یلہ امیداکا ہو چھٹا سب سے
اخیر زمانہ کا ہو

یہ خاندان اولاً اہل یمن کی طرح بُت پرست تھا، شاہان روم کے تعلقات نے
مصر کے ذریعہ سے یہاں عیسائیت کو فروغ دیا، چوتھی صدی عیسوی کے اوائل میں
اسکندریہ کے ایک بشپ نے اُسکو اپنے مشن کا مرکز قرار دیا، سن ۳۳۶ء میں سب سے پہلے
اذینہ نجاشی حبش نے عیسائیت قبول کی، قیصر کنستینٹینوس نے سن ۳۲۵ء میں اُسکو خط لکھا،
اسی سے متصل وہ زمانہ ہو کہ رفتہ رفتہ حمیر بھی ستارہ اور بت پرستی سے ہٹ کر عیسائیوں کی
کوششوں کے علی الرغم یہودیت کی طرف مائل ہو رہے ہیں

یمن کا آخری سقوط حبش دین کی باہمی معرکہ آرائی کو چوتھی ہی صدی سے شروع ہو گئی تھی
لیکن یمن کا آخری سقوط چھٹی صدی کے اوائل میں ہوا، اسکی تفصیل یہ ہو کہ ذوقوس
نے جب بحران کے عیسائیوں کو آگ کے گڈھون میں ڈھکیل کر مار ڈالا، تو اطراف کے
تمام عیسائی غصہ سے جل گئے، دوس بن ثعلبان شن کے ایک عیسائی امیر نے نجاشی
کے ہاں فریاد کی، نجاشی نے قیصر روم کے اشارہ سے یمن پر فوج کشی کی، اور سن ۳۵۶ء
میں آخری بار یمن کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گئے، یہ عرب مورخین کا بیان ہو، اس
مقدمہ کے ایک فریق عیسائی رومی بھی ہیں، اُن کا بیان بھی سننے کے لائق ہوگا،
تھیوفاؤس اسی عہد کا ایک مورخ بیان کرتا ہے،

چھٹی صدی کے اوائل میں رومی تاجروں میں سے گز رہے تھے، حمیر نے اُن ظلم کیے،
بعضوں کو مار ڈالا، اس واقعہ سے تمہارت بند ہو گئی، اہل حبش کو یہ فعل ناگوار لگتا
ہوا، شاہ حبش کی سرداری میں اہل حبش بھرا حمر کو عبور کر کے حمیر سے معرکہ آرا ہوئے

اور حمیری بادشاہ و میا نوں (دو نو اس) کو مار ڈالا اور قیصر حبشین کے ساتھ اس شرط پر معاہدہ کیا کہ تمام باشندگان اکسوم عیسائی ہو جائیں اور اسکندریہ سے اُن کے لئے ایک ہشپ مقرر ہو

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (طبع یازدہم) کا مضمون نگار رابی سینیا لکھتا ہے:
 چھٹی صدی میں حمیر نے عیسائیوں کو سخت تکلیف پہنچائی اور حبشین اول نے
 شاہ حبش کو جس کا نام کالب الاصبح تھا لکھا کہ ان کی مدد کرے چنانچہ اُس نے
 حمیر کے ہاتھ سے یمن لے لیا

عربی اور یونانی دونوں روایتوں سے متفقاً یہ ثابت ہو کہ یہ حملہ قیصر روم کے اشارہ سے ہوا تھا اس حملہ کی غرض کیا تھی؟ عرب کہتے ہیں کہ صرف مذہبی غرض تھی رومیوں کا
 ظاہری بیان یہ ہے کہ اس سے مقصود صرف تجارتی راستوں کی حفاظت کی تھی لیکن اصل
 کے شروط خود یہ بیان کرتے ہیں کہ تمام اکسومی عیسائی ہو جائیں گے اور حمیر کے آخری ابوابین
 گذر چکا ہے کہ حمیر چونکہ ایران کے طرفدار تھے اسلئے بھی وہ رومیوں کی آنکھ میں کھٹکتے تھے
 اسی لئے اہل حبش کے مقابل میں اہل ایران امداد کے لئے آمادہ نظر آتے ہیں

عرب مورخین کا بیان ہے کہ دو نو اس شاہ یمن نے ان حملہ آوروں کا سوا حل عدل
 و حضرموت میں استقبال کیا اور بقوت نہیں بلکہ یہ تدبیر و حیلہ ان کو اس قدر سخت شکست دی
 کہ مجبوراً ان کو حبش واپس لوٹ جانا پڑا یونانی عیسائی کہتے ہیں کہ وہ حمیریوں کو سزا دیکر واپس
 پھر گئے ہمارے نزدیک یہ کوئی اختلاف بیان نہیں "فرار" اور "بصلحت" کا میاب واپسی
 عیسائی ڈکٹری میں اس اُنیسویں صدی میں بھی مراد لفظ قرار دئے جاتے ہیں
 اہل حبش جنگ کا ساز و سامان درست کر کے پھر دوبارہ اس زور و شور سے حملہ آور

ہوے کہ حمیر کے پاؤں اکھڑ گئے، ذونواس نے بھاگ کر گھوڑے کو دریائے دیا، لیکن ساحل
 تک سلامت نہ پہنچا، اسکا قافلہ مقام ذوجدن ہوا، اور اسکا بھی یہی حال ہوا، ذونواس
 اٹھا، لیکن افسرہ ہو کر رہ گیا، اہل حبش اب تنہا مین کے مالک بن گئے، اور اس طرح بہتر پس
 تک یعنی ۵۲۵ء سے ۵۹۰ء تک، یا آسانی کے لیے سترہ ۶۰۰ء تک کہو قابض رہے
 مین کے فاتح اور پہلے حبشی گورنر کا نام عربوں مین ارباط مشہور ہے، اور بعض ارباط
 کہتے ہیں، اول مشکوک ہو اور ثانی یہ تحقیق غلط ہے، یونانی مولخ اس فاتح کا نام سمیعوس
 اور اس عہد کے نجاشی کا نام الیباس بتاتے ہیں، قسطنطنیہ نے عثمانی دارالامین مین
 کے ایک کتبہ کا ٹکڑا کھنڈا، جو رحمان اور کرسٹوس غلبان کے نام پر ختم ہوتا ہے، رحمان نصاریٰ
 عرب مین خدا نام تھا، کرسٹوس یعنی کرایسٹ (حضرت عیسیٰ کا یونانی نام غلبان) فاتح
 غالب، حضرت عیسیٰ کی صفت ہے، اس کتبہ مین ایک بادشاہ مین سمیع اشوع اور
 سملکان یا آجہ شاہ حبشات کا ذکر ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شام حبش کا یونانی تلفظ نام
 لے اصل یہ ہے کہ ابرہہ صحیح عربی و عیسائی روایت کے رو سے دوسرا گورنر ہے، تفصیل آگے ہے، ابرہہ کے چل کر باغی
 ہو جاتا ہے، اسکے مقابلے کے لیے ارباط آیا ہے، اور ناکامیاب واپس گیا ہے، طبری کی ایک روایت یہ ہے کہ اول
 ارباط فتح مین کے لیے آیا، لیکن ناکامیاب گیا، پھر نجاشی نے ابرہہ کو بھیجا، اور اُس نے فتح کیا، اسکے بعد ابرہہ باغی
 ہو گیا، اسکے مقابلے مین حبش سے ارباط بھیجا گیا، اور وہ دھوکے سے مارا گیا، یہ روایت صحیح نہیں ہے، کیونکہ ۵۲۵ء
 کا واقعہ ہے، اسکے بعد ۵۹۰ء مین واقعہ فیل پیش آیا ہے، جس مین متفقاً ابرہہ موجود تھا، اس کی مدت امارت ۵۳ برس
 قرار پاتی ہے، حالانکہ ۵۳ برس سے زیادہ نہیں، اس لیے اور روایت مین صحیح ہیں، جن مین ابرہہ ۵۹۰ء مین نجاشی
 کی اجازت سے نہیں بلکہ زبور مین کا گورنر بلکہ مستقل بادشاہ بن جاتا ہے،
 لے انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۱ مضمون عرب "فصل تاریخ"

”الیاس“ حقیقت ”یلا صبح“ ہو جسکو عرب الاصبح کہتے ہیں، اور ”اسمیفوس“ کی اصل ”سمیف“ ہی
عدن کے قریب حصن غراب میں ایک اور کتبہ ہے جس میں سُمیف اور نیز اُس کے (طکون کا نام
بوضوح تمام مذکور ہے، اصل ترجمہ یہ ہے:

”سُمیف اشوع اور اُس کے لڑکے شرجیل کمل اور معدی کریان نے یہ بادگاری کتبہ حصن
غراب میں لکھا جبکہ اُنھوں نے اپنے قلعہ اور شہر پناہ میں درست کین، اور اس میں پناہ گزین
ہوئے، اور حبش نے میں فتح کیا، اور باشندوں پر غالب کئے اور تجارت کی راہ کھولی
اور بادشاہ حمیر کو قتل کیا، ماہ جنن سن۱۲۵۰“

سن۱۲۵۰ یعنی تاریخ ہے، حسب تعدیل سابق (دیکھو حمیر کا زمانہ) یہ سنہ ۵۲۵ء کے مطابق
ہوگا، جو عین فتح کی تاریخ ہے، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اولاً تو کتبہ کی عبارت اگر وہ صحیح ہو
گئی ہو تو فاتح ہونا نہیں ظاہر کرتی، کہ فاتح کو پناہ گزینی کی کیا ضرورت ہے؟ ثانیاً ”سمیف اشوع“
”شرجیل کمل“ اور ”معدی کریان“ تینوں خالص سبائی حمیری نام ہیں، پھر ابراہیم کتبہ سعدی
میں معدی کرب بن سُمیف ایک ذوالینر فی امیر کا نام ملتا ہے، عثمانی دارالآثار کے کتبہ سے سُمیف
کا عیسائی ہونا بھی ثابت ہوتا ہے، جو حمیر کا مذہب نہ تھا، ایک بات سمجھ میں آتی ہے ممکن ہے کہ صحیح
ہو، حسب روایت طبری ذوالینر آخری شخص تھا جو حبش کے مقابلے کے لئے اُٹھا تھا،
لیکن چاروں طرف دیکھ کر مایوس ہو گیا، ابراہیم کے کتبہ سعدی کے مطابق معدی کرب اور سُمیف
اُسی کے خاندان سے تھے، دارالآثار عثمانی کے کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُنھوں نے عیسائیت
قبول کر لی تھی، حصن غراب کے کتبہ میں ان کی عیسائیت نہیں ظاہر ہوتی، لیکن خوف زدہ
ہو کر قلعہ بند ہونا ثابت ہوتا ہے، اسلئے قیاس یہ ہو کہ اولاً یہ اہل حبش کے غلبہ سے ڈر کر حصن غراب
میں بیٹھے، پھر مجبور ہو کر عیسائی ہو گئے، اور میں اُن کو واپس دیکر حبش جیسا کہ کہتے ہیں، پھر گئے۔

سہ طبری کہ روایت ہے کہ فاتح میں (ابراہیم) نے ذوالینر کی نبوی زبردستی چھین لیا، میں رکھ لی تھی، معدی کرب سُمیف بن

بھروسہ سری بارجش آئے اور خاص اپنی حکومت قائم کی، حبشی گورزوں نے اپنا پایہ تخت شہر صنعا کو قرار دیا جو ریدان و ظفار کے پہلو میں تھا، یہ شہر اب تک باقی ہے اور امرائے یمن کا دارالامارت ہے، اہل عرب میں آب و ہوا کی خوشگوار سی، مناظر کی دلفریبی، اور محاسن فطرت کی دلکشی میں ہمیشہ سے ضرب المثل ہے،

عیسائیت و یہودیت کا تضاد | مسیحی فاتح، یہودی حکمرانوں سے کچھ زیادہ بہتر نہیں ثابت ہوئے، مورخین عرب کا بیان ہے، کہ مسیحی فاتحین نے یہودیوں کو سخت تکلیفیں پہنچائیں، اشاعت مذہب میں قتل و ظلم و تعذیب و تعدی کسی فعل سے احتراز نہیں کیا گیا، عیسائی ان دردناک واقعات کے بیان سے خاموش ہیں، لیکن ایک عجیب و غریب یہودی و عیسوی مناظر کا ذکر کرتے ہیں، حمیری یہودیوں نے عیسائیوں کو چیلنج دیا کہ باہمی مناظرہ سے صحتِ مذہب کا فیصلہ کیا جائے چنانچہ عیسائیوں کی طرف سے جرجینتوس (جرج) شہر ظفار (ظفار) کا بشپ، اور یہودیوں کی جانب سے ہربانوس (حرب) وکیل مقرر ہوئے، تین دن تک بادشاہ کے حضور میں مجلس مناظرہ گرم رہی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہوا،

ہربانوس نے کہا کہ شہر ناصرہ کا یسوع اگر حقیقت میں زندہ ہے اور آسمان پر اپنے پرستاروں کی دعائیں سن رہا ہے تو کہو کہ اس وقت ہمارے سامنے آئے، یہودی بھی چاروں طرف سے بیک آواز چلائے کہ ہاں اپنے یسوع کو دکھاؤ، ہم فوراً ایمان لائیں گے، ناگاہکی چمکی آسمان پر اڑا کا ہوا، اور یسوع جلال کی شاعین میں ارغوانی بادل کے اندر ہوا میں نمودار ہوا، ہاتھ میں تلوار تھی، سر پر گران بہا تاج تھا، مجمع کے برابر کھڑی ہو کر بڑی آواز میں گویا ہوا، ہاں دیکھو، میں تمہاری نگاہوں کے سامنے ہوں، مجھی کو تمہارے باپ داداؤں نے مار ڈالا تھا، عیسائیوں نے گڑگڑا کر کہا، خداوند اے خداوند! ہمپر رحمت ہو، تمام یہودی

اندھے ہو گئے، پھر جب تک ہتسمہ نہ پایا آنکھیں نہ ملیں،

عربی روایتوں میں اس قصہ کا ذکر نہیں، لیکن اسی کے مقابل میں یہ قصہ البتہ مذکور ہے کہ جب شیخ ابو کرب نے یہودیت قبول کی تو یمنی ستارہ پرستوں نے اس مذہب کی صحت تسلیم نہ کی، آخر معاملہ اس پر محمول ہوا کہ فلان غار سے ایک آگ نکلتی ہے جو ناحق کو جلا دیتی ہے اور اہل حق کا بال بھی بیکانہیں کرتی چنانچہ یہودیوں کے اجبار اور بت پرستوں کے کا بن توراة اور اپنے بت ہاتھ میں لیکر گئے، وقت مقرر پر آگ بجلی، دنیا دھوان سے تاریک ہو گئی، جب روشنی پھیلی تو کاہن اور اُن کے بت خاک کے ڈھیر تھے، اور اجبار صحیح و سالم غار کے دہانہ پر توراة پڑھتے ہوئے نظر آئے،

عجب نہیں کہ یہ دونوں قصے ایک ہی اصل کے دو عکس ہوں، ہر ایک فریق نے اپنے مطلب کے مطابق اسکو پھیلا یا ہو،

ابراہیم الاشرم بقول عرب، ارباط نے یمن پر بیس برس حکمرانی کی، اس اثنا میں حبشی فوج نے بغاوت کی، ابراہیم ایک حبشی سردار اس باغی جماعت کا سرعسکر بن گیا، لفظ ابراہیم کا حبشی تلفظ ہے اور چونکہ نک کٹا تھا اسلئے "اشرم" کہلا تا تھا، عرب اسکو حبش کے شاہی خاندان سے سمجھتے ہیں، بہر حال ارباط اس فتنہ میں مارا گیا، اور ابراہیم تنہا یمن کا بادشاہ بن بیٹھا، ارباط کے اقتحام اور ابراہیم کے آغاز حکومت کی تاریخ نہیں معلوم، لیکن ابراہیم کے ایک ابتدائی کتبہ پر ۶۵۳ء سے ۶۵۴ء ہوا، تاریخ ثبت ہے، اگر ہم اسی کو آغاز سال فرض کریں، تو ارباط کی مدت حکومت جو ۱۰ سال ہے، ۶۵۴ء سے شروع ہو کر ۶۶۴ء پر ختم ہوتی ہے،

۶۵۴۳ء میں ابرہہ نمودار ہوتا ہے، اسی زمانہ کے ایک عیسائی مصنف پروکوپیوس

کا بیان اس کے متعلق حسب ذیل ہے:

ابرہہ ایک رومی غلام تھا، جو تلخ مین رہتا تھا، شاہ حبش یلا صبحہ کے خلاف جس فوج نے بناوت کی تھی، اُسکا سردار بن گیا، سمیعہ بادشاہ کی طرف سے مین کا نائب تھا، اُسکو قید کر لیا، اُس کے مقابل جو فوج بھیجی گئی اُسکو شکست دی، اس اثنا میں بادشاہ مر گیا، اُس کے جانشین نے ابرہہ سے صلح کر لی، اور اپنی طرف سے اُسکو مین کا نائب بنایا،

بجز ابرہہ کے رومی غلام ہونے کے عربی روایتیں حرف حرف اس کے مطابق ہیں، بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہیں، ابرہہ کی بناوت، ارباط نامی سردار کا آنا، ابرہہ کے غلام کے ہاتھ سے دھوکے سے اُس کا قتل ہونا، نجاشی کا خاک مین کی پالی اور ابرہہ کی خونریزی کی قسم کھانا، ابرہہ کا ایک شیشی مین نشتر سے اپنا خون نکال کر اور مین کی تھوڑی مٹی بادشاہ کے پاس بھیجنا کہ بادشاہ، پاؤں تلے میٹی رکھ کر ابرہہ کا خون بہائے اور قسم پوری کر لے، یہ تمام واقعات عربی تاریخوں میں مفصل مذکور ہیں، ابرہہ کو جب ادھر سے اطمینان ہوا، تو تمام ملک مین عال مقرر کیے، عیسائیت کی ترویج کی، بڑے بڑے شہروں میں کنیسے تعمیر کیے، سب سے بڑا کنیسہ صنعاء میں تعمیر ہوا، جس کو عرب "قلیس" کہتے ہیں جو یونانی کلیسیا کی تعریف ہے،

لے زنج افریقی ساحل پر مین کے مقابل، اب اسکو اریٹرہ یا کہتے ہیں، اور اٹلی کے زیر حکومت ہو، عہد اسلام میں بیان بہت سے مصنفین پیدا ہوئے ہیں،

لے انائیٹکو پیدیا آت اسلام لفظ "ابرہہ"

ابرہہ کے زمانہ کا ایک بہت بڑا کتبہ سدِ عرم کی بقیہ دیوار پر ملا ہوا جس سے چار نہایت اہم واقعات معلوم ہوئے ہیں
(۱) ۳۲۳ء یعنی مطابق ۳۲۳ء میں ابرہہ کے خلاف اہل یمن نے بغاوت کی حسین خود ولی عہد بھی شریک تھا،

(۲) اسی سنہ میں سدِ عرم آخری بار منہدم ہوا،
(۳) ابرہہ عیسائی تھا، اور مار ب میں ایک بہت بڑا اگر جالسنے تعمیر کیا تھا،
(۴) اسی سنہ میں نجاشی حبش، قیصر روم، منذر شاہ حیرہ اور حارث بن جبلة شاہ غسان کے سفیر اسکے دربار میں آئے،
اصل کتبہ کے اہم فقرے حسب ذیل ہیں،

(۱)

”رحمان الرحیم“ اور اُس کے مسیح، اور روح القدس کی مہربانی سے، ابرہہ اکسومی حبشین کا
رئیس اور اراحمیس ذبیان شاہ حبش کا محکوم، شاہ سبا، و ذریدان و حضرموت و مینات
و تہامہ و نجد، یہ یادگار قائم کرنا ہو کر اُس نے اپنے عامل یزید بن کبشہ پر فتح پائی جس کو اُس نے
کنذہ اور دئی پر حاکم بنایا تھا، اور سپہ سالار مقرر کیا تھا، اور رؤساء سبا (اقبال سبا)
اُس کے ساتھ تھے اور وہ ترہ، ثمامہ، حنشل، مرثد، اور ضفت قلعہ دار (ذو) خلیل، او
آل ذہن رؤساء (اقبال) سعدی کرب بن سمیع اور ہفان، اور اُس کے ہم برادر
فرزدان، سلم تھے، بادشاہ نے اُس کے مقابلے میں جراح قلعہ دار (ذو) زہور کو بھیجا
یزید نے اُس کو مار ڈالا، اور تھکر کدار کو ڈھا دیا، اور کنذہ، حریب اور حضرموت کے
قبائل سے اُس نے جمیعت اکٹھا کی،... بادشاہ کو خبر ملی تو اپنی حمیری و حبشی فوج

ہزاروں کی تعداد میں ماہ ذوالقبا ط ۶۵۳ھ (یعنی مطابق ۶۵۳ء) میں لیکر چلا جب مارب
(سبا) کی واویلوں میں پہنچا، تو زید خود آیا، اور تمام سرداروں کے سامنے اسے اطاعت
قبول کر لی.....

(۲)

اسی اثنا میں مارب کے بند (سد) کی دیوار، حوض، اور دروازوں کے ٹوٹنے کی
خبر ماہ ذوالمدح ۶۵۳ھ (یعنی مطابق ۶۵۳ء) میں آئی، قبائل کو فرمان بھیجا کہ
پتھر، لکڑی اور سیسہ، بند کے درست کرنے کے لئے ہیا کرین، بادشاہ پہلے مارب گیا
اور وہاں کے کنیسہ میں نماز ادا کی، پھر موقع پر گیا، نیو کھودی گئی، اور ترمیسر
شروع ہوئی.....

(۳)

بادشاہ حسب ذیل اُمراء (ایاقال) سے معاہدہ کر کے واپس آیا، شہزادہ اکوم
قلعہ دار معاہدہ فرزند بادشاہ، مرحزن، قلعہ دار ذرائح، عادل قلعہ دار فانش، اور قلعہ دار
شولمان، شعبان، رعین اور بہدان وغیرہ....

(۴)

رحمان کی عنایت سے بخاشی، قصر روم، منذر (شاہ حیرہ) اور عارث بن جبیلہ
(شاہ غسان) اور دوسرے بادشاہوں کی طرف سے سفراء دوستی اور محبت کے لئے
ماہ دوادان ۶۵۳ھ (یعنی ۶۵۳ء) میں آئے.....

واقفیل اب رہ کے زمانہ حکومت کا سب سے بڑا عظیم الشان اقمہ ۶۵۳ھ میں مکہ پر فوج کشی
ہی، اس ہم میں چونکہ حبشی ہاتھی لیکر آئے تھے اسلئے عرب اس ہم کو دقتہ افضیل اور

اس سال کو عام لفیل کہتے ہیں، آنحضرت صلعم کی ولادت مبارک اسی سال اس واقعہ کے چالیس روز بعد ہوئی تھی

عرب مورخین کی روایت کے مطابق اس مہم کا مقصد صرف تخریب کعبہ تھی، یورپین مصنفین کہتے ہیں یہ واقعہ ضمنی پیدا ہو گیا ہوگا، ورنہ اصل غرض روم و فارس کی باہمی جنگ میں صحرائے حجاز کو عبور کر کے ہم مذہب رومیوں کی اعانت تھی، ہیکو اصل ضمن سے بحث نہیں، تو اتر نقل سے اتنا جانتے ہیں کہ یہ واقعہ ہوا، اور بس! ابراہم کے کتبہ عمر کے جو فقرے ہم نے اوپر نقل کیے ہیں، اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ یمن کے علاوہ تہامہ کا بھی جہان کعبہ واقع ہوا، اپنے کو بادشاہ سمجھتا ہے، کتبہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اُس نے ایک گرجا مارب میں بنوایا تھا، اہل عرب کی روایت اس واقعہ کے متعلق یہ ہے، اور جو قرب زمانہ کی وجہ سے یقیناً صحیح ہوگی، ابراہم نے عیسائیت کی ترویج کی غرض سے صنعا میں ایک بڑا اور عظیم الشان کلیسا تعمیر کیا تھا، اور اُس کا کعبہ رکھا، غرض یہ تھی کہ عرب صلی کعبہ کو چھوڑ کر ادھر جھکیں، عربوں میں کعبہ کی چونکہ بڑی عظمت تھی، اور عرب کے ہر فرقہ اور ہر مذہب کے لوگ اس کی برابر عزت کرتے تھے، اسلئے اس سے اُن میں برہمی پیدا ہوئی، ایک عرب نے رات کو چھپکر اس کلیسا کو خنس کر دیا، ابراہم اپنے مقدس معبد کی سیرستی کو دیکھ کر غصہ سے بیتاب ہو گیا، ایک فوج جرار اور چند ہاتھی لیکر کعبہ ابراہیم کو ڈھانے نکلا، راہ میں عرب کے معتد قبال بڑھ بڑھ کر ابراہم پر حملہ آور ہوئے، لیکن ہزیمت اٹھا کر پسپا ہو گئے، جب یہ ہاتھیوں کا

سہ اسکی دو دہلیں ہیں اول یہ کہ کعبہ میں ابراہیم (یہود) مسیح اور مریم (عیسائی) کی تصویریں اور تمام قبائل کے نبوت تھے، ثانیاً یہ کہ نصرانی شعرائے جاہلیت کے کلام میں بھی مشاعر کعبہ اور ارکان حج کی عظمت مذکور ہے

محال نہیں، ممکن ہو کہ ان کنکرون میں چپک کے وہابی جراثیم ہوں، اس واقعہ کی صحت کا سب سے بڑا ثبوت یہی ہو کہ یہ سورہ اس واقعہ کے تقریباً پچاس برس بعد نازل ہوئی، اس وقت بہت سے اشخاص حملہ حبش کے چشم دید گواہ موجود ہوں گے، بعض لوگ ایسے ہونگے جنہوں نے اپنے بزرگوں سے اس واقعہ کو سنا ہوگا، تاہم کسی نے اس وحی الہی کی تکذیب کی جرأت نہ کی، سرسید نے اس سورہ کی جو تفسیر تہذیب الاخلاق میں لکھی تھی، اور جس سے اس واقعہ کے عجوبہ پرین کو دور کرنے کی کوشش کی تھی وہ سر تا پا لغو اور اغلاط سے ملبوس، عربی زبان میں طیر کا لفظ بد فالی اور کنایہ بلا کے معنی میں بھی نہیں آئے، وہ طائر کا لفظ ہے اور اس معنوں عرب کے مطابق قال بدمراد ہوتی ہو، اس معنی میں ارسال کے ساتھ بھی اس لفظ کا استعمال نہیں ہوا،

ان آیات کے ایک اور معنی نظام القرآن کے مصنف نے اختیار کیے ہیں اور ممکن ہو کہ وہ ایک حد تک صحیح ہوں، سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ عربوں کا عام بیان یہ ہو کہ جب کوئی فوج گران کسی طرف کا رخ کرتی ہو تو مردہ خواہ پرندوں کا غول ساتھ ساتھ ہوا میں اڑتا چلتا ہے، تاہم کہتا ہو: اُنکے چم کے ساتھ ساتھ پرندوں کا غول چلتا ہے،

ابو نواس کا شعر ہے: ہمارے مدح کی فوج یکدم بریں ہیں، کیونکہ اس کے فاتح ہر نیکو انگیز ہیں، سلسلہ میں بصرہ میں جنگ جمل واقع ہوئی تھی، حجاز میں اس لڑائی کا کھانا اسی دن معلوم ہو گیا تھا، کیونکہ غول در غول پرندے کٹے ہوئے اعضا چنگل اور چرنج میں لیے ہوئے ادھر ادھر اڑ رہے تھے،

دوسرا مقدمہ یہ ہو کہ توحی کا قائل ظن نہیں ہو، بلکہ اُنت ہی جو اُمت کا بھی قائل

ہو، اس تفسیر کے رو سے آیت کے معنی یہ ہوں گے،

”تو نے دیکھا کہ تیرے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا اُنکی غمی تیر

کو بیکار نہیں کر دیا، اُسے اُن پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے، تو اُن کو پتھروں سے مارا تھا،

پھر خدا نے اُن کو کھائے ہوئے بھس کے مانند کر دیا۔“

خدا اس سورہ میں اپنے متعدد احسانات گناتا ہو، اول یہ کہ اُسے اُنکی تدبیر بیکار

کر دی، دوسرے یہ کہ اُس نے اُن کے ساتھ ساتھ پرندوں کے غول بھیجے کہ اُنکی

لاشوں کی نجاست سے صحن حرم کو پاک کر دیں، تیسرے یہ کہ اتنے بڑے لشکر کو صرف

بدیہاء سنگ اندازی سے شکست دیدی،



کتاب خانہ
مکتبہ اسلامیہ

دارالمصنفین اعظم گڑھ

وہ مجلس علمی جو علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار میں قائم کی گئی اور جس کا مقصد اسلامی علوم و فنون کی اشاعت و ترویج ہو، اس مجلس میں تالیف و تصنیف کا ایک عمدہ قائم ہے، جس میں جنید لائق آؤ و قابل ارباب علم و قلم کام کرتے ہیں، ایک وسیع کتب خانہ اس کے احاطہ میں ہے، اس کی طرف سے ایک ہوا علمی رسالہ معارف نام شائع ہوتا ہے، سال کے مختلف حصوں میں مستند اور عمدہ تصنیفات یہ مجلس شائع کرتی ہے اور ممبروں کو ہر تیسرے رسالہ ماہانہ پیش کرتی ہے،

ممبری کی فیس حسب ذیل ہے

- ۱۔ پانچ روپیہ سالانہ اگر کوئی خدمت میں سالانہ ماہانہ ذریعہ موصول کرے
- ۲۔ دس روپیہ سالانہ اگر کوئی انکو مطبوعات علمیہ ہر تیسرے سال
- ۳۔ پندرہ روپیہ سالانہ میں ماہوار رسالہ دو ایک سال کی تمام مطبوعات موصول ہوگی،

سلیمان نام دارالمصنفین اعظم گڑھ

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۲۹۷۶۱۸

Accession No. ۱۵۶۲

Author ۲۹۷. ۱۸

1562

ارض القرآن

Title

سید سلیمان ندوی

This book should be returned on or before the date last marked below.

کتابخانه

۱- در این کتاب که در این کتابخانه است
 ۲- در این کتاب که در این کتابخانه است
 ۳- در این کتاب که در این کتابخانه است
 ۴- در این کتاب که در این کتابخانه است
 ۵- در این کتاب که در این کتابخانه است
 ۶- در این کتاب که در این کتابخانه است
 ۷- در این کتاب که در این کتابخانه است
 ۸- در این کتاب که در این کتابخانه است
 ۹- در این کتاب که در این کتابخانه است
 ۱۰- در این کتاب که در این کتابخانه است

